

إِنَّ الصَّلَاةَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ رُتِبَتْ
كِتَابًا مَّقْشُورًا

مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ

www.KitaboSunnat.com

مؤلف

مولانا محمد سرور الشافعي

ناشر
فِيضُ اللَّهِ كِتَابَاتُ

الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

فون : 7120207

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ اطِيعُوا اللّٰهَ
وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ

معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

الصَّلَاةُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
كِتَابًا مَوْقُوتًا

مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ

مؤلف

مولانا محمد سرور الشافعي

ناشر

فيض الله اكيڈمی

الفضل مارکیٹ، اردو بازار، الامور فون: 7120207

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

نام کتاب _____ مفتاح الجنہ

مؤلف _____ مولانا محمد سرور الشفیق

مکتبہ _____ فیض اللہ اکیڈمی لاہور

بار اول _____ ستمبر 2007ء

مطبع _____ عرفان افضل پرنٹرز لاہور

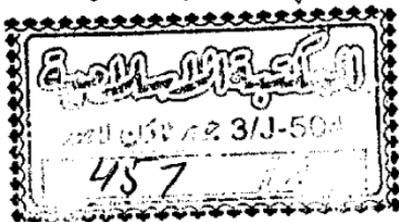
تعداد _____ 1000

قیمت _____ روپے 150/-

ناشر

محمدی اکیڈمی۔ دیپوکے

تحصیل و ضلع نارووال



اندازِ بیان

صفحہ نمبر	عنوانات	
8	انتساب	○
9	تقریظ	○
11	کلمۃ ممنونہ	○
13	اداب نماز	○
13	صحیح طریقہ نماز	○
14	نماز میں اطمینان و اعتدال	○
15	بدترین چور نماز کا چور	○
17	طہارت کا بیان	○
17	طہارت	○
18	برتن کی طہارت	○
19	طہارت مکان	○
21	طہارت لباس	○
23	طہارت جسم	○
23	استنجاء	○
27	اداب قضائے حاجت	○
29	آپ ﷺ پر بمنزلہ والد کے ہیں	○
30	صفۃ الوضوء	○
31	مسواک	○
33	طریقہ وضوء	○
37	خلال انگلیوں کے متعلق	○

صفحہ نمبر

عنوانات

- 38 _____ طریقہ مسح کان ○
- 42 _____ تیمم اور طریقہ تیمم ○
- 45 _____ غسل اور وضو کیلئے ایک ہی طرح کا تیمم ہے کوئی فرق نہیں ○
- 46 _____ کب تک تیمم ہو سکتا ہے اگر پانی نہ ملے؟ ○
- 46 _____ کہاں اور کس جگہ تیمم جائز ہے ○
- 47 _____ نواقض وضو و تیمم ○
- 49 _____ فضیلت وضوء ○
- 52 _____ اوقات نماز پنجگانہ ○
- 62 _____ اذان یا اعلان نماز ○
- 63 _____ اذان دینے کا طریقہ ○
- 64 _____ اول مرتبہ ○
- 64 _____ دوسری مرتبہ ○
- 66 _____ اذان و تکبیر کے بعد دعا ○
- 67 _____ سردی اور بارش میں اذان ○
- 69 _____ مروجہ اذان ○
- 71 _____ سحری کی یا تہجد کی اذان ○
- 72 _____ مؤذن کی فضیلت ○
- 75 _____ مساجد ○
- 77 _____ مسجد میں جانے کا ثواب ○
- 78 _____ اداب مساجد ○
- 79 _____ مسجد کو صاف ستھرا رکھیں ○
- 81 _____ وہ مقامات جہاں نماز پڑھنی منع ہے ○
- 83 _____ سمت قبلہ ○
- 84 _____ سترة المصلیٰ (نمازی کیلئے سترہ کا ہونا) ○
- 87 _____ نماز ادا کرنے کا طریقہ ○

صفحہ نمبر

عنوانات

- 88 _____ رفع یدین ○
- 92 _____ نماز میں نظر ○
- 95 _____ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ کہاں رکھیں.....؟ ○
- 96 _____ علامہ ابن الجیم اور ابن امیر الحاج ○
- 97 _____ علامہ محمد حیات سندھی کی نصیحت ○
- 97 _____ ہاتھ کس طرح باندھنے چاہئیں؟ ○
- 98 _____ وضع الیمنی علی الیسری ○
- 100 _____ نماز تہجد کا افتتاح اس دعا سے کرتے مذکورہ ادعیہ کے علاوہ ○
- 102 _____ جہری بسم اللہ کے متعلق دلیل ○
- 105 _____ سورت فاتحہ ○
- 106 _____ اختتام فاتحہ پر آمین ○
- 123 _____ التحیات ○
- 124 _____ درود شریف ○
- 126 _____ التحیات میں ادعیہ ○
- 128 _____ سلام پھیرنا ○
- 129 _____ ایک سلام پھیرنے پر دلیل ○
- 130 _____ سلام پھیرتے ہوئے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا ○
- 131 _____ سلام کے بعد ذکر و اذکار ○
- 132 _____ نماز صبح و شام کے بعد کی ادعیہ ○
- 134 _____ نقشہ رکعات نماز ○
- 138 _____ فجر کی سنتیں ○
- 138 _____ ظہر کی سنتیں ○
- 138 _____ عصر سے پہلے ○
- 139 _____ عصر کے بعد کوئی نماز نہیں ○

صفحہ نمبر

عنوانات

- 140 _____ مغرب سے پہلے دو رکعت ○
- 140 _____ بعد از مغرب ○
- 140 _____ عشاء سے پہلے ○
- 141 _____ خانہ کعبہ میں زوال نہیں ○
- 142 _____ مسافر کی نماز ○
- 142 _____ نماز قصر کرنا افضل ہے ○
- 143 _____ نماز قصر کتنے سفر میں ادا ہوگی ○
- 143 _____ کتنے دن قصر نماز ادا کریں گے ○
- 143 _____ سفر میں نوافل ○
- 144 _____ صلوٰۃ الخوف ○
- 145 _____ نماز تہجد ○
- 146 _____ فضیلت نماز تہجد ○
- 147 _____ نماز وتر ○
- 147 _____ وتر نماز سنت ہے فرض نہیں ○
- 148 _____ دعائے قنوت قبل رکوع ○
- 148 _____ دعائے قنوت ○
- 149 _____ دعائے قنوت بعد از رکوع ○
- 150 _____ نماز میں حرکات و سکنات ○
- 151 _____ بچوں کو نماز پڑھتے ہوئے اٹھانا ○
- 151 _____ نماز میں اگر قبلہ سمت ہو تو دروازہ کھول دینا ○
- 152 _____ نماز میں ہلکا سا کھانسا ○
- 153 _____ امامت نماز ○
- 154 _____ غلام اور نابینے کی امامت ○
- 155 _____ امامت فاسق و فاجر کی ○

صفحہ نمبر

عنوانات

- 156 عورت کی امامت ○
- 156 نابالغ بچہ کی امامت ○
- 157 مسافر کی امامت اور مدت نماز قصر ○
- 157 مسافر کی مقیم کی اقتداء میں نماز ○
- 158 امام اور مقتدی کی نماز میں اختلاف ○
- 158 امام تہیم اور مقتدی متوضی ○
- 159 امام ضامن ہے ○
- 161 رکوع کی رکعت ○
- 168 مفتی اعظم سعودیہ عربیہ کافتوی ○
- 169 باب ۵۰۳ اذا رکع دون الصف ○
- 171 آیات قرآنی کا جواب دینا ○
- 171 آیات کا جواب ○
- 177 آیات کا جواب قاری اور سامع امام و مقتدی دونوں کو دینا چاہیے ○
- 180 مولانا عبدالستار صاحب کلانوری رحمۃ اللہ علیہ کافتوی ○
- 181 عالم نیل مولانا عبدالجلیل صاحب سامرودی کافتوی ○
- 184 حضرت مولانا عبدالجبار صاحب کھنڈیلوی کافتوی ○
- 186 جناب مولانا احمد اللہ صاحب دہلوی کافتوی ○
- 186 جناب مولانا محمد حسین صاحب بنالوی رحمۃ اللہ علیہ کافتوی ○
- 187 جناب مولانا عنایت اللہ صاحب وزیر آبادی کافتوی ○
- 187 حضرت الامام العالم الربانی ابی محمد عبدالوہاب کافتوی ○
- 187 انخی الفاضل ابوالخلیل عبدالجلیل کافتوی ○
- 188 جناب مولانا عبدالنواب صاحب ملتانی کافتوی ○
- 192 خاتمہ کتاب ○



انتساب

میرے مربیان کے نام جنہوں نے اپنی بے بسی کے باوجود مجھے زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا۔

(اللهم رب ارحمهما کما ربینی صغیراً)

اور میرے مشفق اساتذہ کرام خصوصاً حضرت الامام ابو الفیصل، حافظ عبدالرحمن صاحب السلفی مدظلہ العالی امیر جماعت غرباء الہمدیث جن کی شفقت اور راہنمائی سے تعلیمی جولانگاہ میں چلتا رہا۔ بجز اللہ ان کی دعائیں اور سرپرستی آج بھی پہلے کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و تندرستی سے نوازے اور ان کی عمر میں برکت فرمائے۔ آمین ثم آمین

قارئین حضرات کی خدمت اقدس میں عرض گزار ہوں کہ باوجود محنت و کوشش کے بقاضائے بشریت اگر کہیں بھول چوک سے کمی زیادتی، ترمیم و ترخیم ہو گئی ہو تو نشانِ دہی اور نیک و مفید مشوروں سے نوازدیں تاکہ آئندہ تصحیح ہو سکے۔

شکریہ

مؤلف

محمد سرور الشفیق



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تقریظ

نماز دین کا ستون ہے اس کے بارے میں نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ نے فرمایا
 من اقام الصلوة فقد اقام الدين و من ضيعها فقد هدم الدين کہ جس نے نماز
 قائم کی اس نے دین اسلام کی عمارت کو قائم کیا جس نے نماز ضائع کر دی اس نے دین کی
 عمارت کو گرا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے نماز کو بیانی اور عملی طور پر امت کے سامنے بالکل
 واضح فرمادیا اور ساتھ ہی امت کو حکماً ارشاد فرمایا کہ صلوا کما راہتمونی اصلی جس
 طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو اس طرح نماز پڑھو۔ اس فرمان کی روشنی میں ہمارا یہ فرض
 بنتا ہے کہ ہم سب اپنی نمازوں کو اس اسوۂ حسنہ کے رنگ میں رنگ دیں تاکہ ہماری نمازیں
 اللہ کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہوں۔ استاد محترم حضرت مولانا محمد سرور شفیق مدظلہ العالی نے
 مجھ طالب علم کو اپنی تصنیف مفتاح الجہۃ پر نظر ثانی کے لیے حکم دیا۔ لیکن یہ کام اتنا آسان بھی
 نہ تھا کیونکہ کسی کتاب پر نظر ثانی اور تحقیق کرنا نئی کتاب لکھنے سے مشکل ہے۔ اس کام کی
 مشکلات کا صحیح اندازہ اس کے کرنے سے ہی ہوتا۔ جاہل نے سچ ہی کہا ہے کہ کسی کتاب کی
 تصنیف کی تصحیح یا حذف شدہ کلمہ کی اصلاح کرنے کی بجائے دس صفحے آزاد لکھنا زیادہ
 آسان ہے۔

الامر فوق الادب کے تحت اس کام کو سرانجام دیا۔ نماز کے موضوع پر بہت سی
 کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور آئندہ بھی لکھی جائیں گی۔ مگر زیر نظر کتاب عام فہم ہونے کی
 وجہ سے ایک ممتاز حیثیت کی حامل ہے اور عوام الناس کے لیے بہت مفید ہے۔ استاد محترم
 نے یہ کتاب نہایت خلوص اور مسلمان بھائیوں کی ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبہ کے پیش

نظر لکھی ہے۔ اس میں طہارت، نماز، پنجگانہ سے متعلق مسائل جمع کرنے کے ساتھ ساتھ نماز تہجد، عیدین، صلوٰۃ کسوف و خسوف، صلاۃ صبحی وغیرہ کے احکام و مسائل کو بھی ذکر کیا ہے اور نماز کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں بھی نقل کر دی ہیں۔ جس سے اس کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔ ایک دو مسائل کے علاوہ باقی تمام مسائل پر جمہور محدثین و علماء کا اتفاق ہے۔ بہر حال یہ تصنیف نماز کے موضوع پر ایک جامع اور مدلل کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ کتاب کی ترتیب بہترین اور خوبصورت ہے۔ قارئین کے لیے طہارت، وضو، تیمم اور نماز نبوی کو سمجھنا نہایت سہل ہو گیا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ استاد محترم کی اس کاوش کو امت کے لیے مفید بنائے، صدقہ جاریہ کا باعث بنائے۔ آمین یا رب العلمین

حافظ محمد امین انجم

فاضل عربی و علوم اسلامیہ

۵-۱-۲۰۰۵



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کلمة ممنونه

اس کتاب یعنی مفتاح الجنۃ کی تصحیح اور نظر ثانی جناب مولانا حافظ محمد امین صاحب انجم ایم اے عربک، خطیب سیالکوٹ نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے کی ہے حوالہ جات عربی عبارات کا ترجمہ اور جہاں کہیں اعراب رہ گئے تھے مکمل کیے ہیں۔ اللہ قادر مطلق مولانا موصوف کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین اور ان کے علم و عمل اور جان و مال و اولاد میں ترقی و برکت کرے۔ آمین

میں مولانا صاحب کا بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی گون گون مصروفیات اور نجی مشاغل کے باوجود میری درخواست پر کتاب کی دستگیری پر میرا ساتھ دیا۔ پھر سے میری دعا ہے مولانا کریم مولانا صاحب کو تندرستی و توانائی سے ہمکنار کرے۔ آمین، مولانا صاحب میرے ایلمنٹری کالج پسرور اور نیل کلاس کے شاگرد عظیم بھی ہیں اور جامعہ القرآن والحدیث لال مسجد پسرور میں تدریس بخاری شریف کے شریک سماعت بھی رہے ہیں۔

دعا گو اور شکر گزار

محمد سرور الشفیق

محمدی اکیڈمی دیپوکے، تحصیل و ضلع ناروال



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد العالمين
وعلى اله واصحابه اجمعين وعلى ائمة الدين وجميع
المسلمين۔ اما بعد!

عرصہ دراز سے دلی خواہش تھی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارکہ کی
راہنمائی میں ایک کتاب بنام مفتاح الجنة تالیف کروں تاکہ میرے لیے زادِ آخرت بن
سکے۔ توفیق ایزدی سے طبع ناساز ہونے کے باوجود تالیف حاضر ہے۔ دعارب العزت کے
دربار میں ہے اللہ علم و عمل کی توفیق دے۔ آمین
آخرت کے سوداگروں کے لیے باعثِ منفعت ہو۔

مؤلف

مفتاح بہشت کہتے ہیں ہے وہ نماز
اخلاص و خشوع سے جو ہووے و مساز
اسرار صلوٰۃ پر نظر کر احسن
تادل پہ تیرے در معما ہو باز

مذاق العارفين کامل

امام غزالی



ادب نماز

وہ عوامل جن کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شخص نماز پڑھے لیکن نماز اس کے کسی کام نہ آئے بلکہ وقت کا ضیاع اور مشقت ہی نصیب ہو۔ تو بہتر یہ ہوگا کہ ان عوامل پر عمل کیا جائے جو قبولیت کے لیے مفید ثابت ہوں۔

(۱) صحیح طریقہ نماز:

وہ طریقہ نبی علیہ السلام کا ہی ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجوا الله

والىوم الآخر واذكر الله كثيرا﴾ (الاحزاب: ۲۱)

رسول اللہ ﷺ عبادت کرنے میں بھی ہمارے لیے نمونہ ہیں تاکہ آپ کی نماز کی

طرح نماز پڑھی جائے جیسے فرمان نبوی ہے (صلوا كما رايتمونى اصلى)

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اقموا الصلوة واتوا الزكوة واطيعوا الرسول لعلكم ترحمون﴾

رسول اللہ ﷺ کے عمل کے مطابق عمل ہوں تو موجب رحمت بنیں گے اور دوسری جگہ

یوں ارشاد ہوا:

﴿اطيعوا الله واطيعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالكم﴾

”اللہ اور رسول کے احکام کے مطابق عمل کریں اپنے اعمال برباد نہ کریں۔“

جو عمل بھی سنت کے خلاف ہوگا وہ قابل قبول نہیں ہے (من عمل عملا فليس

من امرنا فهورد)

خلاف پیغمبر کے راگزید
برگز بمنزل نہ خواہد رسید

(۲) نماز میں اطمینان و اعتدال:

جو نماز بغیر اطمینان کے ادا کی جاوے وہ بھی درجہ قبولیت تک نہیں پہنچتی بلکہ نمازی کے لیے بدعا کرتی ہے (ضَيِّعَكَ اللَّهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِي)

جلدی جلدی قعد رکوع و سجود کر کے ادا کرتا ہے نماز میں خشوع و خضوع نہیں ① جیسے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور نماز ادا کرنی شروع کر دی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک طرف تشریف فرما ہیں وہ آدمی نماز سے فارغ ہو کر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا تو آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا اِدْرَجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تَصَلِّ وہ اسی طرح تین چار مرتبہ آیا اور گیا آخر کار وہ آدمی کہنے لگا اللہ کے رسول مجھے نماز سکھائیں کیونکہ مجھے تو ایسی ہی نماز آتی ہے۔ تب آپ نے فرمایا جب نماز کے لیے آؤ تو پہلے وضو مکمل کرو پھر قبلہ سمت ہو کر اللہ اکبر کہہ کر نماز میں داخل ہو جاؤ بعد قرأت رکوع کراتی دیر کر کہہ کر رکوع پر مطمئن ہو جائے پھر رکوع سے سر اٹھا اور پوری طرح سیدھا کھڑا ہو جا پھر سجدہ کر حتیٰ کہ تو سجدہ میں مطمئن ہو جائے پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھ جاتی دیر بیٹھ کہہ کر تو بیٹھنے میں مطمئن ہو جائے۔ پھر دوسرا سجدہ کر حتیٰ کہ تو سجدہ میں مطمئن ہو جائے تب اس کے بعد اٹھ اور دوسری رکعت ادا کر اسی طرح اپنی تمام نماز میں کرتب قبول و مقبول ہونے کے لائق ہوگی۔ (مشکوٰۃ، نیل الاوطار جلد ۲ ص ۲۷۲، سنن اربعہ سوائے ابن ماجہ)

(وَعَنْ خُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا لَا يَتِمُّ رُكُوعَهُ وَلَا سَجُودَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ خُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مَتًّا مَتًّا عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَّرَ اللَّهُ عَلَيْهَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (احمد۔ بخاری)

① جلدی جلدی قعد رکوع و سجود کر کے ادا کرتا ہے نماز میں خشوع و خضوع کے منافی ہے۔

”حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے دیکھا جو رکوع و سجود جلدی جلدی ادا کر رہا تھا وہ نماز سے فارغ ہوا تو سیدنا خذیفہ نے فرمایا کہ تو نے کوئی نماز نہیں پڑھی اور اگر تو مر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے خلاف مرے گا۔“ (مشکوٰۃ، نیل الاوطار جلد ۲ ص ۲۷۶)

بدترین چور نماز کا چور:

حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أَشْرُّ النَّاسِ سَرَقَةَ الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَوَاتِهِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَوَاتِهِ قَالَ لَا يَتَمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سَجُودَهَا أَوْ قَالَ مَنْ لَا يَقِيمُ صَلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسَّجُودِ)

(رواه احمد، نیل الاوطار)

”لوگوں میں چوری کے لحاظ سے بدتر چور نماز کا چور ہے صحابہ رضی اللہ عنہم پوچھتے ہیں وہ کس طرح چوری کرتا ہے اپنی نماز میں سے فرمایا وہ رکوع و سجدہ پورا نہیں کرتا یا یوں فرمایا وہ اپنی پیٹھ رکوع و سجدہ میں قائم نہیں رکھتا۔“

یعنی وہ نماز جس کے ارکان پوری طرح ادا نہ ہوں وہ نماز کہلانے کے بھی مستحق نہیں ہے اس لیے ہمیں فرمایا اگر کسی کو قضائے حاجت یعنی پیشاب یا پاخانہ کی حاجت و ضرورت ہے تو وہ شخص پہلے اپنی قضائے حاجت پوری کرے پھر نماز ادا کرے۔

بلکہ یوں بھی آیا ہے کہ کھانا موجود اور بھوک بھی لگی ہوئی ہے تو اولاً کھانا کھالے بعدہ نماز ادا کرے کیونکہ اس طرح نماز میں اطمینان نہ ہوگا۔

ایسے لوگ جو جلد نماز ادا کرتے ہیں بلکہ جیسے مرغ دانہ چگتا ہے ان کو اپنی نماز پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ تسلی اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرنی چاہیے۔ جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حدیث میں موجود ہے:

(أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ إِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)

(حدیث جبریل مشکوٰۃ شریف)

”ان نمازیوں کو جو خشوع و خضوع و اطمینان سے ادا نہیں کرتے فرمان ایزدی کے مطابق ہلاکت و بربادی ہے۔“

﴿ فويل المصلين الذين هم عن صلواتهم ساهون ۝ الذين هم

يراؤون ويمنعون الماعون ۝ ﴾ (الماعون۔ پ ۳۰)

”ایسے نمازی عذاب کے مستحق ہیں جو ادا کرتے ہیں مگر اپنی نماز سے بے خبر ہوتے ہیں اور پڑھتے بھی ہیں تو دکھاوے کے لیے۔“

حالانکہ نمازی اپنے مالک حقیقی سے ہم کلام ہوتا ہے ان المصلیٰ ینا جی ربہ (مشکوٰۃ) نمازی کو چاہیے اپنے مالک حقیقی سے گفتگو یعنی مناجات کرتا ہے تو سوچ سمجھ کر زبان سے ادا کرے ان کلمات کو محبت سے ادا کرتے ایسے محو ہو جائے کہ متکلم و مخاطب میں راز و نیاز کی باتیں ہوں۔

اول العلم - الصمت	خاموشی کسی کی..... میں رہنا
الثانی - الاستماع	کسی کی بات کو بڑے انہماک سے سننا
الثالث - الحفظ	بات کو یاد رکھنا
الرابع - العمل	نیک صالح گفتگو پر عمل کرنا
الخامس - نشره	اچھی باتوں کو پھیلانا

(الاصعمی)



طہارت کا بیان

طہارت:

پانی کا طاہر و مطہر ہونا ضروری ہے کیونکہ پاکیزگی و صفائی کا انحصار اسی پر ہے اس لیے اس کا پاک ہونا ضروری ہے۔

پانی تھوڑا ہو یا زیادہ کوئی ناپاک شے اس پر اثر انداز نہ ہو۔ ظاہر اتلاب ہے یا کوئی..... جس پر گندگی کے اثرات نظر نہ آتے ہوں۔

(لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لایجری ثم یغتسل ثم

یتوضأ) (بخاری شریف۔ جامع ترمذی)

لیکن دریا، نہر، سمندر، ان کا پانی اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ وہ چلتا بہتا ہے اس لیے کی نوعیت و کیفیت مختلف ہے اور وہ پاک و صاف ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

(سأل رجل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم انا نركب البحر و

نحمل معنا قليل من الماء فان توضأ به عطشنا أنتوضأ بماء

البحر؟ فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم هو الطهور مائه الحل ميتته)

(احمد، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، نیل الاوطار)

یہ پانی صاف و پاک، دریا، نہریں یا آجکل ڈیم، جھیلیں اسی حکم کے تحت ہیں۔

وہ پانی جو بعض علاقہ جات میں کمیاب پانی ہونے کی وجہ سے جوہڑ اور تالاب

بنائے جاتے ہیں ان میں بارش یا دیگر ذرائع سے پانی ذخیرہ کر لیا جاتا ہے ان

کے اندر پانی کی اتنی مقدار ہوتی ہے کہ اثرات گندگی قبول نہیں کرتا۔ حالانکہ وہ کھلے ہوئے ہیں درندے پرندے جانور گردو وغبار کے اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔ مگر ان کا پانی غسل و وضو کے لیے مستعمل ہو سکتا ہے۔ جس طرح مدینہ شریف میں بیڑ بضاعۃ کا پانی استعمال میں آتا تھا۔

(احمد ترمذی، ابوداؤد، نیل الاوطار)

اگر پانی کسی برتن یا ٹینکی میں جمع ہے اور کوئی چیز ناپاک اس میں گر جائے جس سے رنگ، بو ذائقہ تبدیل ہو گیا ہے تو پانی استعمال میں نہ لائیں بصورت دیگر استعمال ہو سکتا ہے۔

برتن کی طہارت:

برتن کے متعلق فرمان ہے کہ اگر کسی برتن میں کتا منہ ڈال دے یا لگا دے تو اس برتن کو سات مرتبہ پانی سے دھوئیں اور اولاً مٹی سے ایک مرتبہ مانجھ لیں تب وہ برتن صاف ہو گیا۔

(عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیزقہ ثم لیغسلہ سبع مرات)

(رواہ مسلم، النسائی، نیل الاوطار)

دیگر جانور جو گھروں میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں۔ مثلاً بلی، بکری وغیرہ وغیرہ تو یہ جانور اگر برتن میں منہ ڈال بھی لیں تو وہ برتن استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ اگر دل نہ مانے تو اور بات ہے۔ (مشکوٰۃ)

(عن کبشۃ بنت کعب بن مالک و کاتت تحت ابن ابی قتادۃ ان اباقتادۃ دخل علیہا فنسکت له وضواً فجأت ہرۃ لتشرب منه فأصغی لها الاناء حتی شربت منه قالت کبشۃ فرانی أنظر فقال

اتعجبين يا بنت أختي؟ فقلت نعم فقال ان رسول الله ﷺ قال
انها ليست بنجس اينها من الطواقين عليكم والطواقات - وواة
الخمسة (احمد، ابوداؤد، نسائي، ترمذی، ابن ماجه)
(عن عائشة رضي الله عنها عن النبي ﷺ انه كان يصغى الى الهرة الاناء
حتى تشوب تم يتوضى بفضلهما) (نيل الاوطار)

بعض علاقوں میں چمڑے کے بنے ہوئے ڈول برتن، مشکیزہ وغیرہ استعمال کرتے ہیں اگر وہ برتن حلال جانوروں کے دباغت شدہ چمڑوں کے بنے ہوئے ہیں جائز اور پاکیزہ و پاک ہیں۔

(وعن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا ربح الاهداب فقد
طهر اخرجد مسلم و عند الاربعة ايما اهداب ربح)
وہ چمڑا حلال کردہ کا ہو یا مردہ جانور کا پاک ہو جائے گا۔

(وعن سلمة بن المحبق رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ دباغ جلود
المتيته طهورها) (صححه ابن حبان)

طہارت مکان:

جس جگہ نماز ادا کی جائی گی اس جگہ کا پاک صاف ہونا بھی ضروری ہے بدوں نماز نہ ہوگی ہاں اگر کسی بچہ یا بڑے نے پیشاب کر دیا ہے تو اس جگہ پانی گرا کر صاف کر لیا جائے گا اور وہ جگہ نماز ادا کرنے کے لیے جائز ہو جائے گی۔

(وعن ابی ہریرة رضي الله عنه قال قام اعرابي فبال في المسجد فقام اليه
الناس ليقعوا به فقال النبي ﷺ دعوه و اريقوا على يوله سجلا من
ماء او ذنوبا من ماء فانما بعثتم ميسوین ولا تبعثوا معسوين)

(نيل الاوطار)

(وعن انس بن مالك رضي الله عنه قال جاء اعرابي فبال في طائفة المسجد فذجره الناس فنهاهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما قضى بوله امر النبي صلى الله عليه وسلم بذنوب من ماء فاهريق عليه) (متفق عليه)

”مسجد یا جائے نماز پر پیشاب کی پلیدی کو دور کرنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس پر پانی بہا دیا جائے۔ اس جگہ کا دھونا مقصود ہے چونکہ مسجد نبوی کا فرش زمین کا تھا جس پر ڈھول پانی ہی کافی تھا کیونکہ وہ پانی زمین میں جذب ہو گیا البتہ آج کل مساجد پختہ اور فرش بھی پختہ ہیں اس جگہ کو دھونا چاہیے تاکہ پیشاب پانی کے ساتھ باہر نکل جائے۔“

اگر جوتے کے نیچے گندگی نہ لگی ہو اور فرش مسجد بھی کچا ہو تو جوتے سمیت مسجد میں جانے پر کوئی خرچ نہیں ہے۔ اس زمانے میں مسجد کے دروازے وغیرہ نہ تھے جانور مسجد میں آجایا کرتے تھے لیکن آپ نے کبھی بھی مسجد نہیں دھلوائی، بخاری شریف۔ بعض مقامات ایسے ہیں جہاں پر نبی صلى الله عليه وسلم نے نماز پڑھنے سے روک دیا ہے حالانکہ آپ نے فرمایا جعلت لى

الارض كلها مسجد او طهورا۔ (نیل الاوطار ج ۲)
بعض مقامات کون کون سے ہیں؟

(۱) (وعن زيد بن جبيرة عن داود بن حصين عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى ان يصلى في سبعة مواطن۔ في المزبلة والعجزرة والمقبرة وقارعة الطريق وفي الحمام وفي اعطان الابل وفوق ظهريت الله) (ابن ماجه، ترمذی، نیل الاوطار ج ۲)

(۲) (لا تصلوا الى القبور ولا تجلسوا عليها)

(ابن ماجه، ترمذی، نیل الاوطار ج ۲)

(۳) (اجعلوا من صلواتكم في بيتوكم ولا تتخذوها قبورا)

(ابن ماجه، ترمذی، نیل الاوطار ج ۲)

(الارض كلها مسجد المقبرة والحمام)

(ابن ماجہ، ترمذی، نیل الاوطار ج ۲)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (۱) کوڑا کرکٹ کی جگہ (۲) مذبح خانہ (۳) قبرستان (۴) راستہ (۵) حمام میں (۶) اونٹوں کے باڑے میں (۷) بیت اللہ کی چھت پر۔

طہارت لباس:

نمازی کے کپڑوں کا پاک صاف ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ اہمیت قبولیت میں خاص مقام ہے۔ ایسی پلیدیانا پاک شئی جو کپڑوں پر لگی ہوئی ظاہر نظر آتی ہو تو اس کو دھونا ضروری ہے۔

(وعن عائشة رضی اللہ عنہا قالت كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يغسل المني ثم يخرج الى الصلوة في ذلك التوب وانا انظر الى اتر الغسل فيه)
(متفق علیہ)

(ولمسلم لقد كنت افرکه من ثوب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فرکا فيصلی فيه وفي لفظ له لقد كنت احكه يابساظفری من ثوبه)
(بلوغ المرام)

جو ہر مردانہ کپڑے پر لگ جائے اور خشک ہو جائے تو اس کو ناخن سے رگڑ کر صاف کیا جاسکتا ہے یا دھو کر بھی صاف ہو سکتا ہے جس طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کپڑے کو دھو کر دیتی تو ابھی کپڑے پر نشان گیلے پن کا ہوتا تھا۔

اور وہ نجاست جو غیر مرئی ہو یعنی نظر نہ آتی ہو اس سے اپنے طور پر پرہیز بہتر ہے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان سے گزر رہے تھے کہ آپ نے فرمایا ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے لیکن بڑے گناہ سے نہیں بلکہ یہ پیشاب کے چھینٹوں

سے نہ بچتے تھے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

آپ نبی ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ نرم زمین پر پیشاب کرتے تاکہ چھینٹے نہ پڑیں۔ (مشکوٰۃ)

عام عذاب قبر پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کا سبب ہے۔

(وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ استندھوا من البول فان عامة عذاب القبر منه) (دارقطنی و نیل الاوطار)
(واکثر عذاب القبر من البول) (الحاکم)

معصوم بچے دودھ پیتے جن کو اکثر اٹھالیا جاتا ہے تاکہ ان سے دل بہلائیں اور اگر وہ پیشاب کر دیں تو آپ نے فرمایا:

(فرش من بول الغلام ویغسل من بول الحاریۃ) (مشکوٰۃ)

(عن ام قیس بن محصن أنها أتت بابت لها صغیر لم یأکل الطعام الی رسول اللہ ﷺ فبال علی ثوبۃ فدعا بماء فتوضه علیه ولم یغسله) (نیل الاوطار) فی حدیث آخر و بول الحاریۃ یغسله
(قال قتادة وهذا ما لم یطعما فاذا طعما غسلا جمیعا)

(احمد، ترمذی، نیل الاوطار)

حلال جانوروں میں بید رعایت دی گئی ہے کہ جن کا دودھ پیایا گوشت کھایا جاتا ہے:

(عن البراء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا بأس لیول ما یوکل لحمه) (بلاغ المبین) وفی روایۃ جابر رضی اللہ عنہ قال ما أکل لحمه فلا بأس لیولہ) (رواہ احمد والدارقطنی)

اگر ان کا بول و براز ظاہری داغ نمایاں نہ ہو تو کپڑوں میں نماز ادا ہو سکتی ہے اگر زیادہ داغ نظر آتا ہو تو دھولینا اچھا ہے۔

۵] اگر کپڑے کو کچھڑ وغیرہ لگ جائے یا گندی نالی میں کپڑا لٹکانے سے بھیک جائے اور بعد میں خشک زمین پر کپڑا رکھا کر خشک ہو جائے تو کپڑا پاک و صاف ہوگا۔ (مشکوٰۃ) طہارتِ جسم:

(۱) (عن سلمان بنیؓ قال لقد نهانا رسول الله ﷺ ان نستقبل القبلة لغائط او بول او ان نستنجى باليمين او نستنجى بأقل من ثلاث احجاراً وان نستنجى برجيع او عظم) (مسلم؛ بلوغ المرام)

(۲) (عن ابن مسعودؓ قال أتى النبي ﷺ لغائط فامرني ان آتيه بتلاته أحجار فوجدت حجرين ولم أجد ثلثا فاتيته بروثة فأخذهما والقي الروثة وقال انها ركس) (بخاری)

(۳) (عن ابی هريرةؓ قال ان رسول الله ﷺ نهى ان نستنجى بعظم او روث قال انهما لا يطهران) (دارقطنی)

جسم صاف کرنے کے لیے بہت سے عوامل ہیں جن کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ بعض اوقات جسم پر کسی چیز کی نجاست لگنے سے صاف کیا جاتا ہے اور بعض بدون لگے ہی صفائی کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ درج ذیل مختصر تحریر ہے۔

(۱) استنجاء:

استنجاء وہ صفائی ہے جب بول و بزار سے فراغت ہوتی ہے تو قبل و دبر کو صاف کرنا ہوتا ہے خواہ پانی سے یا مٹی۔ پتھر کے ڈھیلوں سے۔ مگر کوئلہ ہڈی، لید، گوبر وغیرہ سے صفائی نہیں ہوتی کیونکہ ہڈی تو خوراک جنات ہے اس لیے آپ نے منع فرمایا اور دیگر خود پلید یا ناپاک ہیں وہ صفائی کیا کریں گی جیسے حدیث ذیل میں وضاحت ہے۔

(عن ابن مسعودؓ ان النبي ﷺ قال اتاني داعي الجن فذهبت

معہ فقرأت علیہم القرآن قال فانطلق بنا فارانا آناوہم و آثار
نیرانہم و سالوہ الزاد فقال لکم کل عظم ذکر اسم اللہ علیہ یقع
فی ایدیکم أوفر ما یكون لحما و کل بعرة علف لدوا بکم فقال
رسول اللہ ﷺ فلا تسنجوا بہما فانہما طعام اخوانکم

(احمد، مسلم)

دوسری حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت بھی ہم معنی ہے۔

(نیل الاوطار جلد اول، بخاری)

قبل سے رقیق سا مادہ بعض اوقات خارج ہو جاتا ہے۔ جس کو شرعی زبان میں

مذی کا نام دیا گیا ہے اگر یہ مادہ خارج ہو تو پھر بھی استنجا کرنا ہوگا۔

اگر دبر سے ہوا کا خروج ہو جائے تو استنجا کی ضرورت نہیں۔

قضائے حاجت کیلئے بیت الخلاء میں جائیں تو اولاً بائیں پاؤں سے دخول کریں

اور خروج دائیں پاؤں سے ہونا چاہیے۔ داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں:

(۱) (اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ) (بخاری و مسلم)

یا دوسری دعا:

(۲) (بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ)

(مشکوٰۃ)

(۳) (اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الرَّجْسِ النَّجْسِ الْخَبِيثِ الْمُخْبِثِ

الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)

دعا پڑھ لینے سے جنوں سے پردہ ہو جاتا ہے۔

بیت الخلاء میں قضائے حاجت کے لیے جائیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: لا تستقبلوا

القبلة بغالط او بول ولا تستد بدوہا۔

(وعن سلمان بن عبد الله قال لقد نهانا رسول الله ﷺ ان نستقبل القبلة لغائط او بول أو أن نستنجي باليمين أو أن نستنجي بأقل من ثلاثة احجار او نستنجي برجيع او عظم) (مسلم، سنن اربعة)

قبلہ رخ ہو کر پیشاب و پاخانہ کرنا یا پیٹھ کر کے کرنا منع فرمایا دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا بھی منع فرمایا تین ڈھیلوں سے کم اور گوبر و ہڈی سے بھی استنجا کرنا منع کر دیا۔ قضائے حاجت کرتے وقت باتیں بھی نہیں کرنی چاہیے اور ایک دوسرے سے چھپ کر بول و براز کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس عمل سے ناراض ہوتا ہے۔

(وعن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ اذا تغوط الرجلان فليتوار كل واحد منهما عن صاحبه ولا يتحدثا فان الله يمقت على ذلك) (ابن السكن، ابوداؤد، ابن ماجه، نيل الاوطار، ابن القطان، بلوغ المرام)

جب قضائے حاجت کے لیے جائیں تو کوشش کریں کہ پردہ کی جگہ ہو بصورت دیگر اپنے پیٹھ پیچھے مٹی یا ریت کا ڈھیر بنا لینا چاہیے کیونکہ شیطان جن بنی آدم کی شرمگاہوں کے ساتھ کھیلتا ہے۔

(عن عائشة بنت عبد الله ان النبي ﷺ قال من اتى الغائط فليستتر) (ابوداؤد)

(وعن ابى هريرة بن عبد الله ان النبي ﷺ قال من اتى الغائط فليستتر فان لم يجد الا ان يجمع كثيبا من رمل فليستدبره فان الشيطان يلعب بمقاعد بنى آدم من فعل فقد احسن و من لا فلاحوج) (ابوداؤد، ابن ماجه، نيل الاوطار)

بیت الخلاء میں جاتے ہوئے اگر انگوٹھی ہاتھ میں ہے جس پر نام اللہ یا نبی کا تحریر ہے تو اتار کر جیب میں رکھ لینا چاہیے۔

(۱) (كان النبي ﷺ اذا دخل الخلاء وضع خاتمه) (سنن اربعة)

(۲) (كان النبي ﷺ اذا دخل الخلاء نزع خاتمه ان نقش خاتمه

كان محمد رسول الله)

استنجاء کے بعد اپنے ہاتھوں کو صابن یا مٹی سے صاف کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نبی ﷺ کا عمل تھا۔

(۱) (عن ابی هريرة روى ان النبي قضى حاجته ثم استنجى من تود

ثم ذلك يده بالارض)

(۲) (عن جرير روى ان النبي ﷺ دخل الغيضة فقضى حاجته فاتاه

جريره بادواة من ماء فاستنجى منها ومسح يده بالتراب) (ابن ماجه)

قضائے حاجت کے بعد آپ نبی علیہ السلام بیت الخلاء سے نکلتے یا جائے

قضائے حاجت سے ہٹتے ہوئے باہر نکلتے دائیں پاؤں کو پہلے باہر نکالتے اور یہ

دعا پڑھتے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي اور دوسری دعا

غُفْرَانَكَ بھی پڑھتے تھے۔ (ابن ماجه)



اداب قضائے حاجت

قضائے حاجت کرتے ہوئے جن چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے ان میں سے چند تحریر ہیں۔

۱) سایہ دار درخت کے نیچے بول و براز سے پرہیز چاہیے اور شارع عام سے بھی بچیں۔ کیونکہ لوگ لعن طعن کریں گے۔

(اتقوا اللاعنین قالوا وما اللاعنین یا رسول اللہ قال الذی یتخلی فی طریق الناس اوفی ظلہم) (مسلم)

۲) پھل دار درخت یا پکی ہوئی فصل میں پرہیز چاہیے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے: (نہی عن قضاء الحاجة تحت اشجار المثرة و ضفة النهر الجاری)

(بلوغ المرام)

۳) پانی پیتے پلانے کپڑے دھونے کے گھاٹ سے پرہیز چاہیے کیونکہ وہاں بھی لوگوں کا آنا جانا ہوتا ہے۔

(التقوا الملاعن الثلاث البراز فی الموارد۔ والظل۔ وقارعة الطريق) (ابن ماجہ)

۴) مرد کو پیشاب سے فارغ ہو کر اپنی شرمگاہ کو تین دفعہ دو انگلیوں میں سونتا چاہیے تاکہ پیشاب کا کوئی قطرہ رہ نہ جائے جو بعد میں کپڑے پر لگ کر ناپاک کر دے۔

(قال رسول اللہ اذا بال احکم فلیشر ذکرہ ثلاث مرات) (ابن ماجہ)

۵) باہر جنگل یا کھلے میدان میں قضائے حاجت کے لیے جائیں تو کپڑا زمین کے

قریب جا کر اٹھائیں تاکہ بے پردگی نہ ہو:

(كان النبي ﷺ اذا ارادا الحاجة لم يرفع ثوبه حتى يدنو من

الارض) (ترمذی)

کسی جانور کی بل میں بھی بول و براز نہ کریں کیونکہ نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ہو

سکتا ہے کوئی زہریلا جانور نکل کر ڈس لے یا جنات کا گھر ہو۔

(قال نهى رسول الله ﷺ ان يبالي في الجحر لا يبولن احدكم في

جحر قال يقال انها مساكن الجن) (نیل الاوطار، ابو داؤد، نسائی،

احمد)

بائیں پاؤں پر بیٹھ کر دایاں پاؤں کھڑے کر کے قضائے حاجت کریں اس سے

جلد آدمی فارغ ہو جاتا ہے کیونکہ معدہ پر زور پڑتا ہے جیسے کہ حدیث شریف میں

آتا ہے۔

(عن سراقه بن مالك بن النضر قال علمنا رسول الله ﷺ في الخلاء

لئن تقعد على اليسرى و تنصب اليمنى) (رواه البيهقي، بلوغ

المرام)

دوران پیشاب و پاخانہ کرتے ہوئے کوئی دعا سلام کہے تو جواب نہ دیں۔

(ان رجلا مرو رسول الله ﷺ يبول فسلم عليه فلم يرد عليه)

(نیل الاوطار)

لا يمسن احدكم ذكره بيمينه رهويبول ولا يتمسح من الخلاء

بيمينه ولا يتنفس في الاناء (متفق عليه بحواله بلوغ المرام)

”پیشاب یا دوران قضائے حاجت شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئیں اور نہ پانی

پیتے ہوئے برتن میں سانس لیں۔“

استنجا صرف مٹی سے بھی جائز ہے اور اس کے بعد پانی سے بھی طہارت کر لی جائے تو بہتر ہے۔

- (۱) (عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی ﷺ قال ان اللہ یثنی علیکم فقالوا انا نتبع الحجارة الماء) (بلوغ المرام)
- (۲) (وعن عائشہ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ ﷺ قال اذا ذهب احدکم الی الغائط فلیسط بثلثه احجار فانها تجزی عنه) (نبیل الاوطار)

آپ ﷺ بمنزلہ والد کے ہیں

نبی ﷺ افراد امت کو بحیثیت اولاد سمجھتے ہوئے ان کو ہر قسم کی تعلیم دیتے رہے تاکہ آسانی ہو سکی و تکلیف سے بچ سکیں اور دشمن جن و انس سے محفوظ رہ سکیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قال انما انا لکم بمنزلة الوالد اعلمکم۔ (نبیل الاوطار)



صفة الوضوء

وضوء نماز کے لیے یعنی طہارت بہت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ ارشاد ہے لا صلواة لمن لا وضوء له (ابن ماجہ) اس لیے وضوء کرتے ہوئے جن چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے افراط تفریط سے کام نہیں لینا چاہیے۔

وضوء کے لیے پانی مقدار جو مقرر کی گئی ہے حتی الوسع اس کے مطابق سنت طریقہ سے وضوء کریں گے تو کامل وضوء ہوگا دائیں طرف سے وضوء کا آغاز کریں کیونکہ سنت بھی یہی ہے۔ اذا توضأتم فايدؤا بيمينكم۔ (سنن اربعہ ابن خزيمه) اسی طرح پانی کا استعمال وضوء اور غسل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام يتوضأ بالمد و يغسل بالصاع الى خمسة أمداد۔ (متفق علیہ)

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ کے پاس اُتسی یشلشی مد ف جعل يدلك ذراعیه۔ تقریباً آدھ سیر انگریزی کے مطابق ہوتا یعنی ساڑھے سات چھٹانک اور صاع دو سیر ساڑھے گیارہ چھٹانک انگریزی پیمانہ اور موجودہ تقریباً اڑھائی کلو پانی بنتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ تین کلو تک پانی استعمال غسل کے لیے ہے جو غسل سنت ہے۔

وضوء تلاوت قرآن کے لیے ہو یا نفل نماز جنازہ وغیرہ کے لیے ہو کوشش کرنی چاہیے کہ پانی کم سے کم استعمال میں لایا جائے۔ خواہ آپ نہریا حوض یا ٹونٹیوں پر وضوء کر رہے ہیں کیونکہ پانی کے اسراف سے روکا گیا ہے نبی علیہ السلام کا سیدنا سعید کو ارشاد فرمایا کہ اسراف نہ کر۔

(وقد اجمع العلماء على النهي عن الاسراف في الماء الغسل

والوضوء ولو كان على نشاطي النهر عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی

ﷺ مر بسعيد و هو يتوضا فقال ما هذا السرف؟ فقال افى الوضوء اسراف؟ قال نعم وان كنت على نهر جار (نیل الاوطار)
 ”جب بھی کوئی کام کریں تو اللہ تعالیٰ کی یاد سے شروع کرنا چاہیے اس سے برکت ہوتی اور کام مکمل ہو جاتا ہے۔ بدون اس کے برکت بھی نہیں اور کام پایا تکمیل تک نہیں پہنچتا۔“

ارشاد ہے۔

(کل امر ذی بال لم یبدأ بسم اللہ فهو أقطع)

”جس کام کا آغاز بغیر بسم اللہ ہو وہ کام ادھورا اور نامکمل رہتا ہے۔“

اس لیے وضوء کرنے سے پیشتر بھی بسم اللہ پڑھ لینی ضروری ہے کیونکہ اگر بغیر بسم اللہ کے وضوء کریں گے تو وضوء نہیں ہوگا ارشاد ہے لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه۔ (ابن ماجہ) صرف بسم اللہ یا بسم الله الرحمن الرحيم یا بسم الله والحمد لله جوئی ادا کر سکتے ہیں کریں اور وضوء کریں۔ (ابن ماجہ)

مسواک:

مسواک فطرت اسلام میں سے ایک ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا دس چیزیں فطرت میں سے ہیں (۱) مونچھوں کا کٹوانا (۲) داڑھی کا بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی چڑھانا (۵) ناخن کٹوانا (۶) بغلوں کے بال لینا (۷) زیر ناف بال لینا (۸) استنجاء کرنا (۹) شرمگاہ کو اچھی طرح دھونا تاکہ بول کا شائبہ تک نہ رہے۔ (۱۰) ہاتھوں کی انگلیوں کی جڑوں کو مل کر دھونا۔

(عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول الله ﷺ عشر من الفطرة۔ قص السنار و اعفاء اللحية و السواک و اسشاق الماء و قص الاظفار و غسل البراجم و نتف الابط و حلق العانة و انتقاص الماء لیغنی

الاستنجاء قال ذكرنا قال مصعب ونسيت العاشرة الا ان تكون
المضمضة) (نيل الاوطار)

دوسری حدیث میں یوں آیا ہے جو کہ ترغیب و ترہیب میں ہے:

(عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع من سنن المرسلین
الخثان۔ والتعطر۔ والسواک۔ والنکاح) (ترغیب و ترہیب)

”ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں انبیاء کی
سنت ہیں۔ ختنے کرنا، خوشبو لگانا، سواک کرنا، نکاح کرنا۔“

سواک کرنا منہ کی صفائی اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندب کا سبب تسو کو السواک
مطہرۃ للفہم و مرضاة الرب سواک لکڑی یعنی کسی درخت کی ٹہنی اور برش بھی نہیں
تو اپنی انگلیوں سے سواک کر لینی چاہیے۔

(عن عائشة رضی اللہ عنہا قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیستاک فیعطینی السواک
لأغسله فأبدأه فاستاک ثم اغسله وادفعه الیه) (ابوداؤد)

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جھوٹھی سواک کر لیا کرتی تھیں تاکہ آپ کا لعاب
مبارک میرے منہ میں چلا جائے اور سواک کی اہمیت کو جانچتے ہوئے آپ
ایسا کر لیا کرتی تھیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے افراد امت کا مشقت
میں پڑنا میرے لیے مشکل نہ ہوتا تو میں حکم کرتا کہ نمازِ عشاء تاخیر سے پڑھیں اور ہر نماز
کے لیے وضوء کے ساتھ سواک کریں لولا اشق امتی لامرہم بتاخیر العشاء
وبالسواک عند کل صلوٰۃ (متفق علیہ) ابوداؤد اور ترمذی میں روایت ہے کہ زید
بن خالد جہنی نماز کے لیے آتے تو سواک ان کے کان پر قلم لکھنے والی کی جگہ پر رکھی ہوتی
اور جب نماز میں کھڑے ہوتے تو منہ میں سواک پھیر کر پھر وہیں رکھ لیتے۔ کیونکہ

مسواک کر کے نماز پڑھنے میں ستر حصہ زیادہ ثواب ہوتا ہے۔

(شعب الایمان بحوالہ بلاغ المؤمنین)

ہاں جو شخص وضوء کرنا چاہتا ہے اور اس کے پاس مسواک بھی نہیں تو وہ اپنی انگلی منہ میں پھیر لے اس کو درجہ مسواک مل جائے گا انشاء اللہ۔ ابن عدی، دارقطنی، بیہقی میں عبد اللہ بن شہابی سے روایت ہے انہوں نے نصر بن انس سے اس نے انس سے مرفوع بیان کیا کہ کفایت کرتی ہیں مسواک سے انگلیاں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وضوء کرتے تو اپنے منہ میں اپنے انگلی کے ساتھ مسواک کر لیا کرتے تھے۔

طریقہ وضوء:

یہ طریقہ وضوء وہ ہے جو جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو بتلایا تھا۔ زید بن حارثہ سے روایت ہے ابن ماجہ اور دارقطنی نے بھی بیان کیا ہے۔

(قال رسول الله ﷺ علمني جبريل الوضوء وامرني أن أنضح

تحت ثوبي الي آخرها) (تحفة الأحمدي)

رات یا دن کو جب آدمی نیند سے بیدار ہو اولاً اس کو اپنے دونوں ہاتھ دھونے چاہئیں کیونکہ نامعلوم ہاتھ کہاں کہاں لگتے رہے ہوں۔

(وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی ﷺ قال اذا استيقظ احدكم من

منامه فلا يدخل يده في الاناء حتى يغسلها ثلاث مرات فانها

لا يدري ابن باتت يده او اين طاقت يده)

(رواه دارقطنی بحوالہ نیل الاوطار)

یہ بھی ہے کہ نیند سے بیدار ہونے والا اپنے ناک کو تین مرتبہ جھاڑے کیونکہ شیطان نے رات گزارنے کے لیے سونے والے کی ناک میں آرام کیا ہے۔

(اذا استيفط احكم من منامه فتوضا فليتشر ثلاثا فان الشيطان

بييت على خيشومه) (متفق عليه)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کے لیے پانی منگوا یا اور وضوء کر کے دکھلایا اور فرمایا ایسے ہی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا۔ جو شخص ایسا ہی وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لے اس کے سابقہ گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

(عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ انه دعا ببناء فافرغ على كفيه ثلاث مرات فغسلهما ثم ادخل يمينه في الافاء فمضمض واستترثم غسل وجهه ثلاثا ويديه الى المرفقين ثلاث مرات ثم مسح رأسه ثم غسل وجليه ثلاث مرات إلى الكعبين ثم قال رایت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم توضا نحو وضوء هذا ثم قال من توضا نحو وضوئی هذا ثم صلی رکعتین لایحدث فیہما نفسہ غفر الله له ماتقدم من ذنبه)

(متفق عليه بحواله نیل الاوطار)

بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کو تین بار دھوئے اور پھر کلی کرے اور ناک میں پانی چڑھائے اور اس کو جھاڑے۔ تین تین مرتبہ پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ پھر دونوں بازوؤں کو کہنیوں سمیت تین تین مرتبہ دھوئے پھر سر کا مسح کر لے کانوں سمیت پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے۔ اور اپنی شرمگاہ ① کی طرف پانی کے چھینٹے دے تاکہ وہ سوساں ختم ہو جائیں کیونکہ ممکنات میں سے ہے کوئی قطرہ پیشاب وغیرہ جو رہ گیا تھا وہ کپڑے کو لگ جائے یا سلسل البول بیماری کی وجہ سے ذہن میں شکوک و شبہات پیدا ہوں تو ان تمام کا تدارک صرف چھینٹے ہیں جو وضو کے بعد کپڑے کے نیچے سے یا اوپر سے شرمگاہ پر دینے چاہیے جو سنت رسول اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا تھا۔

① پچھلے صفحہ پر حدیث گزر گئی ہے۔

(۱) (عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضع مرة مرة ونضح فرجه)
(سنن الدارمی)

”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مرتبہ وضو کیا اور شرمگاہ پر چھینے دیے۔“

(۲) (عن الحكم بن سفيان الثقفي انه رأى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم توضع
ثم اخذ كفا من ماء فنضح به فرجه)

”حکم بن سفیان ثقفی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا اور ایک چلو پانی کا شرمگاہ پر چھینا دیا۔“

(۳) (عن زيد بن حارثة قال قال رسول اله صلی اللہ علیہ وسلم علمتی جبریل
الوضوء وامرني ان انضح تحت ثوبي لما يخرج عن البول بعد
الوضوء) (ابن ماجه)

”زید بن حارثہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبریل نے وضو کی تعلیم دی اور مجھے حکم کیا کہ میں کپڑے کے نیچے بول والی جگہ پر چھینا دوں۔“

(۴) (عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأت فانضح
”ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب بھی وضوء کریں چھینے دیں۔“

وضو ایک ایک مرتبہ اعضاء کو تو دھونا ضروری ہے بحکم قرآن مجید ﴿يَسْأَلُهَا الَّذِينَ
أَمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَ
أَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (مائده : ۶)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک ایک مرتبہ اعضاء وضو دھوئے تھے جو کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ
بیان فرماتے ہیں الا اخبركم بوضوء رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فتوضأ مرة مرة۔

(سنن دارمی)

دو دو مرتبہ دھونے اور تین تین مرتبہ دھونے کا بیان ہے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک مرتبہ تو نماز کے لئے دھونا ضروری ہے دو دفعہ دو گنا اجر ہوگا جبکہ میری اور سابقہ انبیاء کی سنت تین تین مرتبہ دھونا ہے۔

(من توضا واحدة فتلك وظيفة الوضوء التي لاجد منها ومن توضا اثنين فله كفلان من الاجر ومن توضا ثلاثا فذلك وضوئي ووضوء الانبياء قبلي) (ترغيب و ترهيب)

تین مرتبہ سے زیادہ مرتبہ اعضاء کو دھونا نہیں چاہیے کیونکہ یہ تعدی اور ظلم ہے میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔ عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور اس نے آپ ﷺ سے وضو کے بارے میں پوچھا تو نبی ﷺ نے اس کو وضو کر کے سکھلایا اور تین تین مرتبہ اور آپ نے فرمایا یہ ہے وضو اور جو کوئی بھی اس سے زائد کرے گا اس نے برا کیا زیادتی اور ظلم کیا (فمن زاد علی هذا فقد اساء او تعدی او ظلم) (ابن ماجہ)

وضو میں پانی کی زیادتی بھی اسراف ہے اور تین مرتبہ سے زیادہ اعضاء کو دھونا اپنی جان پر ظلم و زیادتی اور برائی ہے۔ (اللهم اعذنا منه)

وضو میں داڑھی کا خلال ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال یہ نبی ﷺ کی سنت ہے خلال داڑھی میں بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری نہیں البتہ داڑھی کے بالوں میں انگلیاں ڈال کر خلال کرنا چاہیے اس طرح ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال ہے۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو داڑھی مبارک کا خلال کرتے دیکھا (رائیت رسول اللہ بخلال لحيته) اور سیدنا عثمان غنی فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ وضو کرتے تو داڑھی کا خلال کرتے تھے يتوضاء فخلل لحيته۔ سیدنا انس بن مالک فرماتے ہیں کہ اپنے دست مبارک کی انگلیاں کھول کر دو دفعہ خلال کرتے اذا توضا خلل

لحيته و خزج اصابعه مرتبين۔ (ابن ماجہ)

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رخساروں پر ہاتھ ملتے ہوئے اور اپنے ہاتھوں کی انگلیاں داڑھی مبارک میں داخل کر کے نیچے شہ رگ تک پہنچاتے۔

(اذا توضا عوك عارضيه بعض العرك ثم سبك لحيته باصابعه من

تحتها) (بن ماجہ)

خلال انگلیوں کے متعلق:

سیدنا ابن عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم وضو کرو تو ہاتھ پاؤں کی

انگلیوں کا خلال کیا کرو اذا توضات فحلل اصابع يدك در جليك۔

مستور بن شداد نے روایت کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ وضو کرتے

آپ اپنے پاؤں کی انگلیوں کا اپنی چھوٹی انگلی سے (اذا توضا خلل اصابع رجليه

بختصره) (نیل الاوطار)

اگر انگوٹھی یا چھلہ وغیرہ ہاتھ میں ہے تو اس کو بھی ہلانا چاہیے تاکہ اس کے نیچے جو انگلی کا

حصہ ہے۔ وہ بھی پانی سے تر ہو جائے اور ارفع بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو

آپ اپنی انگوٹھی کو ہلاتے تھے۔ کان اذا توضا حرك خاتمہ۔ (نیل الاوطار)

سر کا مسح کرنا یا کانوں پر یا مجروح آدمی کا پٹی پر یا پگڑی یا دیگر اشیاء پر مسح کرنا بھی وضو

کا حصہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک کا مسح اس طرح فرمایا کرتے تھے جس کو عبد اللہ بن زید نے بیان

فرمایا ہے کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو پیشانی سے یعنی سر کے اگلے حصہ سے شروع کرتے

اور سر کے آخری حصہ گدی تک لے جاتے پھر وہاں سے وہاں تک لاتے جہاں سے مسح

شروع کیا تھا۔

(مسح رأسه يديه فأقبل بهما وأدبر بدأ بمقدم رأسه ثم ذهب

بهما الى قفاه ثم ردهما الى المكان الذي يدامنه (نيل الاوطار)
 اور سيدہ ریح بنت معوذ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے اس کے پاس وضو کیا تو آپ ﷺ نے اپنے تمام سر مبارک کا مسح کیا بالوں کے اوپر سے ہاتھ پھیرا کسی قسم کے بالوں کو حرکت نہیں دی بال اپنی ہیئت پر ہی رہے ان النبی ﷺ توضع عندها ومسح رأسه فمسح الرأس كله من فوق الشعر كل ناحية لمنصب الشعر لا يحوك الشعر عن هيته۔ (نيل الاوطار)

اسی طرح آپ نے اپنے کانوں کا بھی مسح کیا چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی ﷺ نے سر کا مسح کیا اور دونوں کانوں کا مسح ظاہر و باطن دونوں طریقہ سے کیا۔
 طریقہ مسح کان:

اپنی دو انگلیاں جن کو شہادت یا سبابہ کہا جاتا ہے ان کو کانوں کے سوراخوں میں ڈال کر انگوٹھے کانوں کی لو کے ساتھ یعنی کان کے نرم چمڑے کے ساتھ جو کان کے نیچے کی طرف ہوتا ہے لگا دیں دونوں انگلیاں شہادت جو کانوں کے سوراخوں میں تھیں قدرتی بنے ہوئے راستے میں اوپر کی طرف لے جائیں پھر وہاں سے کانوں کے کنارے کنارے وہاں تک لائیں جو کان کے نیچے چمڑا ہے جس کے باہر کی طرف انگوٹھا لگا رکھا تھا اور وہاں انگلیوں کے پونچنے کے بعد دونوں انگوٹھے جو وہاں کان کے ساتھ لگا رکھے تھے وہ کانوں کے باہر باہر اوپر تک لے جائیں گے یہ کانوں کا مسح مکمل ہو گیا۔

(ان النبی ﷺ مسح برأسه و اذنيه ظاهرهما و باطنهما ان النبی ﷺ مسح برأسه و اذنيه باطنهما بالمسبحتين و ظاهرهما باہامیہ)

(۱) گپڑی کا مسح یا جوراب یا موزے یا زخم پر بندھی ہوئی پٹی پر بھی مسح جائز و درست ہے اگر گپڑی نوٹی یا کلمے پر ہے تو اتار بھی سکتے ہیں۔ بصورت دیگر اس پر مسح جائز

ہے اگر ٹوپی جیسی کوئی چیز ہے جو سر کو ڈھانپنے کے لیے بنائی گئی ہے تو اس کو اتار کر سر کا مسح کریں۔

(۲) اگر جوراب یا موزے وضو کر کے پہنے تھے تو حاضر یعنی اپنے گھر میں مقیم ایک رات اور ایک دن مسح کر سکتا ہے اور مسافر اس میں تین دن اور تین رات (گھر میں پانچ نمازیں اور سفر میں پندرہ نمازیں) مسح کر کے پڑھی جاسکتی ہیں بشرطیکہ غسل کی ضرورت نہ پڑھے اور مسح جوراب و موزے کے اوپر کیا جائے گا پاؤں تلے نہیں۔

(۳) زخم پر بندھی ہوئی پٹی جس کا دھونا نقصان یا تکلیف بڑھنے کا خدشہ ہو تو اس پر بھی مسح کیا جائے گا۔

(۴) حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں تو صاف مسح بناصیته و علی عمامة الحقیقین۔ (مسلم)

(۵) حضرت جعفر بن امیہ فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو دیکھا مسح علی عمامته و خفیہ۔ (بخاری)

(۶) حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں مسح رسول اللہ ﷺ علی الحقیقین والعمامة فی غزوة تبوک۔ (طبرانی)

(۷) سیدنا بلال فرماتے ہیں نبی ﷺ نے مسح کیا مسح علی الحقیقین والبخمار۔ (مسلم)

(۸) سیدنا خزیمہ بن ثابت فرماتے ہیں نبی ﷺ کان یمسح علی الحقیقین والبخمار۔ (طبرانی)

(۹) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا اور آپ کے سر مبارک پر عمامہ تھا آپ نے پگڑی کے نیچے سے سر کے اگلے حصہ پر

مسح کیا اور آپ نے پگڑی اتاری نہیں اور اس کی اصلی بیعت کو بھی ختم نہیں کیا تھا
رأيت رسول الله ﷺ يتوضا وعليه عمامة فطرية فادخل يده من
تحت العمامة فمسح مقدم رأسه فلم ينقض العمامة۔

(ابو داؤد بحوالہ بلاغ المبین)

مذکورہ احادیث پگڑی پر مسح اور ساتھ ہی موزوں پر مسح پر استدلال کرتی ہیں جبکہ اب
صرف موزے اور جراب وغیرہ اور استدلال احادیث رسول پیش ہیں۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی علیہ السلام نے مسافر کے لیے تین دن اور تین
راتیں اور مقامی کے لیے ایک دن ایک رات مسح کرنے کی اجازت دی ہے۔

(جعل النبي ﷺ ثلاثة ايام وليا يهين للمسافر يوم وليلة للمقيم)

يعنى المسح على الخفين) (مسلم بحوالہ بلوغ المرام)

(۲) ابو بکرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی مسافر کو تین دن اور تین رات اور مقيم
کو ایک دن ایک رات کی۔ انہ رخصت للمسافر ثلاثة ايام وليا يهين
وللمقيم يوما وليلة اذا تطهر فليس حفيه ان يمس عليهما۔

(صحيح بن حزيمة)

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے اذا توضا احدكم وليس خفيه
فليمسح عليهما وليصل فيهما ولا يخلهما ان شاء الا من جنابة۔

(دارقطنی بحوالہ بلوغ المرام)

(۴) مسح جوراب یا موزے پر کرنا چاہیے یعنی پاؤں کی چھت پر نہ کہ پاؤں کے تلے
پر کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے لو كان الدين بالراى لكان اسفل الخف
اولى بالمسح من اعلاه وقد رأيت رسول الله يمسح على ظاهر

خفيه۔ (ابو داؤد بحوالہ بلوغ المرام)

(۵) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور آپ نے اپنی جورابوں پر مسح کیا حالانکہ کچھ لوگ ایسے بھی ملیں گے جو کہتے ہیں جی جوراب کا نام نہیں۔

(ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضحاً ومسح علی الجوربین والنحلین)

(سنن اربعہ، مسند احمد، وصححه الترمذی بحوالہ نیل الاوطار)

(مشکوٰۃ باب مسح الحقیقین)

زخم پر بندھی ہوئی پٹی پر مسح ہو سکتا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دوران سفر ایک آدمی زخمی ہو گیا جس کے سر پر گہرا زخم تھا اور اسے غسل کی ضرورت محسوس ہوئی اس نے دیگر ساتھیوں سے مسئلہ پوچھا کہ تیمم کر لوں تو جواب دیا گیا کہ پانی موجود ہے غسل کرنا چاہیے اس نے غسل کیا اور وہ آدمی اللہ کو پیارا ہو گیا تو آپ نے فرمایا صرف تیمم ہی کر لیتا یا زخم پر پٹی باندھ کر مسح کر لیتا۔ باقی جسم کو غسل کر لیا ہوتا تو کافی تھا۔ وعن جابر رضی اللہ عنہ فی رجل الذی شح فاغتسل فمات اتما کان یکفیه ان یتمم ویعصب علی جرحه خرقة ثم یمسح علیها ویغسل سائر جسده۔

(ابوداؤد بحوالہ بلوغ المرام)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے ایک ہاتھ کا گھٹنا زخمی ہو گیا یا ٹوٹ گیا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اللہ کے رسول اس پر کیا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ پٹیوں پر مسح کر لو۔

(وعن علی رضی اللہ عنہ قال انکسرت احدی زندی فسالت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فامرني ان امسح علی العجائر) (ابن ماجہ بحوالہ بلوغ المرام)

دوران وضو جب اعضاء کو دھویا جا رہا ہے تو یہ دعا پڑھنی ہے:

(اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ)

(کتاب الاذکار بحوالہ پیارے رسول کی پیاری دعائیں)

وضو مکمل کرنے کے بعد قبلہ سمت کھڑے ہو کر آسمان کی طرف منہ کر کے یہ دعا

پڑھیں:

(أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ)

(مسلم، زاد المعاد، تحفة الاحوذی)

یہ دعا بھی مروی ہے:

(سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ
وَأَتُوبُ إِلَيْكَ) (مجمع الزوائد، التلخیص بحوالہ پیارے رسول کی

بیاری دعائیں)

جونہی دعا مبارک آتی ہو پڑھیں۔ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ جنت کے آٹھوں دروازے

کھول دیتا ہے جسے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

(ما منکم من أحد يتوضأ فيسبغ الوضوء ثم يقول اشهد أن لا اله

الا وحده لا شريك له و اشهد ان محمد عبده و رسول الا فتحت له

ابواب الجنة الثمانية يدخل من ايها شاء) (نبيل الاوطار)

(من توضأ فاحسن الوضوء ثم رفع نظره الى السماء --- الى

آخر الحديث) (مسند احمد، ابو داؤد بحوالہ نبيل الاوطار)

تیمم اور طریقتہ تیمم:

وضو اور غسل دونوں کی جگہ تیمم کیا جاسکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَلِمٌ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا ﴾ (مائدہ: 6)

”اگر پانی میسر نہ ہو تو نماز کا وقت ہو چکا ہے یا غسل جنابت کی ضرورت محسوس

کریں بیماری کی صورت ہو یا سردی تو اس وقت تیمم کیا جاتا ہے۔“

(عن عمران بن حصين قال كنا مع رسول ﷺ في سفر فصلى بالناس فاذا هو ير حل معتزل فقال ما منعك ان تصلى قال اصابني جنابة ولاماء قال عليك بالصعيد فانه يكفيك) (متفق عليه)

(۱) بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارے پھر دونوں پر پھونک کر منہ پر مل لیں اور دونوں ہاتھوں کو مل لیں۔

(۲) یا ہاتھوں کے لئے الگ زمین پر مٹی لگا کر ہاتھوں کو مل لیں۔ ناک، منہ، کان، کہنیاں پاؤں سر پر مسح کرنا یا ہاتھ پھیرنے کی ضرورت نہیں۔

(وعن عمار قال اجنبت فلم اصب الماء فتمسكت في الصعيد وصليت فذكرت ذلك للنبي ﷺ فقال انما يكفيك هكذا وضرب النبي ﷺ بكفيه الارض ونفع فيهما ثم مسح بهما وجهه وكفيه) (متفق عليه)

(وفي لفظ انما كان يكفيك تضرب بكفيك في التراب ثم تنفخ فيهما ثم لمتسح بهما وجهك وكفيك الى الوصفين)

(رواه الدارقطني بحواله نيل الاوطان)

(۱) (وعن عمار بن ياسر بن النبی ان النبی ﷺ قال في التيمم ضربة للوجه واليدين ان النبی ﷺ امره بالتيمم للوجه والكفين)

(نيل الاوطان)

(۲) (انه ﷺ قال لعمار بن ياسر يكفيك ضربة للوجه وضربة لكفين) (روى الطبراني الاوسط الكبير بحواله نيل الاوطان)

من حق العالم عليك اذا أتته أن تسلم عليه خاصة وعلى القوم عامة۔ وتجلس قدامه ولا تشر بيدك ولا تغمز بعينيك ولا اتقل قال

فلان خلاف قولك ولا تأخذ بشوبه ولا تلح عليه في السؤال فانما
 هو بمنزلة التحلة المرطبة التي لا يزال ليقط عليك ومنها ثنى۔
 ”علم کا یہ حق ہے جب آپ اس کے پاس آئیں تو اس کو سلام خصوصاً کہیں اور
 عوام کے عموماً سامنے آگے ہو کر بیٹھیں اور اشاروں سے بات نہ کریں اپنی
 آنکھوں سے اشارے نہ کریں اور نہ یہ کہیں کہ فلاں نے آپ کے خلاف یہ
 مسئلہ بتلایا ہے اور نہ ہی اس کے کپڑے پکڑ کر بات کریں اور نہ ہی سوالوں پر
 زور دیں عالم کی مثال تو کھجور کی ہے جس سے تازہ کھجوریں ملتی ہیں جو ہمیشہ
 فائدہ مند ہے۔“ (فرمان علیؑ خلیفہ رابع)



غسل اور وضو کیلئے ایک ہی طرح کا تیمم ہے کوئی فرق نہیں

شدت سردی میں تیمم بھی جائز ہے:

(عن عمرو بن العاص انه لما بعثت في غزوة ذات السلاسل قال احتملت في ليلة بارر شديدة البرد فاشفقت ان اغتسلت ان اهلك فيتممت ثم صليت باصحابي صلواة الصبح فلما قدما على رسول الله ﷺ ذكروا ذالك له فقال يا عمرو صليت باصحابك وانت جنب فقلت ذكرت قول الله تعالى ولا تقتلوا انفسكم ان الله كان بكم رحيمًا فيتممت ثم صليت فضحك رسول الله ﷺ ولم يقل شيئا)

(ابوداؤد، دارقطنی، مسند احمد بحوالہ نیل الاوطار)

”عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب مجھے غزوہ سلاسل میں بھیجا گیا تو ایک سخت سردی والی رات مجھے احتلام ہو گیا۔ میں ڈر گیا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا۔ پس میں نے تیمم کیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا۔ آپ نے فرمایا! اے عمرو! تو نے جنبی حالت میں ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ پس میں اللہ کا یہ فرمان بیان کیا اور تم اپنی جانوں کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر رحم کرنے والا ہے۔ اس لیے میں نے تیمم کر لیا اور نماز پڑھ لی۔ نبی ﷺ سکر اڑے اور کچھ نہ کہا۔“

کب تک تیمم ہو سکتا ہے اگر پانی نہ ملے؟

(وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال فاتیت المدینة فأصر لى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بابل فكنت فيها فاتیت النبى صلی اللہ علیہ وسلم فقلت هلك ابو ذر قال ما حالك؟ قال كنت اتعرض للجنابة وليس قربى ماء فقال ان الصعيد ظهور لمن لم يجد الماء عشر سنين)

(رواه احمد و ابو داؤد بحواله نیل الاوطار)

”دس سال تک بھی پانی نہ ملے تو غسل و وضوء کے لیے تیمم ہو سکتا ہے کوئی قباحت نہیں ہے۔“

کہاں اور کس جگہ تیمم جائز ہے:

عمرو بن شعیب روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو مسجد بنایا ہے اور پاک کر دیا ہے

(اینما ادرکتى الصلوة تمسحت و صلیت)

”یہاں بھی مجھے نماز کا وقت آجائے وہاں ہی زمین پر میں مسح کر کے نماز پڑھ لیتا ہوں۔“

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین میرے لیے اور میری امت کے لیے مسجد اور پاک کر دی ہے یہاں کہیں بھی امت کسی آدمی کو نماز کا وقت آجائے اس کے پاس اس کی مسجد اور اس کی طہارت بھی ہے۔

(فاینما ادرکت رجلا من امتى الصلوة فعنده مسجد و عنده

طهوره) (رواه احمد نیل الاوطار)

حتی الوسع حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

(وعن ابى هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال إذا امرتكم يا امر

قاتوا منه ما استطعتم) (متفق عليه)

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس چیز کا میں حکم دوں

اس پر بربطابق طاقت عمل کریں۔“

اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے تیمم کے مسئلہ کو ذہن نشین رکھیں کہ جہاں بھی نماز کا

وقت آجائے جس حال میں کھیتوں میں سفر میں، حضر میں وہیں تاخیر کیے بغیر نماز ادا کرنی

چاہیے۔ اگر نماز ادا کر لی ہے اور پھر پانی کی جگہ اور وقت نماز میں پہنچ چکے ہیں تو وضوء کر کے

دوبارہ بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے دوہرا جر و ثواب ملے گا اور تیمم والی نماز رہنے دی دوبارہ

نہیں ادا کی تو بھی ٹھیک ہے سنت پر عمل ہو گیا۔ (نیل الاوطار، ابوداؤد النسائی)

نواقض وضوء و تیمم:

ان چیزوں سے وضوء اور تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔

۱۔ لیٹ کر یا سہارا لے کر سونا۔

۲۔ ہوا کا اخراج ہونا۔

۳۔ کسی قسم کی بیہوشی ہونا۔

۴۔ مذی نکلنے سے۔

۵۔ پیشاب و پاخانہ کی ضرورت محسوس ہونا۔

۶۔ اونٹ کا گوشت کھانے سے۔

۷۔ بغیر کپڑے کے شرمگاہ کو ہاتھ کا لگنا۔

۸۔ تے آنا۔

۹۔ نکسیر پھونٹنے یا خون بوا سیر نکلنے سے۔

۱۰۔ وضوء کیا ہوا تھا اور میت کو غسل دینے والے کی معاونت کی۔

مختصر احادیث مبارکہ کے کلمات طیبہ کا حوالہ دیا جا رہا ہے۔

(۱) (ان الوضوء على من تام مضطجعا فانه اذا اضطجع استرخت

مفاصله) (ترمذی، ابوداؤد)

(۲) (اذا فسا احدكم في الصلوة فليصرف ويتوضأ وليعد

الصلوة) (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجه)

(۳) (كنت رجلا مذاء فامرت المقداد ان يسائل النبي ﷺ فقال

فيه الوضوء) (متفق عليه)

(۴) (من مس ذكره فليتوضأ) (سنن اربعة، مسند احمد، بحواله

بلوغ المرام)

(۵) (قالوا توضأ من لحرم الابل قال نعم) (مسلم)

(۶) (من اصابه قي او رعاف او قلس او مذي فليصرف فليتوضأ)

(نيل الاوطار، ابن ماجه بحواله بلوغ المرام)

(۷) (من غسل ميتا فليغتسل و من حملة فليتوضأ)

(مسند احمد، ترمذی، نسائی، بحواله بلوغ المرام)

(۸) (من غائط او يبول ونوم - (۹) ان زوال العقل بالجنون

والاعماء والسكر بالخمير أو النيذا والبنج والدواء ينقض الوضوء

سواء قل او كثر) (نيل الاوطار)

اگر ٹخنوں سے نیچے تہ بند یا شلوار پا جامہ کیا ہوا ہے اور وضو بھی کر لیا ہے تو وضو نہیں رہتا

اس لیے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آیا اس نے اپنا ازرا ٹخنوں سے نیچے لٹکا

رکھا تھا اور اس نے نماز بھی پڑھ لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ وضوء کرنے کے لیے اس کو بھیجا

پھر تیسری مرتبہ آیا اور سوال کیا اللہ کے رسول آپ نے بار بار وضو کرنے کے لیے فرمایا ہے

آپ نے فرمایا جو آدمی پا جامہ وغیرہ ٹخنوں کے نیچے رکھے گیا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں

کرتا۔ (عون المبعوث شرح ابی داؤد)

فضیلت وضوء

طہارت اسلام کا حصہ یا ایمان میں سے ہے۔ طہارت و پاکیزگی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے چنانچہ تعلیم اسلام میں طہارت پر کافی زور دیا گیا ہے۔ خواہ طہارت خوراک و لباس اور جسم و زبان کی ہو یا مکان کی۔ تو طہارت میں سے طہارت وضوء ایک ایسی طہارت ہے جس سے عبادات الہی کے لیے آدمی کو تیار ہونا ہوتا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل علیہ السلام نے بعض سوالات کیے جن میں سے اسلام کے بارے سوال تھا تو جو جواب میں آپ نے توحید و رسالت کی شہادت کے متعلق جواب ارشاد فرمایا اور ادائے نماز کا فرمایا زکوٰۃ کا دینا اور حج بیت اللہ وغیرہ کا ادا کرنا۔ غسل جنابت اور وضوء کا اتمام فرمایا اسی طرح رمضان کے روزے رکھنا فرمایا جبرئیل جب یہ میں کروں گا تو میں مسلمان ہو جاؤں گا تو فرمایا صدقت۔ تو اتمام وضوء بھی اسلام کا حصہ ہے۔

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میری امت قیامت کے دن غرا جگلیں بیچ کلیان بلائی جائے گی یعنی وضوء کی وجہ سے اعضا منور ہوں گے جو آدمی چاہتا ہے کہ میرے اعضا کی روشنی زیادہ ہو اس کو روشنی زیادہ کرنے کے لیے اپنے اعضا کو اوپر تک دھونا چاہیے۔

ایک مرتبہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وضوء کر رہے تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی بغلوں تک ہاتھوں کو دھورہے تھے پیچھے ابو حازم کھڑے تھے کہتے ہیں میں نے کہا ابو ہریرہ یہ کیا ہے؟ تو جواب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مومن کو جنت میں اس کے وضوء کے دھونے کی جگہ تک زیور پہنایا جائے گا اس لیے میں چاہتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ

پہنایا جاؤں۔

ایک حدیث میں ہے کہ میرے امتی حوض کوثر پر آئیں گے اور ان کے اعضاء جسم وضوء کی وجہ سے منور ہوں گے اور میں ان کا حوض پر منتظر ہوں گا۔

میں ان بھائیوں کو پسند کرتا ہوں جنہوں نے مجھے دیکھا نہیں بوجہ دوری یا موت یا بعد میں آنے کی وجہ سے آپ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے بھائی نہیں۔ آپ نے فرمایا تم تو میرے ساتھی ہو صحابہ کرام نے عرض کی آپ ان کو کیسے پہچانیں گے۔ آپ نے فرمایا وضوء کی وجہ سے ان کے اعضاء چمکدار ہوں گے اور ان کے آگے ان کی اولاد بھی ان کے ساتھ ہوگی۔

جب مسلم آدمی وضو کرتا ہے اس کے وضو کرنے کی وجہ سے تمام گناہ دھل جاتے ہیں اور قطرات پانی سے گر جاتے ہیں وہ گناہ جو آنکھوں کے دیکھنے یا کانوں کے سننے یا زبان سے بولنے یا ناک کے سونگھنے یا ہاتھوں کے لمس یا پاؤں کے چلنے کی وجہ سے ہو چکے ہوتے ہیں وہ سب وضو کرنے سے دھل جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ چمینیوں کے بالوں اور ناخنوں سے گر جاتے ہیں گناہ سے پاک ہو جاتا ہے نماز کے لیے چلنا زاد ثواب ہوتا ہے۔ (کسانت صلواتہ و مشیتہ الی المسجد ناقلۃ) اگر وضو مکمل صحیح طریقہ سے کیا ایک نماز سے دوسری نماز تک جو کچھ گناہ صغیرہ غیر ارادہ سے ہوئے تھے وہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

ایک دفعہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ثالث نے وضو کا پانی منگوا یا وضو کیا اور مسکرانے لگے اور اپنے رفقاء سے پوچھا تم مجھ سے پوچھتے کیوں نہیں کہ کس چیز کی وجہ سے مسکر رہے ہو؟ تو پھر ساتھیوں نے سوال کیا۔ امیر المؤمنین آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے وضو کرتے اور مسکراتے دیکھا اور آپ نے بھی ایسے ہی فرمایا کہ مجھ سے سوال کیوں نہیں کرتے کہ آپ ہنس رہے ہیں؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں ہنس رہے ہیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد

فرمایا جب آدمی وضو کرتا ہے جو جیسے جیسے اعضاء وضوء کے لیے دھوتا ہے تو اس کے گناہ مٹتے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ قدموں تک اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ موسم سرما میں وضوء کے لیے پانی منگوایا تو حمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا سردی والی رات ہے خدا تعالیٰ آپ کے لیے کافی ہیں رات سخت سردی والی ہے تو سیدنا عثمان غنی فرماتے ہیں میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے جو آدمی کامل وضو کرتا ہے اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔

وضوء کامل سنت طریقہ کے مطابق اگر کیا جائے تو اس کی وجہ سے آدمی گناہوں سے ایسے پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے جنا ہے اس کے ذمہ کسی قسم کا کوئی جرم و گناہ نہیں ہے۔ (ترغیب و ترہیب)

الموت حوض لامحاله فيه كال الخلق شارع
ومن التقى فزارع فانك حاصد ما أنت زارع
هل أنت متفع بعلمك مرة والعلم نافع
ومن المشير عليك بالرأى المسر أنت سامع

(خالد بن یزید بن معاوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)



اوقات نماز پنجگانہ

وضوء کے بعد اوقات نماز ہیں جن میں نماز کا ادا کرنا ہوتا ہے اوقات نماز کا خیال رکھنا ضروری ہے کیونکہ حکم الہی ہے:

﴿ ان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا ﴾

”بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے۔“

اور حدیث طیبہ میں بھی ارشاد ہے:

(ای الاعمال احب الی اللہ قال الصلوة لوقتہا)

”سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اللہ تعالیٰ کو نماز کا وقت پر ادا کرنا ہے۔“

دوسری جگہ سیدنا علیؑ کو آپ نے حکم دیا تھا:

(یا علی ثلث لا توخرن الصلوة اذا اتت) (الحدیث)

”اے علی! تین چیزیں مؤخر نہ کرنا ایک ان میں سے نماز ہے۔“

وقت پر نماز ادا کرنے والے کے لیے آپ نے فرمایا جب آپ سے پوچھا گیا سیدنا ابوبکر الصدیقؓ کی ہمیشہ باپ کی جانب سے سیدہ ام فروہ فرماتی ہیں کہ ای الاعمال افضل قال الصلوة لا اول وقتہا اول وقت نماز کا ادا کرنا ثواب میں اضافہ کا باعث بنے گا۔ اور ایک حدیث میں اسی طرح بیان ہوا الوقت الاول من الصلوة رضوان اللہ والوقت الآخر عفو اللہ اول وقت رحمٰن کی رضا ہے اور آخر وقت میں نماز اللہ کی طرف سے معافی ہے اور دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں اول الوقت رضوان اللہ وسط الوقت رحمة اللہ و آخر الوقت عفو اللہ عزوجل اول وقت پر نماز ادا کرنا رضا رحمٰن ہے درمیانہ پر ادا کرنا اللہ کی رحمت ہے جبکہ آخر وقت پر ادا کرنا رب کی

لرف سے معافی مل جاتی ہے۔ (ت۔ت)

اس لیے حتی الوسع اوقات نماز کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ لوگ کہا کرتے ہیں:

ويلے دی نماز کويلے دیاں کراں

فرضیت نماز کے بعد یعنی معراج نبوی کے بعد آپ کے پاس دو دن جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کو اوقات نماز بتلائے اور نماز کا طریقہ بھی بتایا کیونکہ جب نماز کا نیا حکم ملا ہے تو نماز ادا کرنے کا بھی نیا طریقہ سکھایا جائے گا۔ جس طرح جبریل دیگر امور کے لیے آتے جاتے رہے ہیں نماز کے لیے بھی آئے اور دو روز نبی علیہ السلام کو جماعت پہنچانے کے لیے آئے اور دو روز نبی علیہ السلام نے فرمایا:

(امنی جبریل عند البیت مرتین فصلی بی الظهر حین ذالت الشمس وکانت قدر السواک وصلی بی العصر حین صار ظل کل شئی مثله وصل بی المغرب حین افطر الصائم وصلی بی العشاء حین غاب الشفق وصلی بی الفجر حین حرم الطعام والشراب علی الصائم فلما کان الغد صلی بی الظهر حین کان ظلہ مثله وصلی بی العصر کان ظلہ مثلیه وصلی بی المغرب حین اقطر الصائم وصلی بی العشاء الی ثلث اللیل وصلی بی الفجر فاسفر تم التفت الی فقال یا محمد هذا وقت الانیاء من قبلك والوقت ما بین هذین الوقتین)

(رواه ابو داؤد و الترمذی بحوالہ شکوة، نیل الاوطار)

”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبریل نے میری دو دن امامت فرمائی۔ بیت الحرام کے پاس پہلے دن ظہر کی نماز سورج ڈھلتے ہی پڑھائی سایہ صرف جوتے کے تسمہ کے برابر ہوا تھا پھر عصر کی امامت فرمائی جبکہ

ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوا تھا پھر نماز مغرب کی جماعت کروائی جیسے ہی سورج غروب ہو جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے۔ پھر نماز عشاء پڑھائی جب سورج کی سرخی جو غروب ہونے کے بعد جانب مغرب پھیل جاتی ہے اس کے غائب ہونے پر پھر صبح کی نماز پڑھائی اول وقت جبکہ روزہ دار کھانا اور پینا بند کر دیتا ہے اس کے بعد دوسرے دن جبریل نے پھر نبی ﷺ کی پیچگانہ نمازوں کی امامت فرمائی۔ ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا اور نماز عصر ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے پر پڑھائی اور مغرب کی نماز سورج غروب ہوتے ہی پڑھائی اور عشاء کی نماز تیسرا حصہ رات کے گزرنے پر پڑھائی اور نماز فجر جب ساری سفیدی ہو چکی تھی پھر جبریل نے کہا اے محمد ﷺ! تمام نبیوں کے نماز کے اوقات یہ ہی تھے ان دنوں وقتوں کے درمیان نماز کے اوقات ہیں۔“

اس مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں جبریل ﷺ کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اوقات نماز کی تعلیم کا تذکرہ ہے جبکہ ابھی جو حدیث نبوی تحریر ہو رہی ہے اس میں نبی ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو تعلیم اوقات نماز دی ہے:

(وعن بریدة قال ان رجلا سال رسول الله ﷺ عن وقت الصلوة فقال له صل معنا هذين يعني اليومين فلما زالت الشمس امر بلالا فاذن ثم امره فاقام الظهر ثم امره فاقام العصر والشمس مرتفعة بيضاء تفية ثم امره فاقام المغرب حين غابت الشمس ثم امره فاقام العشاء حين غاب الشفق ثم امره فاقام الفجر حين طلع الفجر فلما كان اليوم الثاني امره فابرد بالظهر فابرد بها فانعم ان يرد بها و صلى العصر والشمس مرتفعه اخرها فوق الذي كان

وصلی المغرب قبل ان تغيب الشفق وصلی العشاء بعد ماذهب
ثلث الليل وصلی الفجر فأسفربها ثم قال ابن السائل عن وقت
الصلوة فقال الرجل أنا يا رسول الله قال وقت صلواتكم بين
مآرائيتم) (رواة مسلم بحواله مشکوٰۃ نيل الاوطار)

”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آدمی نے اوقات نماز کے متعلق
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ دو دن نماز پڑھ پھر آپ
نے پہلے دن سورج ڈھلنے پر مؤذن رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان
کہو اور پھر اقامت کے ساتھ نماز پڑھائی پھر نماز عصر پڑھائی جبکہ سورج ابھی
بالکل سفید بلندی پر تھا پھر نماز مغرب پڑھائی سورج ابھی غروب ہی ہوا تھا جب
دن کی سرخی غروب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء کی امامت کرائی اور نماز فجر
پوء پھونٹے ہی پڑھا دی۔ اس کے بعد دوسرے دن ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے
پڑھائی اور عصر کی نماز کل گزشتہ سے تاخیر میں پڑھائی مگر سورج بلندی پر تھا اور
مغرب کی نماز سورج کی سرخی ختم ہونے سے پہلے پڑھائی پھر نماز عشاء پڑھائی
جبکہ تیسرا حصہ رات گزر چکی تھی پھر فجر کی نماز پڑھائی اس وقت اچھی خاصی
سفیدی ہو چکی تھی۔“

ان دو احادیث میں امامت جبریل اور امامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقات نماز کی تعلیم دی گئی
ہے۔ تیسری حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اوقات کے متعلق اور وضاحت ہے جن اوقات میں
نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

(عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
وقت الظهر اذا زالت الشمس وكان ظل الرجل كطوله ما لم
يحضر العصر و وقت العصر ما لم تصفر الشمس و وقت صلوة

المغرب مالم يغيب الشفق ووقت صلوٰۃ العشاء الى نصف الليل
الاورسط ووقت صلوٰۃ الصبح من طلوع الفجر مالم تطلع
الشمس فاذا طلعت الشمس فامسك عن الصلوٰۃ فانها تطلع بين
قرنى الشيطان (رواه مسلم بحواله مشكوة نيل الاوطار)

”عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ التحیۃ والسلام نے فرمایا ظہر کا وقت دن ڈھلنے سے لے کر ہر چیز کا سایہ برابر ہونے تک ہے یعنی نماز عصر کا وقت آنے تک اور نماز عصر کا وقت ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہونے سے لے کر سورج کے زرد ہونے تک ہے اور نماز مغرب کا وقت غروب سورج سے لے کر سورج کی سرخی یعنی شفق کے ختم ہونے تک ہے اور نماز عشاء کا وقت غروب شفق سے نصف رات تک ہے اور نماز فجر سورج کے طلوع ہونے سے پہلے تک ہے جب سورج طلوع ہونے لگے تو نماز سے رک جائیں کیونکہ سورج شیطان کے سیٹلوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے (یعنی زوال کا وقت)۔“

موسم گرما اور موسم سرما میں تعین اوقات امام وخطیب کو بڑی سمجھداری سے کام لے کر کرنا چاہیے۔ سردیوں میں راتیں بڑی ہوتی ہیں تاخیر سے نماز عشاء کریں اور صبح سویرے منہ اندھیرے نماز فجر کریں کیونکہ نمازی صبح نیند سے جلدی اٹھ جائیں گے ضروریات زندگی سے فارغ ہو کر بھی جلدی نماز میں پہنچ جائیں گے۔ انشاء اللہ

موسم گرما میں راتیں چھوٹی ہوتی ہیں غروب شفق کے بعد نماز عشاء ادا کریں اور نماز فجر طلوع فجر کے بعد بھی ادا کریں گے تو گرمیوں میں بہت جلدی سفیدی پھیل جاتی ہے۔ ظہر کی نماز سردیوں میں زوال کے بعد جیسے ہی سورج ڈھلے نماز کا وقت تعین کریں کیونکہ دن چھوٹے ہوتے ہیں فوراً ہی سایہ مثل برابر ہو جائے گا۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أشد تعجیلا للظہر منکم۔

اور گرمیوں میں نماز ظہر ٹھنڈی کر کے ادا کرنی چاہیے یعنی نمازی دیواروں کے سائے تلے چل کر مسجد پہنچیں کیونکہ آپ کا حکم ہے کہ گرمیوں میں نماز ٹھنڈی کر کے ادا کریں کیونکہ لو کے تھپڑے جو کہ نمازیوں کے لیے باعث تکلیف ہوتی ہے۔

(وعن انس بن مالك رضي الله عنه قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا كان الحر ابرد بالصلوة واذا كان البرد عجل)

(بخاری شریف، النسائی بحوالہ نیل الاوطار)

”سردیوں میں نماز ظہر جلدی ادا کرتے اور گرمیوں میں نماز ٹھنڈی کرتے تھے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ نبی صلى الله عليه وسلم نے فرمایا:

(اذا اشتد الحر فابدوا بالصلوة فان شدة الحر من فيح جهنم)
(نیل الاوطار)

”حکم دیا کہ گرمیوں کی شدت کی وجہ سے نماز ظہر ٹھنڈی کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کا سانس ہے۔“

حضرت ابودرداء فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلى الله عليه وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ مؤذن نے ارادہ کیا کہ میں ظہر کے لیے اذان وون تو نبی صلى الله عليه وسلم نے فرمایا (ابرد) نماز ٹھنڈی کر پھر ارادہ کیا اذان ظہر کا تو آپ نے حکم فرمایا (ابرد) نماز ٹھنڈی جہاں تک نماز ظہر کی تاخیر کر دی کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ بھی دیکھا۔ فرمایا جب گرمی کی شدت ہو تو نماز ظہر کو ٹھنڈی کرو ٹھنڈی کرو کیونکہ یہ گرمی جہنم کے سانس کی وجہ سے ہے (متفق علیہ بحوالہ نیل الاوطار) آج کل ہمارے بعض احباب گرمیوں، سردیوں کا کوئی لحاظ نہیں کرتے بس ایک جیسا ہی وقت کا تعین رکھتے ہیں، حدیث مذکورہ بالا کی مخالفت ہوگی۔

ایک مثل برابر وقت نماز عصر یا مثل سے شروع ہو جاتا ہے حتی الوسع کوشش کرنی

چاہیے کہ سورج کے بلند ہوتے ہی نماز ادا کر لیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو چار پانچ میل تک سفر کر کے چلے جاتے اور سورج ابھی تک صاف شفاف سفید ہوتا تھا۔ ﴿حافظ و اعلى الصلوة و الصلوة الوسطى﴾ (القرآن)

نماز عشاء کا وقت آدھی رات یا دو تہائی رات تک ہے اول وقت نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنا ہے۔ وکان يستحب ان يوتر العشاء۔ نبی علیہ السلام کو پسند یہ تھا کہ نماز عشاء تاخیر سے ادا کی جائے انہ صلی العشاء لسقوط القمر لثالثة الشهر آپ نے تیسری رات کے چاند غروب ہونے کے بعد نماز عشاء ادا کی اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ اول وقت عشاء ہی وصول کریں۔

بسا اوقات آدمی سو جاتا ہے اور آنکھ نہیں کھلتی جس کی وجہ سے نماز فجر میں تاخیر ہو جاتی ہے یا کسی مصروفیت دنیا سے نماز بھول جاتی ہے اب کیا کرنا چاہیے کیا قضاء لازم آئے گی؟ یا قضاء کے بغیر ہی نماز ادا ہو جائے گی؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

(من نسی صلوة او نام عنها فكفار تھا ان يصلها اذا ذكرها وفي رواية لا كفارة لها إلا ذلك) (متفق عليه)

”بھولی ہوئی نماز یا بوجہ سونے سے جو نماز رہ گئی ہے اس کا یہی کفار ہے اس کو ادا کر لیا جائے اس کا کوئی دوسرا بدلہ کفارہ وغیرہ نہیں ہے۔“

سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(ليس في النوم تفريط انما التفريط في اليقظة فاذا نسي أحدكم صلوة او نام عنها فليصلها اذا ذكرها فان الله تعالى قال اقم الصلوة لذكري) (رواه مسلم)

”سونے والے یا بھولنے والے کا کوئی قصور نہیں ہے قصور تو صرف جاگنے

والے کا ہے جو جاگ کر بھی نماز نہیں ادا کرتا۔ جس وقت نماز یاد آ جائے یا نیند سے بیدار ہوں اس وقت ہی نماز ادا کر لیں کیونکہ فرمانِ رحمن ہے نماز پڑھیں میرے ذکر کے لیے۔ (مجھے یاد آنے پر)“

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر رفقاء سفر فتح خیبر سے واپس آ رہے ہیں کہ چلتے چلتے رات کا کافی حصہ گزر چکا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونگھ آنے لگی تو آرام کے لیے رات کے آخری حصہ میں ہم ایک جگہ ٹھہر گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! بلال رضی اللہ عنہ تم ہمارا پہرا دو گے اور ساتھ ہی صبح کی نماز کے لیے اٹھا دو گے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز تہجد شروع کر دی نماز تہجد سے فارغ ہو کر منہ مشرق کی طرف کر کے اپنے اونٹ کے کچا وے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے جیسے ہی صبح ہوگی آپکو اور دیگر رفقاء سفر کو اٹھا دوں گا۔ ہوا یہ کہ تھکاؤ تھی اور اللہ کو منظور حضرت بلال بھی سو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی سوئے ہیں سورج چڑھ کر کافی بلند ہو چکا اور شدت گرمی نے آپ کو نیند سے اٹھایا تو آپ نے فرمایا بلال کیا ہوا؟ تم سو گئے جناب بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ کے رسول جو چیز آپ پر غالب آ گئی وہ ہی مجھ پر غالب آ گئی یعنی نیند آپ نے فرمایا اٹھو اٹھو سواریوں کو ہانک آگے تھوڑی دور جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اترنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو کیا تو بلال کو اقامت کہنے کیلئے حکم دیا۔ آپ نے باجماعت نماز فجر ادا کی جبکہ سورج کافی بلند ہو چکا تھا اور آپ نے نماز ادا کرنے کے بعد فرمایا جو کوئی بھول جائے یا سو جائے تو یاد آنے پر نماز ادا کر لے اس کی نماز مکمل ہے۔

دوسری حدیث میں بعینہ واقعہ ہے مگر اس میں مکہ مکرمہ کے راستے کا ذکر ہے اور اس میں اذان کا بھی حکم ہے امر بلا لا ان نیادی للصلوة اویقیم فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالناس اس واقعہ میں یہ بھی ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں شیطان آیا اور بلال نماز تہجد میں تھے ان کو لٹا دیا پھر بلال کو تھار پستار ہا جس

طرح بچے کو سلانے کے لیے تھا پڑا جاتا ہے حتیٰ کہ بلال بھی سو گئے۔ جس طرح نبی ﷺ نے ابو بکر صدیق سے بات کہی تھی۔ بعینہ سیدنا بلال نے بتلایا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اشهد انک رسول اللہ۔ (موطا امام مالک بحوالہ مشکوٰۃ)

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ تاخیر سے جاگنے پر بھی نماز باجماعت باذان و تکبیر ادا کی جاسکتی ہے نیز بھولنے کے یاد آنے پر نماز ادا کی جاسکتی ہے جس پر کفارہ وغیرہ بھی کوئی نہیں اور قضاء بھی نہیں ہوتی۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا وقت آجائے گا جبکہ تمہارے ائمہ تم پر ایسے مقرر ہوں گے جو نمازوں کو تاخیر سے ادا کریں گے تمہیں تمہاری نمازوں کا اجر مل جائے گا اور ان کا وبال ان کی جانوں پر ہوگا مگر اختلاف نہ کرنا ان کے ساتھ نماز ادا کر لینا جب تک وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ (رواہ ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ)

اور سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا:

(ستكون عليكم بعدى امراء يشغلهم اشياء عن الصلوة لوقتها حتى يذهب وقتها فصلوا الصلوة لوقتها فقال رجل يا رسول الله ﷺ أصلى معهم قال نعم) (ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ)

”ایسے حکمران یا امام ہوں گے میرے بعد جو دنیا کی مشغولیت و مصروفیت کی وجہ سے نماز وقت کے بعد ادا کریں گے تاخیری وقت اپنالیں گے۔ تم وقت پر نماز ادا کر لینا ایک آدمی کہنے لگا اللہ کے رسول میں ان کے ساتھ نماز ادا کر لوں تو آپ نے فرمایا ہاں یہ اس لیے ارشاد ہوا تاکہ جماعت و قوم میں اختلاف نہ ہو۔“

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا تم اس وقت کیا کرو گے؟ جب تمہارے حکمران یا امام ایسے بن جائیں گے جو نماز کو مار دیں گے یا نماز بوقت ادا کریں گے کیف أنت اذا کانت عليك امر ایمتون الصلوة

اویؤخرون عن وقتها میں نے عرض کیا اللہ کے رسول آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں فما تأمرنی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صل الصلوة لوقتها تم نماز وقت پر ادا کرنا اور اگر تمہیں ان کے ساتھ نماز کا وقت مل جائے تو نماز پڑھ لینا فانها لك نافلة وہ تمہارے لیے نفل نماز ہو جائے گی۔ (رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

تو مقصد یہ ہوا کہ ہر حال میں نماز کو وقت پر ادا کرنا چاہیے خواہ امام و حکمران کبھی رومی بھی اختیار کریں۔

فدع عنك آلا الرجال وقولهم
فقول رسول الله اذكى و اشرح
فدع كل قول عندك قول محمد
فما آمن في دينه كمخاطر



اذان یا اعلان نماز

نماز فرض تو مکہ میں شب معراج میں ہو چکی تھی پہنچا نہ نمازوں کے اوقات بھی مکہ مکرمہ میں امامت جبریل سے متعین ہو چکے تھے۔

مکہ مکرمہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی جس کی وجہ سے مسلمانوں کو نمازوں کے لیے جمع کرنے کے لیے کسی چیز کی ضرورت محسوس نہ کی گئی اور نہ حکم جماعت نماز نازل ہوا تھا۔ جب نبی ﷺ مدینہ شریف تشریف لائے اور مسلمانوں کی بھی کثرت ہو گئی تو ضرورت محسوس ہوئی کہ لوگوں کو اکٹھا کیا جائے تاکہ فرمان الہی کے مطابق باجماعت نماز ادا کی جائے۔

نبی ﷺ نے صحابہ سے مشورہ فرمایا کہ کس طرح لوگوں کو نماز کے لیے دعوت دی جائے؟ مختلف مشوروں میں یہودیوں کی طرح سینگ بجانے کے لیے کہا گیا اور پھر عیسائیوں کی طرح گھڑیاں بجانے کے لیے مشورہ سامنے آیا حتیٰ کہ مجوسیوں کی طرح آگ جلانے کا مشورہ بھی سامنے آیا۔

چوتھا مشورہ جھنڈا بلند کرنے کا آیا دیکھ کر ایک دوسرے کو نماز کے لیے اطلاع دی جائے مگر تمام مشورے آپ کو پسند نہ آئے کیونکہ کچھ تو غیر مسلموں کی مشابہتیں تھے اور غیروں کی مشابہت اہل اسلام کے لیے اچھی نہیں۔ (عون المعبود شرح ابی داؤد)

جھنڈا + سینگ + گھڑیاں + آگ

لہذا محفل برخواست ہوئی کسی نے یہ بھی کہا کہ آدمی جا کر نماز کے لیے آواز دے کہ نماز کے لیے آؤ۔ عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ رات کو سوئے ہوئے ہیں کہ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ سبز کپڑوں میں ملبوس ایک آدمی سینگ بیچنے والا نے آواز دی اس سے

گھڑیاں یا سینک فریڈ نے کے لیے کہا اس نے پوچھا کیا کرو گے میں نے بتلایا نماز کے لیے اطلاع بہم پہنچانے کے لیے تو اس نے کہا میں تمہیں کلمات یا کیزہ بتلاتا ہوں۔ ایسے کہہ لیا کرو تو مکمل اذان سنادی صبح نبی ﷺ کے حضور پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا تم بلا ل کو بتاتے جاؤ اور بلا ل کہتے جائیں کیونکہ بلا ل کی آواز تم سے بلند ہے۔

چنانچہ سیدنا بلا ل نے اذان دی۔ جیسے ہی آواز اونچی مدینہ منورہ کی فضاؤں میں تو عمر بن خطاب جلدی جلدی اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے آئے اللہ کے رسول اللہ ﷺ واللہ مجھے بھی ایسے ہی کلمات خواب میں سکھائے گئے تھے۔ یہ خواب عمر بن خطاب کو بیس روز پہلے آئی تھی مگر سستی کی بنا پر بتائی نہیں گئی۔ یہ اذان وہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے لیے فرمایا تھا کہ تمہاری امت میں موجود ہے اور اس رات نیا اور آدھیں نے خواب دیکھی۔

(حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح)

اذان دینے کا طریقہ:

وہ آدمی جو بلند آواز والا ہے کسی اونچی جگہ پر چڑھ کر دونوں کانوں میں شہادت کی انگلیاں دے کر اونچی آواز سے اذان کہے۔ تاکہ آواز اذان دور دور مسلمان نمازی سن سکیں اور جماعت نماز میں حاضر ہوں۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال لا یؤذن الا متوضی۔ (رواہ الترمذی)

”اذان با وضوء ہو کر کہیں۔“

کلمات اذان ٹھہر ٹھہر کر لمبی آواز سے کہنے چاہئیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر

اللہ اکبر اللہ اکبر

اشہد ان لا الہ الا اللہ

اشہد ان لا الہ الا اللہ

اشہد ان محمد رسول اللہ

اشہد ان محمد رسول اللہ

حی علی الصلوٰۃ

حی علی الصلوٰۃ

حی علی الفلاح
اللہ اکبر

حی علی الفلاح
اللہ اکبر

لا اله الا الله

اس اذان کو اکبری اذان کہتے ہیں۔

اذان ترجیع یعنی دوہری اذان۔

مکہ مکرمہ جب فتح ہوا تو نبی ﷺ نے سیدنا بلال کو حکم دیا کہ بام کعبہ پر چڑھ کر اذان دو۔ چنانچہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بام کعبہ پر اذان دی اسی دوران کچھ بچے اذان کی نقل اتارتے ہیں جیسے کلمات اذان بلال کہتے ہیں ویسے ہی کلمات وہ بچے (بطور تسخر) کہہ رہے ہیں ان میں سے ایک بچے کی آواز بہت اچھی ہے۔ آپ ﷺ نے بچوں کو بلایا اور ان سے اذان کے الفاظ سنے تو ابو محمد ورہ ایک بچہ ہے جس کی خوبصورت آواز تھی۔ نبی ﷺ نے اس کے سر کے اگلے حصہ پر مشفقانہ دست مبارک پھیرا تین مرتبہ برکت کی دعا کی اور اس کو اذان سکھائی اور بیت الحرام میں اذان کا حکم دیا۔ جو اذان سکھائی گئی وہ اس طرح ہے۔ (تحفۃ الاحوزی)

اول مرتبہ:

اللہ اکبر اللہ اکبر

اللہ اکبر اللہ اکبر

اشهد ان لا اله الا الله

اشهد ان لا اله الا الله

اشهد ان محمد رسول الله

اشهد ان محمد رسول الله

تحفص بہما صوتك ان دو کلمات میں آواز ہلکی رکھنی ہے اور پھر سے ان دونوں

کلمات کو دہرانا ہے ثم ترفع صوتك بالشهادة۔

دوسری مرتبہ:

اشهد ان لا اله الا الله

اشهد ان محمد رسول الله

اور جب مؤذن حی العلتین کہے گا تو اپنے چہرے کو اول دو کلمات پر دائیں طرف اور دوم بائیں طرف بدوں تمام جسم کے یا پاؤں کے گھمائے تمام جسم ایک جگہ پر ساکت رہے گا صرف اپنی گردن کو ہی پھیرے گا۔

حی علی الصلوة

حی علی الفلاح

اور اگر نماز فجر ہے تو پھر تویب کہے گا یعنی جو صرف نماز فجر میں ہی کہی جاتی ہے:

الصلوة خیر من النوم

الله اکبر

لا اله الا الله

(رواہ ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ)

ترتیب اذان دینا بھی جائز ہے اور ترجیح اذان بھی سنت ہے جو ابو مخدورہ رضی اللہ عنہ کو سکھائی گئی اور ابو مخدورہ کو مؤذن بیت اللہ مقرر کیا گیا آج تک جس طرح دربان بیت اللہ خاندان عثمان بن طلحہ ہیں اسی طرح بیت اللہ کے مؤذن بھی خاندان ابو مخدورہ سے ہیں۔

اذان کے بعد کلمات تکبیر یعنی اقامت کے ہیں ان کے متعلق ارشاد ہے ان یشفع الاذان وان بوتر الاقامة۔ (بخاری مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

اقامت میں کلمات اکہرے کہنے چاہئیں اگر اذان عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ والی کہی یعنی اکہری اذان کہی گئی تو عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ والی اقامت کہیں گے جس طرح ان کو خواب میں بتلائی گئی تھی۔ (تکبیر اقامت)

(الله اکبر، الله اکبر۔ اشهد ان لا اله۔ اشهد ان محمد رسول

اللَّهُ - حَى عَلَى الصَّلَاةِ - حَى عَلَى الْفَلَاحِ - الْبَتَّ قَدْ قَامَتِ
 الصَّلَاةُ دُودِ قَعِ بِرْهَا جَا بَرِيكََا اُور پَہْرُ اللّٰہِ اَكْبَرُ ؛ اللّٰہِ اَكْبَرُ - لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ
 اُگْرُوہ اِذَا نِ جَوَابُ مَخْرُورِہِ كَوْمَكِہِ مَكْرَمِہِ مِیْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ نِ سَكْحَلَانِی تَحْصِی پْرِہِی گئی تُو پَہْرُ
 كَلِمَاتِ تَكْبِیْرِہِ كُو اِذَا نِ كِی طَرَحِ ہِیْنِ گے۔

اللّٰہِ اَكْبَرُ اللّٰہِ اَكْبَرُ	اللّٰہِ اَكْبَرُ اللّٰہِ اَكْبَرُ
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ	اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ
اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ	اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ
حَى عَلَى الصَّلَاةِ	حَى عَلَى الصَّلَاةِ
حَى عَلَى الْفَلَاحِ	حَى عَلَى الْفَلَاحِ
قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ	قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ
اللّٰہِ اَكْبَرُ	اللّٰہِ اَكْبَرُ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ

اِذَا نِ وَا قَامَتِ جُو لُو گِ سُنْتِ ہِیْنِ اَنْ كِی ذَمْرِ ہِی كِی اِذَا نِ وَا قَامَتِ كَا جَوَابِ دِیْنِ
 جِس طَرَحِ مَوْزُنِ وِ مَكْبَرِ كِهْتَا ہِی وِی سِ ہِی كَلِمَاتِ كِهْیِنِ الْبَتَّ حِی الْعَلْتِیْنِ پْرِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
 اِلَّا بِاللّٰہِ سُنْتِ وَا لے كِهْیِنِ گے اُور قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ كِی جَوَابِ مِیْنِ اَقَامَهَا اللّٰہُ
 وَا وَا مِیْنَا كِهْیِنِ گے۔

اِذَا نِ وِ تَكْبِیْرِہِ كِی بَعْدُ دَعَا:

مَجْگَا نہ نِمَازِ ہُو یَا اِذَا نِ سَحْرِ (اِذَا نِ تَجْبِدِ) تُو اَنْ كِی بَعْدُ دَعَا پْرِہِی چَا ہِی وِہِ دَعَا نِی كَلِمَاتِ
 جُو بِنَا رِی شَرِیْفِ مِیْنِ یَا صَحَابِ سِتِّہِ مِیْنِ آئِنِ ہِیْنِ:

(۱) (اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اِنَّ مُحَمَّدًا
 الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْنِي مَقَامًا مَّحْمُودًا اِنَّ الْبَدِيْعَ وَعَدَّتْنِي)

(بخاری بحوالہ مشکوٰۃ، نیل الاوطار)

”اے اللہ! اس پوری دعوت اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ ﷺ کو مقام محمود پر پہنچا جس کا اللہ تو نے آپ سے وعدہ کر رکھا ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ الفاظ بالصدق دل پڑھے اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔

ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

(۲) (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُجَدِّ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا)

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، نیل الاوطار)

تو آپ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ الفاظ بعد اذان پڑھے اسکے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ ایک دعا جو ام المؤمنین سیدام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے سکھائی کہ یہ دعا اذان مغرب کے بعد پڑھا کریں۔ کلمات دعا اس طرح ہیں:

(۳) (اللَّهُمَّ هَذَا أَقْبَالُ لَيْلِكَ وَأَذْبَارُ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتُ دُعَائِكَ

فَاغْفِرْ لِي) (ابو داؤد، فی الدوات الكبير، للبيهقي بحوالہ مشکوٰۃ)

یہ ادعیہ مسنونہ اذان کے بعد پڑھی جاتی ہیں یا پڑھنی چاہیے۔ اقامت یا تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھی جائے گی۔

(اللَّهُمَّ أَعْطِنِي أَفْضَلَ مَا تُعْطِي عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ)

”اے اللہ! مجھے عطا کرو اچھی چیز جو تو عطا کرتا ہے اپنے نیک بندوں کو۔“

سردی اور بارش میں اذان:

شدت کی سردی ہو یا بارش کی وجہ سے کچھ راستے میں پھسلنے، کپڑے خراب ہونے کا

خدا شہ ہو تو مؤذن کو چاہیے کہ حی الصلوٰۃ وحی الفلاح کی جگہ آلا صَلُّوْا فِی الرَّحَالِ چار مرتبہ کہے تاکہ لوگوں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو جائے۔ جیسے نبی ﷺ کا طریقہ یا بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ تھا۔

(ان ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لمؤذنه فی یوم مطیر اذا قلت اشهد ان محمد رسول الله فلا لقل حی علی الصلوٰۃ قل صلوا فی بیوتکم۔ فكان الناس استنکروا ذلك فقال قد فعل ذامن هو خیر منی الی آخره) (ابو داؤد، جلد اول عون المعبود)

”ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن سے بارش والے دن کہا کہ جب تو اشہد ان محمد رسول اللہ کہے لے تو حی الصلوٰۃ نہ کہنا بلکہ کہو اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ لوگوں نے اس بات سے انکار کیا پس ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تحقیق ایسے ہی کہا اس شخص نے جو مجھ سے بہتر تھے والی آخرہ۔“

(عن ابی ملیح ان ذالك كان یوم جمعة)

(عن ابی ملیح عن ابیہ ان یوم حنین كان یوم مطر فامر النبی ﷺ

منادیه ان الصلوٰۃ فی الرحال)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جمعہ کی نماز میں یہ کلمات کہائے۔ (متدرک)

جمعہ کی نماز ہو یا غیر جمعہ برازا ان میں حی العلتین کی جگہ الاصلوٰۃ فی الرحال کہہ کر نمازیوں کو سردی یا بارش کی تکلیف سے بچایا جائے گا۔ گھروں میں نماز کی اجازت دی جائے گی۔

کچھ لوگ حیعتین کہہ کر مکمل اذان دلوا کر اذان کے خاتمہ پر الاصلوٰۃ فی الرحال کہتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ پہلے مسجد میں آنے کے لیے دعوت نماز دی اور ابھی ابھی بعد میں گھروں میں نماز کی اجازت دے دی۔ (فی اللعجب)

اگر دو نمازیں جمع کرنی ہیں تو پھر ظہر، عصر اور مغرب، عشاء کو اقتدیم و تاخیر سے یعنی نماز ظہر کی تاخیر کر لیں گے اور نماز عصر کو مقدم اسی طرح مغرب کو تھوڑا سا مؤخر کریں گے اور عشاء کو مقدم کر کے ادا کریں گے۔ ایک اذان ہوگی ظہر و عصر کے لیے ایک مغرب و عشاء کے لیے ایک اذان اور نمازوں کے لیے علیحدہ علیحدہ تکبیر کہی جائے گی۔

مروجہ اذان:

آج کل لوگ اذان میں کچھ الفاظ بڑھا کر اذان دیتے ہیں جو تعلیم نبی علیہ الصلوٰۃ نے نہیں دی تھی۔ سراسر اس کے خلاف اور سنت کی مخالفت ہے یہ الفاظ مختلف ازمہ میں زیادہ کیے گئے۔ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ بیت چکا تھا جب ان کلمات کو ایجاد کیا گیا۔ اذان میں الصلوٰۃ والسلام علی النبی یا علیک وغیرہ کی زیادتی کی گئی بہترین زمانہ گزر چکا تھا۔ (۹۱) میں تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی

دوسرے گروہ نے اذان میں زیادتی ہی نہیں کہ بلکہ کلمہ طیبہ کا حلیہ بگاڑ دیا اور یہ الفاظ زائد کر کے اسلام سے خارج ہو اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اگر کوئی آدمی ایسا عقیدہ رکھے۔

271ھ میں اذان میں یہ الفاظ داخل کیے اشہد ان محمد بن حنفیۃ رسول اللہ نعوذ باللہ من ذلک۔ ایسے لوگوں کی اذان تو درکنار نماز بھی قابل قبول نہیں کیونکہ نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور آپ کا ارشاد لانا نبی بعدی ہے۔

(تاریخ الخلفاء، ص ۳۸۶، علامہ سیوطی)

اسی طرح نوآئند مزیدہ میں درج ہے ایک آدمی معین الدین چشتی کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے اپنا مرید بنا لیجیے تو فرمایا کہ (لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں چشتی اللہ کا رسول ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ ایک گروہ نے اذان میں یوں زیادتی کی ہے حسی علی خیر العمل۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۵۲۳، علامہ

سیوطی

یہ تمام ترکی و بیشی احادیث رسول سے انحراف اور سنت نبوی کا انکار اور شعار اسلام کی بے حرمتی ہے ایسے لوگوں کا دین و اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مؤذن اوقات نماز و روزہ کا ذمہ دار ہے:

حدیث شریف میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

(الإم ضامن والمؤذن مؤتمن اللهم ارشد الائمة واغفر

للمؤذنین) (نیل الاوطار، مشکوٰۃ)

”امام ضامن ہے یعنی ذمہ دار ہے نمازوں کا اور مؤذن امانت دار ہے۔ اے

اللہ! اماموں کو صداقت پر رکھ اور مؤذن کو بخش دے۔“

امام نماز کو سنت طریقہ کے مطابق ادا کروائے آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر اگر خلاف سنت

اور کوتاہی برتے گا تو اس کا گناہ امام پر ہوگا۔

اور مؤذن امانت دار ہے اسے چاہیے کہ وقت کا خیال رکھے ایسا نہ ہو کہ وقت نماز ضائع

ہو جائے یا روزہ کا وقت ضائع کر دے کیونکہ نماز کا وقت نکال کر اذان دی تو یہ بھی بددیانتی

ہے اور اگر روزہ تاخیر سے افطار کروایا تو یہ بھی خیانت ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے اماموں

اور مؤذنوں کے لیے دعائے مغفرت و صداقت فرمائی ہے کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ

مسلمانوں کے روزے اور نمازیں مؤذنوں کی گردنوں پر ہوں گی۔ (مشکوٰۃ)

اللہ اماموں کو ہدایت پر رکھنا خواہ مخواہ مقتدیوں کو تنگ نہ کریں کبھی نماز اتنی لمبی کہ بیمار

اور عمر دراز والے اور کاروبار والوں کا لحاظ نہیں رکھا اور کبھی ایسے پڑھائی جیسے مرغ دانے

چگ رہا ہو اللہ معاف فرمائے اور محفوظ و مامون میں رکھے۔ آمین ثم آمین

مؤذن وہ ہو جو اذان کا معاوضہ نہ لے کیونکہ آپ نے عثمان بن ابی العاص کو فرمایا تھا

کہ تم امام ہو اپنی قوم کا اور مؤذن وہ مقرر کرنا جو خواہ دار نہ ہو۔ (مشکوٰۃ)

سیلاب + بیماری + حکمران کی تبدیلی قبرستان میں قبر پر اذان دینا۔
سیلاب کی وجہ سے اذان دینا یا کسی آفت بیماری کی وجہ سے یا حکمرانوں کو تبدیل کرنے کے لیے یا قبر پر کھڑے ہو کر اذان دینا یہ بدعت ہے ان کا احادیث مبارکہ میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

البتہ (بدایہ مترجم ص ۳۴۲ پر) اس طرح اذانیں دینا یہ یوقوفی کی نشانی ہے۔
(صلوٰۃ النبی، گر جا کھی)

سحری کی یا تہجد کی اذان:

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:
(ولا یمنعن احدکم اذان بلال من سحور فانه یؤذن لبلیل لیرجع قائمکم ویوقظ نانمکم) (رواہ الجماعۃ بحوالہ نیل الاوطار)
”تمہیں بلال کی اذان کھانے پینے سے نہ روکے یہ تو صرف جو لوگ سوئے ہوئے ہیں ان کے اٹھانے کے لیے ہیں اور جو نوافل میں قیام کر رہے ہیں ان کو گھروں میں واپس بھیجنے کے لیے تاکہ سحری کھالیں۔“

۲۔ سرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے:
(لا یغرنکم من سحور کم اذان بلال ولا یباض الاقق المستطیل)
”ہکذا حتی یستطیر ہکذا یعنی معترضاً (مسلم، احمد، ترمذی)
”تمہیں اذان بلال دھوکے میں نہ ڈال دے کہ صبح ہو گئی ہے اور سحری ترک کر دو بلکہ اذان بلال تو اس وقت ہوئی جب صبح کاذب کا وقت ہے یعنی مشرق کی طرف روشنی کا ستارہ سیدھا آسمان کی طرف جاتا ہے اور سحری بند اس وقت کرنی ہوتی ہے جب صبح صادق ہو یعنی روشنی اطراف کی طرف پھیل جائے۔“

۳۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا فرمایا:

(ان بلال یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتی یؤذن این ام مکتوم)

(متفق علیہ)

”جب بلال اذان دیں جو کھاتے پیتے رہیں کیونکہ وہ اذان رات کو دیتے ہیں
ہاں عبداللہ بن ام مکتوم جب اذان دیں تو سحری سے رک جائیں کیونکہ وہ طلوع
فجر کی اذان دیتے ہیں۔“

تو مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ سحری کی اذان دینا سنت نبوی ہے۔ بعض لوگ
خواہ مخواہ باتیں بناتے ہیں ڈھول اور سارن کو بجالیتے ہیں جو مع ہے اور سنت پر تنقید کرتے
ہیں۔ (العیاذ باللہ)

مؤذن کی فضیلت:

اگر لوگوں کو ثواب اذان معلوم ہو جائے تو اذان دینے پر آپس میں لڑیں جیسا کہ
فرمان رسول ﷺ ہے:

(لو یعلم الناس مافی التاذین لتضاربوا علیہ بانسیوف)

(رواہ احمد بحوالہ ترغیب و ترہیب)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابو سعید سے کہا ان راک
تحت الغنم والبادیۃ کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو کیونکہ بکریاں جنگل میں
ہی چرائی ہوتی ہیں اور اگر تم اپنی بکریوں اور جنگل میں نماز کے لیے بلند آواز سے اذان دو
تو جہاں تک بھی آواز اذان جائے گی وہاں ہرجن و انس اور ہر چیز قیامت کے دن تیرے
لیے گواہ بن جائے گی درخت پتھر تمام اشیاء گواہی دیں گی اور بخشش کی دعا کریں گی۔

(ترغیب و ترہیب)

اور ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مؤذن کے

سر پر رحمن کا ہاتھ ہے جہاں تک مؤذن ن آواز پہنچتی ہے وہاں تک اس کے لیے بخشش رحمان ہے۔ مؤذن کے اذان دینے کی وجہ سے شیطان چھتیس میل تک دوڑ جاتا ہے۔

(مسلم بحوالہ ترغیب وترہیب)

مؤذن قیامت کے دن پہچانا جائے گا کیونکہ اذان دینے کی وجہ سے اس کی گردن لمبی ہوگی عام لوگوں سے بلند و بالا ہوگا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

(ان المؤذنین والمليين يخرجون من قبورهم يؤذن المؤذن ويلبى

المليى) (زواہ الطبریانی فی الاوسط بحوالہ ترغیب)

”قبروں سے مؤذن اذان دیتے ہوئے اور حاجی تلبیہ پکارتے ہوئے اٹھیں

گے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو فرماتے سنا تین آدمی

مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے جن کو دیکھ کر اگلے پچھلے لوگ رشک کریں گے۔“

ایک وہ آدمی جس نے اپنے مالک کا حق بھی ادا کیا اور حق اللہ میں بھی کمی نہیں کی دوسرا

وہ آدمی جو اپنی قوم کا امام ہے اور مقتدی اس پر راضی ہیں یا وہ حکمران جس پر اس کی قوم

راضی ہے تیسرا وہ آدمی ہے جو پنجگانہ نماز کے لیے اذان دیتا ہے۔ (ترغیب وترہیب)

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کی اللہ کے رسول ﷺ

مجھے ایسا عمل بتلا دیجیے جس پر عمل کرنے کی وجہ سے جنت نصیب ہو تو آپ نے فرمایا

مؤذن بن جاؤ تو اس نے عرض کی اللہ کے رسول میں اذان نہیں دے سکتا تو آپ نے فرمایا

پھر امام بن جاؤ اللہ کے رسول یہ کام بھی نہیں کر سکتا تو آپ ﷺ نے فرمایا امام کے پیچھے

کھڑا ہو کر نماز پڑھا کرو۔ (ترغیب وترہیب)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو مؤذن اپنے مالک کریم

سے اجر و ثواب کا خواستگار ہوتا ہے وہ شہید کی طرح ہے جو خون میں لت پت دفنایا جاتا ہے

اسے قبر میں کیڑے نہیں کھاتے اسی طرح مؤذن بھی ہے۔ (ترغیب و ترہیب)

انس بن مالک سے روایت ہے جس بستی میں اذان ہوتی ہے اس دن اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سے اس بستی کو محفوظ رکھتا ہے۔ (ترغیب و ترہیب) حتیٰ کہ صبح اذان ہوئی تو شام تک امن و مامون رہیں گے اور اگر شام کو ہوئی تو صبح تک حفاظت میں رہیں گے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اگر مؤذن بارہ سال اذان دے تو اس کے لیے جنت میں جانا واجب ہو جاتا ہے اور اس کی ہر اذان کے بدلے ساٹھ نیکیاں نامہ اعمال میں درج ہو جاتی ہیں اور اقامت کے عوض تیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور ایک روایت میں جو ابن عباس سے مروی ہے کہ سات سال اللہ تعالیٰ پر اجر و ثواب کی امید رکھ کر اذان دی تو جہنم سے آزادی کا یقین مل جاتا ہے۔



مساجد

یہ وہ جگہ ہے جو روئے زمین پر تمام مکانات و مقامات سے اچھی اور بہتر جگہ ہے کیونکہ ارشاد ہوتا ہے ان المساجد لله یہ جگہیں اللہ کا ذکر اور عبادت کرنے کے لیے ہوتی ہیں جہاں پر دنیا کے امراء، غرباء، سلاطین و ملوک اپنی پیشانی کو رکھ کر شہنشاہ سے بھیک مانگتے ہیں۔ درخواستیں مختلف اور گزارشیں علیحدہ علیحدہ مانگیں کہ تفاوت نہیں اپیلیں ہیں کہ جدا جدا مگر سنوائی کے لیے ایک ہی عدالت عظمیٰ جس کے بغیر کہیں بھی سنوائی یا رسائی نہیں وہ ہے ذات اللہ جو ہر چیز پر قادر مطلق ہے۔

ایک یہودی نے نبی علیہ التحیۃ والسلام سے سوال کیا جناب دنیا میں سب سے اچھی جگہ کونسی ہے اور سب سے بری جگہ کونسی ہے اس پر نبی ﷺ نے فرمایا یہ سوال پہلے دن ہوا ہے البتہ بڑے مفتی سے پوچھ کر بتاؤں گا ان سے پوچھا گیا تو وہ بھی جوابا کہتے ہیں اس کا حل تو ذات اعلیٰ ہی سے ہو سکے گا چنانچہ وہ بارگاہ ایزدی میں گئے سوال دہرایا تو قریب ہونے کے لیے کہا گیا اور اتنا قریب حاصل ہوا کہ پہلے کبھی اتنا قریب نہیں ملا اس کے باوجود ستر ہزار نور کے پردے درمیان میں حاکم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب سے بہتر جگہ مسجد اور بدر جگہ بازار ہے۔

احب البلاد الی اللہ مساجدھا و ابغض البلاد الی اللہ اسواقھا

تو مسجد اعلیٰ ترین جگہ ہے کیونکہ خوشنودی رحمٰن کے لیے قیام و سجود کیا جاتا ہے۔ انفرادی نماز پڑھنے سے یعنی گھر میں فرض نماز ادا کرنے سے مسجد میں نماز ادا کرنا پچیس گنا زیادہ اجر و ثواب ملتا ہے۔

قیامت کے دن جب کوئی سایہ نہیں صرف عرش معلیٰ کا سایہ ہوگا اس کے نیچے سات قسم

کے افراد سایہ میں ہوں گے ان میں سے ایک وہ ہے۔ (رجل قلبه معلق بالمسجد)
اس کا دل ہمیشہ مسجد کے ساتھ معلق رہتا ہے مسجد سے جاتا بھی ہے تو فوراً واپس آ جاتا ہے۔
زیادہ وقت مسجد میں ذکر الہی میں صرف کرتا ہے۔ (متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ)

محلہ کی مسجد جو جامعہ نہ ہو اس میں نماز ادا کرنے کا ثواب پچیس درجہ زیادہ ہے اور
جامع مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا پانچ صد نمازوں کا زیادہ ثواب ہے۔ مسجد اقصیٰ، مسجد
نبوی ہر ایک میں پچاس ہزار نماز کا اجر و ثواب ملتا ہے جبکہ مسجد حرام میں سب سے زیادہ
ایک لاکھ نماز کا ثواب اللہ دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

اسکے علاوہ حکم یہ ہے جب کبھی ثواب کی نیت کر کے سفر کریں تو صرف تین مسجدیں ہیں:

(لا تشد الرحال الا الی ثلثہ مساجد مسجد الحرام و مسجد

اقصیٰ و مسجدی ہذا)

”مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ اور مسجد حرام یہ تین جگہیں زمین پر ایسی ہیں۔“

حالانکہ تمام روئے زمین کے متعلق ارشاد:

(جعلت لی الارض کلھا مسجد او طهوراً)

”میرے لیے پوری زمین پاک اور مسجد بنا دی گئی ہے۔“

مگر اجر و ثواب کے ذخائر ان تین میں ہی ہیں ان کے علاوہ آج کل بے دین لوگ
دیکھا دیکھی مزارات کی زیارتوں کے لیے آتے جاتے ہیں جو سراسر خلاف سنت ہے بلکہ
شُرک و کفر کہیں تو بھی ٹھیک ہے۔

عبدالرحمن بن عائش رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں
نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں نہایت ہی احسن صورت میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد
ﷺ! فرشتے کیا گفتگو کر رہے ہیں؟ میں نے کہا اللہ تو ہی جانتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا
ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے سینے میں محسوس کی اور

میرے لیے تمام آسمانوں اور زمین کی چیزیں سامنے آگئیں اور میں نے کہا فرشتے ان چیزوں کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں جن کے گناہ مٹتے ہیں اور گناہ مٹا دینے والی چیزیں ہیں۔ (مشکوٰۃ)

۱ نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنا۔

۲ نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد کی طرف جانا۔

۳ مشکل ہونے کے باوجود وضو کی حفاظت کرنا۔

جو شخص ان امور کو بجالاتا ہے اس کی زندگی بھلائی والی ہے اور موت بھی بھلائی والی ہے اور گناہ سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔
(مشکوٰۃ شریف)

مسجد میں جانے کا ثواب:

نبی ﷺ نے فرمایا:

(من غدا الى المسجد اوراح اعد الله له نزله من الجنة)

(متفق عليه بحوالہ مشکوٰۃ)

”جو شخص صبح و شام مسجد کی طرف جاتا ہے تاکہ رب کی یاد کرے اس کا ٹھکانہ

جنت ہے۔“

دوسری حدیث میں ذکر ہے کہ جو لوگ مسجد میں دور سے چل کر آتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ نزدیک زیادہ اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔

اور وہ لوگ بھی زیادہ اجر و ثواب کے حامل ہوں گے جو دوسری نماز کے لیے مسجد میں بیٹھے رہیں اور باجماعت نماز ادا کرتے ہیں اور وہ بھی اچھے ہیں جو نماز پڑھ کر سو جاتے ہیں۔ (متفق عليه بحوالہ مشکوٰۃ)

بریدۃ بن اللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

(بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام يوم القيمة)

(مشکوٰۃ ابن ماجہ، ترمذی)

”اندھیروں میں مسجد کی طرف چل کر جانے والوں کے لیے قیامت کے دن

پوری روشنی (نور) کی خوشخبری سادیں۔“

ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

(من خرج من بيته متطهرا الی صلوٰة مكتوبة فاجره كاجر الحاج

المحرم) (مشکوٰۃ شریف)

”جو شخص با وضو گھر سے مسجد کی طرف گیا تاکہ نماز ادا کرے تو اس کے لیے

ثواب اس طرح ہے جیسے احرام میں ملبوس حاجی ہے۔

یہ جو تمام تراویح و ثواب کی بارشیں اللہ تعالیٰ کے گھر مسجد کے حوالہ سے ہے جس میں اللہ

تعالیٰ کی رضا کے لیے لوگ جاتے ہیں۔

اداب مساجد:

(۱) جب مسجد میں جائیں تو دائیاں پاؤں پہلے اندر رکھنا چاہیے اور داخلہ کی دعا

پڑھنی چاہیے۔

(۱) (اللَّهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابِ رَحْمَتِكَ) (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

(۲) (بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ

ذُنُوْبِيْ وَاَفْتَحْ لِيْ اَبْوَابِ رَحْمَتِكَ) (مشکوٰۃ)

(۳) (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطٰنِيْهِ الْقَدِيْمِ مِنَ

الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ) (مشکوٰۃ شریف)

(۲) جب نماز کے بعد مسجد سے باہر نکلیں تو بائیاں پاؤں پہلے باہر نکالیں اور دعا

پڑھیں:

(۱) (اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ) (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

(۲) (بِسْمِ اللَّهِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ)

(۳) مسجد میں اونچی آواز سے گفتگو نہیں کرنی چاہیں یعنی دنیاوی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(۴) مسجد میں خرید و فروخت بھی نہیں کرنا چاہیے۔

(۵) مسجد میں باہر گم شدہ اشیاء کا اعلان بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ دعا ہے کہ اللہ

تعالیٰ تمہاری یہ چیز واپس نہ کرے۔ من سمع وجلا ینشد ضالة فی المسجد

للیقل لاردھا اللہ علیک فان المساجد لم تین لهذا

مسجد کو صاف ستھرا رکھیں:

حدیثہ روایت سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من تفل تجاه القبلة جاء يوم القيمة وتفله بين عينه) (ابوداؤد)

”جس نے قبلہ کی طرف تھوکا، قیامت کے دن وہ آئے گا تو اس کے دونوں

آنکھوں کے درمیان اس کی تھوک ہوگی۔“

مسجد کو صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔ و اخر جوا القمامة منها و اخر اج القمامة

منها مهور الحور العين۔ ”کوڑا کرکٹ مسجد سے باہر نکالنا حور عین کا حق مہر ہے۔“

واثلة بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(جنبوا مساجدکم صیباتکم و مجانینکم و شراءکم و بیعکم

و خصوصاتکم و رفع اصواتکم و اقامة حدودکم و سل سیوفکم

و اتخذوا علی ابوالبها المطاهر، جمروھا فی الجمع)

(ابن ماجہ، ترغیب و ترہیب)

”بچوں کو مسجدوں سے علیحدہ رکھیں کیونکہ وہ نمازیوں کے آگے سے گزریں گے

دیوانوں یا گلوں کو بھی مسجدوں میں نہ آنے دیں۔ نقصان پہنچائیں گے۔ خرید و فروخت بھی مساجد میں نہ کریں اور مساجد میں لڑائی جھگڑے سے باز رہیں اونچی آواز سے مساجد میں نہ بولیں اور خون بہنے والی حدیں نہ لگائیں، ہتھیار ننگا نہ کریں دروازوں پر طہارت خانے وغیرہ بنائیں تاکہ با وضو ہو کر مسجد میں داخل ہوں۔ جمعہ کے دن مساجد میں اگر بقیاں خوشبو وغیرہ لگائیں۔“

(و عرضت علی اجور امتی حتی القذاة یخرجها الرحل من المسجد) (ترغیب و ترہیب)

”امت کے اجر و ثواب مجھے دکھائے جاتے ہیں حتیٰ کہ ان کا مسجد سے کوڑا وغیرہ

نکالنا‘ مسجد سے کوڑا باہر پھینک دو کیونکہ حور عین کا حق مہر ہے۔“

مسجد کی تنہائی کرنا ایمان کی نشانی ہے آپ نے فرمایا:

(انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر) (مشکوٰۃ)

”مساجد وہ لوگ ہی بناتے یا تعمیر کرتے ہیں جن کا اللہ پر اور آخرت کے دن پر

یقین و ایمان ہے۔“

جب مسجد میں آئیں تو ذکر الہی میں محو رہیں کیونکہ آپ نے فرمایا اذا مروکم بریاض

الجنة فارتعوا جب تم جنت کے باغیچوں میں جاؤ تو وہاں سے میوے کھائیں۔ صحابہ رضی اللہ

نے سوال کیا وہ باغ کون سے ہیں اور پھل کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مساجد میں جنت کے

باغات ہیں اور ان کا پھل سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہے۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہے جو کوئی بھی مسجد میں کام کے لیے آئے گا اس میں اپنا

حصہ ضرور پالے گا۔ مسجد میں بدبودار چیزیں کھا کر نہ جائیں کیونکہ فرشتے اس سے کراہت

کرتے ہیں۔ اس لیے مسواک ضرور بالضرور کریں تاکہ منہ کی بدبو سے دیگر نمازیوں اور

فرشتوں کو اذیت نہ ہو۔ قرب قیامت مساجد تو عالی شان ہوں گی مگر ہدایت سے خالی ہوں

گی۔ (مساجد ہم عامرہ وہی خراب من الہدی)
 مساجد میں روشنی کا انتظام کرنا چاہیے۔ (ابوداؤد)
 مساجد میں خوشبو وغیرہ لگانی یا سلگانی چاہیے تاکہ آپس میں مل بیٹھنے سے بدبو پیدا نہ
 ہو۔ (ابوداؤد)

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنی منع ہے:

الارض کلھا مسجد الا المقبرۃ والحمام۔

(وعن زید بن جیرة عن داؤد بن حصین عن نافع عن ابن عمر
 رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ ﷺ نہی ان یصلی فی سبعة مراطن فی المنزلۃ
 والجزرة والمقبرۃ وقارعة الطريق وفي الحمام وفي اعطان الابل
 و فوق ظهر بیت اللہ) (ابن ماجہ، ترمذی، نیل الاوطار)

”حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا نماز پڑھنے
 سے۔ سات مقامات پر (۱) روڑیاں جس جگہ گند پھینکا جاتا ہے (۲) مذبح خانہ
 جس جگہ جانور ذبح کیے جاتے ہیں (۳) قبرستان خواہ مسلمانوں کا ہو یا غیر
 مسلموں کا ایک قبر ہو یا زیادہ وہاں نماز نہ پڑھیں (۴) راستہ کے بیچ (۵)
 حمام غسل خانے یا وہاں جس جگہ مشرک اپنے تہواروں میں غسل کرتے ہیں
 (۶) اونٹوں کے باڑے میں (۷) بیت اللہ کی چھت پر کیونکہ قبلہ سمت منہ نہ
 ہوگا۔“

(لعن رسول اللہ ﷺ دائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد
 والسرج) (ابوداؤد)

”وہ عورتیں جو قبرستان یا حزارات کی زیارت کے لیے جاتی ہیں رسول اللہ نے
 ان پر اور مساجد بنانے والوں پر اور چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

اپنے گھروں میں نفلی نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ آپ کا فرمان ہے:

(اجعلوا فی بیوتکم من صلوتکم ولا تتخذواھا قبورا) (متفق علیہ)
 ”قبرستان میں نماز پڑھنی منع ہے خواہ نفلی ہو فرضی اس لیے اپنے گھروں کو
 قبرستان مت بنائیں وہاں نماز پڑھیں۔“

آپ کا یہ ارشاد اور دعاؤ والجلال والا کرام سے ہے:

(اللہم لاتجعل قبری وثنا بعد)

”اے اللہ میری قبر کو وثن (بت) نہ بنانا کہ لوگ اس کی پرستش شروع کر
 دیں۔“

(اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیائہم مساجد)

”اللہ تعالیٰ کا اس قوم پر سخت غضب ہے جو نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتے
 ہیں۔“

﴿اللَّهُمَّ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا أَيْبَتِي صَغِيرًا﴾ (قرآن مجید)



سمت قبلہ

مسجد یا نماز پڑھنے کے لیے قبلہ سمت ہونا ضروری ہے جس جگہ بھی دنیا میں ہوں وہیں بیت اللہ کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنی ہوگی جس کو قبلہ کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی طرف ہی منہ کرنا ہوتا ہے۔

بعض لوگ آج کل کمپاس لئے پھرتے ہیں جی قبلہ سمت یہ ہے وہ نہیں ہے مسجد کی تعمیر غلط ہوئی ہے حتیٰ الوسع قبلہ کو تلاش کر کے نماز پڑھیں اور مسجد بنائیں پھر بھی مختلف ممالک میں مختلف سمتیں ہوتی ہیں۔ جیسے آپ نے مدینہ والوں کے لیے فرمایا بین المشرق و المغرب قبلہ (مشکوٰۃ)

کیونکہ مدینہ منورہ سے قبلہ جنوب کی طرف ہے تو آپ دیکھیں مشرق و مغرب میں کتنا فاصلہ ہے کہیں بھی آپ متوجہ بیت اللہ ہو جائیں تو اللہ قبول کر لے گا۔ انشاء اللہ۔
عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اندھیری رات میں سفر کر رہے تھے کہ:

(فاشکلت علینا القبلة فصلینا فلما طلعت الشمس اذا نحن
صلینا الی غیر القبلة فتزلت الایة فاینما تولوا فثم وجه اللہ)
(احرحہ الترمذی)

”ہمیں قبلہ کے جاننے میں مشکل ہوگی بہر حال ہم نے نماز ادا کر لی تو جب سورج طلوع ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہم نے قبلہ کے علاوہ دوسری کسی سمت نماز ادا کر لی تو آیت قرآن نازل ہوئی جس طرف بھی تم منہ کر کے نماز ادا کرو گے وہیں اللہ کی رضا پاؤ گے۔“

سترۃ المصلیٰ (نمازی کیلئے سترہ کا ہونا):

جب نماز کے لیے تیار ہوں۔ کھڑے یا جس حالت میں بھی نماز ادا کرنے کے لیے قبلہ رخ ہوں گے تو نمازی کے لیے سترہ بنانا ضروری ہے تاکہ گزرنے والا آگے سے نہ گزرے سترہ وہ چیز ہے جو نمازی نماز پڑھنے سے پہلے اپنے سامنے رکھے۔ جیسے لاٹھی یا دیگر کوئی چیز اگر کچھ بھی نہیں تو پھر سامنے ایک لکیر زمین پر کھینچ لے تاکہ سترہ کا کام دے۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اذا صلی احدکم فلیجعل تلقاء وجہہ شینا فان لم یجد فلینصب عصاه فان لم یکن معہ عصا فلیخطط خطا ثم لا یضربہ مامر امامہ) (رواہ ابو داؤد، ابن ماجہ)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے۔ اگر کوئی چیز نہیں تو سامنے لاٹھی گاڑھ لے۔ اگر لاٹھی بھی نہیں تو اپنے سامنے لکیر کھینچ لے پھر اس طرح سامنے سے گزرنے والا کوئی نقصان نہیں دے گا۔“

نمازی کو چاہیے کہ سترہ کے قریب تر ہو کر نماز پڑھے تاکہ کوئی شخص آگے سے نہ گزرے۔ حدیث میں آیا ہے بہل بن ابی حمزہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اذا صلی احدکم الی سترۃ فلیدن منها لا یقطع الشیطان علیہ صلواتہ) (ابو داؤد)

”نمازی سترہ رکھتے یا بناتے وقت دائیں یا بائیں طرف رکھے بالکل آنکھوں سامنے نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ مقدار بن اسود بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا کبھی بھی آپ نے لکڑی، ستون یا درخت کو اپنے بالکل سامنے نہیں کیا۔“

(جعلہ علیہ حاجبہ الایمن او الایسر لا یصمد لہ صمدا)

(رواہ ابو داؤد)

”اپنے دائیں یا بائیں جانب کیا بالکل سامنے نہیں کرتے تھے۔“

ستر بھی ہے اور اس کے باوجود نمازی کے آگے سے گزرنے والا گزرتا ہے تو پھر یہ ہے کہ اس گزرنے والے کو ہاتھ سے روک دیں اور اس کے باوجود بھی وہ گزرنے کی کوشش کرے تو پھر اس کے سینے پر یا کسی دوسری جگہ پر گھونسا لگائیں تاکہ اس کو معلوم ہو جائے کہ وہ آگے سے گزر رہا ہے۔

حدیث نبوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی نمازی سترہ کی جانب نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی آدمی آگے سے گزرنے کی کوشش کرے تو اس کو روک دو اور اگر وہ انکار کرے تو پھر اس سے لڑائی کریں کیونکہ وہ شیطان ہے۔ (بخاری، مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ)

(اذا صلی احکم الی شیئی یسترہ من الناس فاراد أحد ان یجتاذ
بین یدیه فلیدفعه فان ابلی فلیقاتلہ فانما هو شیطان هذا لفظ
البخاری ولمسلم معناه)

”نمازی کے آگے سے گزرنے والا گناہ ہے اگر گزرنے والے کو معلوم ہو تو وہ قطعاً نہ گزرے بلکہ ایک سو سال تک وہاں کھڑا رہ جائے یا چالیس دن یا ماہ و سال کھڑا کھڑا نماز پوری کرنے کا منتظر رہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لو یعلم احدکم مالہ فی ان یمربین یدی یدی اخیه معترضا فی
الصلوٰۃ کان لان یقیم مائۃ عام خیر لہ من الخطوۃ التی خطا)

(رواہ ابن ماجہ)

حدیث نمبر ۲ جو حضرت ابو جہم سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

(لو يعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیہ کان أن یقف اربعین
خیر الہ من ان یمر بین یدیہ قال ابو النضر لا ادری قال اربعین
یوما او شهرا و سنة) (متفق علیہ)

(ان الملائکة لتضع اجتهتا الطالب العلم رضا بما یطلب ولمداد
جوت به أقلام العلماء خیر من دماء الشهداء فی سبیل اللہ)
(حدیث)

(لف العلمہ حول عنقک و اکتبه فی الواح قلبک) (فرمان داؤد
علیہ السلام) (القعد الفرید ؛ ج ۲)



نماز ادا کرنے کا طریقہ

مکمل طہارت و پاکیزگی کے بعد یعنی وضو بھی مکمل کر لیا کیڑے بھی صاف و پاک ہیں جگہ نماز بھی پاک و صاف ہے۔ قبلہ سمت ہو کر لوجہ اللہ اب نماز کا آغاز کریں گے۔ جو ارادہ تھا اس کے مطابق نماز کی ابتدا کریں گے یعنی نفل ہے یا فرض۔ کونسی نماز ہے یہ تمام چیزیں دل میں ہوگی زبان سے نیت نہیں ہوتی۔ نیت ارادۃ القلب کا نام ہے اور جو الفاظ آج کل زبان سے نیت کے لیے کہے جاتے ہیں وہ بدعت ہیں۔ عمدۃ الرعاية۔

(بحوالہ صلوٰۃ النبیؐ، گر جا کھی)

مروجہ نیت اگر نماز کا حصہ ہوتا تو یہ بھی عربی زبان میں ہوتی تمام نماز تو نبی ﷺ نے تکبیر تحریمیہ سے تسلیم تک عربی میں بتلائی اور سکھائی اور خدا نخواست نیت کے الفاظ نعوذ باللہ نہیں آتے تھے جو آپ نے بتلائے نہیں۔

ارشاد نبوی ہے:

(صلوا کما راہتمونی اصلی)

اس طرح نماز ادا کریں جس طرح مجھے نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔

تو اولاً قبلہ سمت ہونے کے بعد لفظ اللہ اکبر کہیں گے جس کو تکبیر تحریمیہ کہتے ہیں۔

فرمان رسول ہے:

(اذا قام الی الصلوٰۃ استقبل القبلة و رفع یدیه و قال اللہ اکبر)

”رفع یدین تکبیر کے لیے کرنا ہے تو وہ کہاں تک ہاتھ اٹھائیں گے؟ اسکی کی

کیفیت کیا ہوگی؟“

رفع یدین:

رفع یدین نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ جب کہیں گے رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے جب سر اٹھائیں گے اور دو رکعت مکمل کرنے کے بعد تیسری رکعت کے لیے جب التحیات سے اٹھیں گے تو پھر رفع یدین کیا جائے گا جو کہ سنت نبوی ہے۔ جس کو زینت نماز قرار دیا گیا ہے جس کے ایک دفعہ کرنے پر دس نیکیاں نصیب ہوتی ہیں۔ فرشتے نماز پڑھتے ہوئے رفع یدین کرتے ہیں اور نماز جو جبریل نے نبی ﷺ کو سکھائی تھی دو دن امامت میں اس میں رفع یدین تھا۔ اس لیے ہی نبی ﷺ تا حیات رفع یدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کرتے رہے ہیں۔ ہمیں زینت نماز کے ساتھ اور ہر بار کرنے پر دس نیکیاں وصول کرنے کے لیے رفع یدین کرنا چاہیے۔ چند ایک احادیث مبارک تحریر میں پیش کی جاری ہیں وگرنہ بکثرت احادیث رفع یدین کتب احادیث میں درج ہیں جو کہ ایک جگہ پر حاجی عبدالرشید صاحب انصاری نے جمع کر دی ہیں تاکہ اہل علم کو دقت نہ ہو وہ کتاب خرید کر مطالعہ کریں اور اپنے پاس رکھیں کتاب کا نام ہے ”الرسائل فی تحقیق المسائل“۔

(مؤلف حاجی عبدالرشید انصاری)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب اپنا سر مبارک رکوع سے اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے اور آپ ﷺ اس وقت سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد کہتے تھے لیکن سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

(عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ ﷺ كان يرفع يديه خذو منكبيه اذا اقتح الصلوة و اذا كبر للركوع و اذا رفع راسه من الركوع رفعهما كذلك وقال سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد و كان لا يفعل ذلك في السجود) (متفق عليه)

دوسری حدیث مالک بن حویرث سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھاتے اور جب سر مبارک رکوع سے اٹھاتے آپ نے صحیح اللہ لمن حمدہ کہا ایسے ہی آپ نے کہا ایک روایت میں ہے کانوں کی لوتک ہاتھ اٹھائے۔

(عن مالك بن حويرث قال كان رسول الله ﷺ اذا كبر رفع يديه حتى يحاذي بهما اذينه و اذا رفع راسه من الركوع فقال سمع الله لمن حمده فعل مثل ذلك وفي رواية حتى يحاذي بهما فروع اذنيه) (متفق عليه)

تیسری حدیث وائل بن حجر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کو نماز پڑھتے دیکھا:

(رفع يديه حين دخل في الصلاة كبر ثم التحف بثوبه ثم وضع يده اليمنى على اليسرى فلما اراد ان يركع اخرج يديه من الثوب ثم ارفعهما كبر فركع فلما قال سمع الله لمن حمده رفع يديه فلما سجد سجد بين كفيه) (رواه مسلم)

”آپ نے بگسیر تحریر میہ کے لیے رفع یدین کیا اور پھر اپنی چادر یا کبیل میں دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر نماز شروع کر دی جب رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے کپڑے سے ہاتھ نکال کر رفع یدین کیا اور رکوع میں چلے گئے پھر صحیح اللہ کہہ کر اٹھے اور رفع یدین کیا اور آپ نے سجدہ کیا دونوں ہاتھوں کے درمیان۔“

چوتھی روایت حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز پڑھتے تو نماز شروع کرتے وقت اور رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے اور جب تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو پھر آپ رفع یدین کرتے تھے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ نبی علیہ السلام ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ استمرار کے ساتھ

(عن نافع ان ابن عمر رضي الله عنهما كان اذا دخل في الصلوة كبر ورفع يديه واذا ركع رفع يديه واذا قال سمع الله لمن حمد رفع يديه واذا قام من الركعتين رفع يديه ورفع ذلك ابن عمر الى النبي ﷺ) (رواه البخارى)

رفع یدین کرنے کا طریقہ جو آپ ﷺ یا صحابہ کرام رضي الله عنهم سے منقول ہے اس کے مطابق رفع یدین کرنا چاہیے بعض لوگ سستی و کاہلی کی وجہ سے رفع یدین درست نہیں کرتے تو اس طرح نقصان حسنات ہے اور نبی و صحابہ کی سنت کی خلاف ورزی تو بہتر یہ ہوگا کہ رفع یدین کا طریقہ احادیث کے مطابق کریں۔

سیدنا ابو حمید الساعدی رضي الله عنه اور عبداللہ بن عمر رضي الله عنهما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جعل یدیه خذاء منکبیه یا یرفع یدیه حذو منکبیه دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھایا کرتے تھے۔

۱۔ ان دونوں احادیث کے کلمات سے معلوم ہوا کہ رفع یدین جب کریں گے تو ہاتھ دونوں کندھوں کے مساوی کرنے ہوں گے۔ (یحیازی بہما فروع اذنیہ)

۲۔ مالک بن حویرث سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو کے مساوی اٹھاتے تھے یہ دوسرا عمل ملا کندھوں کے برابر یا پھر کانوں کے برابر ہاتھ اٹھا کر رفع یدین کرنا چاہیے۔ (یحیازی بہما فروع اذنیہ)

۳۔ ابو داؤد میں ایک تیسرا عمل ہے اور نیل الاوطار میں بھی درج کیا گیا ہے۔ وائل بن حجر فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا جب آپ نے نماز کا افتتاح کیا تو اس وقت آپ نے ہاتھ حیال اذنیہ تک اٹھائے اور جب پھر دوبارہ میں آپ کے پاس گیا تو پھر میں نے آپ کو دیکھا (یرفعون ایدہم ابی صدورہم) کہ وہ آپ رفع یدین سینے تک ہاتھ اٹھ کر کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ رفع یدین کرنے کے تین طریقے ہیں جو ساطریقہ آسان ہو اس پر عمل کرنا درست اور صحیح ہوگا۔

۱۔ کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھانا۔

۲۔ کانوں کی لو کے برابر ہاتھ اٹھانا۔

۳۔ سینے کے برابر ہاتھ اٹھانا۔

رفع یدین کرنے کے لیے ہاتھ کی سمت کیسی رکھیں گے اس کے لیے اب سنت طریقہ دیکھنا ہوگا کہیں ہم رفع یدین کریں بھی اور ٹھیک نہ ہو۔ کیونکہ بعض لوگ رفع یدین کرتے ہیں مگر کف کو گول کیا ہوا ہے جس نے ڈھیلے سے ہاتھوں کو حرکت دے دی ہے۔ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے قبلہ سمت ہتھیلیاں کر کے ہاتھوں کی انگلیاں کھول لیں گے کیونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(كان رسول الله ﷺ اذا كبر للصلاة نشر اصابعه)

(جامع ترمذی)

”آپ جب رفع یدین کرتے تھے تو اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کھول لیتے تھے۔“
 رفع یدین تکبیر تحریمہ میں یا قبل رکوع یا بعد رکوع ہو یا تیسری رکعت کے شروع میں۔
 رفع یدین درست صحیح کیجیے لوگوں کی غلط باتوں کا مصداق نہ بنیے کہ کھیاں اڑا رہے ہیں۔
 اس لیے سنت سمجھ کر درست کریں۔



نماز میں نظر

نماز شروع کریں گے تو نماز میں نظر سجدہ کی جگہ یا مصلے پر کم از کم ہونی چاہیے اگر اس سے پیچھے کی طرف ہو یعنی نمازی اپنے پاؤں کے ساتھ یا تھوڑا سا آگے نظر رکھے تو خشوع و خضوع زیادہ ہوگا۔

مدینہ منورہ ابتداء میں نبی ﷺ بار بار مرتبہ آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے۔ اس زمانے کی بات ہے جب قبلہ بیت المقدس تھا آپ کی دلی منشاء تھی کہ بیت اللہ کو قبلہ قرار دیا جائے اس لیے ہی اللہ نے فرمایا:

﴿ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ﴾

(البقرہ: ۱۴۴)

”جب قبلہ بیت المقدس سے بیت اللہ الحرام مقرر ہو گیا تو پھر آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھانی بند کر دی تھی۔“

ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کان یقلب بصرہ فی السماء فنزلت هذه الاية الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (مومنون: ۲) قَطَّاطًا
راسہ۔ (رواہ احمد بحوالہ نیل الاوطار)

اور پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لِيُنْتَهِيْنَ اَقْوَامٌ يَّرْفَعُونَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ اَوْ لِيَخْطِفْنَ اَبْصَارَهُمْ۔

(رواہ احمد و مسلم والنسائی بحوالہ نیل الاوطار)

دوسری حدیث جو انس بن مالک سے مروی ہے جس میں ماہبال اقوام یرفعون اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ فَاَشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ حَتَّى قَالَ لِيُنْتَهِيْنَ

اولت حفظن ابصارهم۔ (حوالہ مذکور)

تو آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا کہ آسمان کی طرف نہ دیکھا کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری آنکھیں یا بصارت اوپر کی اوپر ہی رہ جائے تم نیچے پھر دیکھ نہ سکو ہائے اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ رکتی ہی نہیں؟ آج کل بھی بعض لوگ نماز شروع کرتے رکوع سے سر اٹھاتے اوپر آسمان کی طرف دیکھتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں نظر نیچی رکھنی چاہیے۔

اور اگر ادھر ادھر دیکھتے رہیں گے تو پھر فرمان رسول ﷺ کے مطابق نماز میں نقصان ہو جائے گا:

(عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت سألت رسول الله ﷺ عن الالتفات في الصلوة فقال هو اختلاس يختلسه الشيطان من صلوة العبد (رواه البخارى والترمذى وصححه) اياك والالتفات في الصلوة فانه هلكة فان كان لابد ففي التطوع) (بحوالہ بلوغ المرام)

”سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نبی ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا ادھر ادھر نماز میں دیکھنے سے شیطان نمازی کی نماز سے حصہ چھین لیتا ہے اس لیے ادھر ادھر دیکھنے سے بچیں کیونکہ یہ ہلاکت کا باعث ہے بالفرض اگر ضروری بھی ہو تو پھر نفلی نماز میں ہو سکتا ہے۔“

عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب تشہد میں یعنی التحيات میں بیٹھے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور آپ نے اشارہ کیا سبابہ کی انگلی یعنی شہادت کی انگلی سے اور آپ کی نظر اشارہ کرنے والی انگلی پر ہوتی تھی۔

(رواه احمد والنسائی وابوداؤد بحوالہ نیل الاوطار)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر التحيات میں ہیں تو نگاہ پھر بھی قریب ہوگی یعنی

شہادت کی انگلی پر اور اگر کھڑے ہیں قیام یا قومہ میں تو پھر نگاہ ہو سجدہ کی جگہ یا مصلیٰ پر کسی بھی جگہ یا اپنے پاؤں کے پاس رکھنی چاہیے۔

نماز میں نظر:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین فرماتی ہیں:

(كان الناس في عهد رسول الله ﷺ اذا قام المصلی یصلی لم یعدُ بصر احدهم موضع قدميه فتوفی رسول الله ﷺ فكان الناس اذا قام احدهم یصلی لم یعد موضع جبينه فتوفی ابو بكر الصديق وكان عمر فكان الناس اذا قام احدهم یصلی لم یعد بصر احدهم موضع القبلة فكان عثمان وكانت الفتنة فتلفت الناس يمينا وشمالا) (ابن ماجه بحواله نیل الاوطار)

”نبی علیہ التحیة والسلام کے زمانے میں لوگ اپنے قدموں کے قریب نظر رکھتے تھے آپ کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سجدہ کی جگہ نظر رکھتے اور عمر بن خطاب کے زمانے میں جانب قبلہ نظر رکھتے تھے اور شہادت عثمان غنی کے بعد تو لوگ دائیں بائیں نظریں گھماتے رہتے ہیں۔“

اور آج تو یہ حالت ہے کہ سامنے گھریاں تو اس کا نام بھی چیک کر لیا جاتا ہے اور اگر کہیں کوئی کیلنڈر یا اشتہار کانفرس وغیرہ کا ہے تو وہ بھی پڑھ لیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ دائیں بائیں ساتھی بھی دیکھ لیے جاتے ہیں یہ تمام چیزیں خشوع و خضوع کے منافی ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ نمازی اپنے مالک کے حضور کھڑا ہے اور معراج ہو رہی ہے ایسا ہونا تھا کہ اپنے مالک حقیقی کو دیکھ کر اس سے ہم کلام ہو رہا ہے اور اگر یہ تصور نہیں بنتا تو کم از کم یہ خیال تو کر لے کہ میں اس کے روبرو کھڑا ہوں۔ حدیث جبریل میں نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ ما الاحسان؟ احسان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

ان تعبد الله كأنك تراه وان لم تكن تراه فانه يراك۔

”نماز عاجزی اٹکساری میں ادا کریں اور اپنے رب سے مناجات کرتے ہوئے

آپ پر لرزہ ہو۔“

تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ کہاں رکھیں.....؟

تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھوں سے رفع یدین سنت کے مطابق کیا اب اگلی پوزیشن ہے ہاتھ باندھنے کی کہ ہاتھ کہاں رکھے جائیں تو اس کے لیے ارشاد نبوی ہے جو وائل بن حجر بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث کو صحیح ابن خزیمہ نے اور ابوداؤد جو لکھنو کا چھاپہ ہے جو ابن الاعرابی والانسخہ ہے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

(صلیت مع رسول الله ﷺ فوضع يده اليمنى على يده اليسرى

على صدره) (ابن خزيمه)

”میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے اپنا دائیں ہاتھ کو بائیں

ہاتھ پر رکھا اور اپنے سینے پر ہاتھ باندھ لیے۔“

اور ابوداؤد میں حضرت طاؤس سے مروی ہے کہ:

(كان رسول الله ﷺ يده اليمنى على يده اليسرى ثم يشديهما

على صدره وهو فى الصلوة) (ابو داؤد)

”نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر پھر اپنے سینے

پر باندھ لیا کرتے تھے حالانکہ آپ نماز میں ہوتے تھے۔“ (عون المعبود شرح

ابوداؤد: مرامیل ابی داؤد)

مفسر قرآن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما تفسیر سورہ کوثر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فصل لربك وانحر سے مراد ہے کہ سینے پر ہاتھ رکھیں جب نماز پڑھیں رفع یدین کرنا

بھی فرشتوں کا بتلایا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا النحر وضع اليمين على الشمال فى

محل النحر والصدر۔

حضرت سہیل بن سعد سے مروی ہے کہ:

(كان الناس يؤمرون ان يضع الرجل اليد اليمنى على ذراعه

اليسرى فى الصلوة) (بخارى)

”رسول اللہ ﷺ لوگوں کو سیدھا ہاتھ اٹے ہاتھ کی کلائی پر رکھنے کا حکم فرماتے تھے۔“

حضرت حلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو نماز میں دیکھا کہ آپ کا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ تھا۔

(رائیت النبی ﷺ ینصرف عن یمنہ و عن یسارہ و یضع یدہ علی

صدرہ) (مسند احمد، ابن خزیمہ، نصب الرایہ بحوالہ صلوة نورستانی)

مذکورہ احادیث مبارکہ میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم اور طریقہ نماز نبوی بتلایا گیا ہے جو ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے جس پر عمل کرنا ہمارے لیے ضروری ہے۔
کچھ ان لوگوں کے بیانات جو کتب میں مہر تصدیق رکھتے ہیں۔

علامہ ابن الجیم اور ابن امیر الحاج:

(ان الثابت من السنة وضع اليمين على الشمال ولم يثبت حديث

يوجب المحل الذي يكون الوضع فيه من اليدين الا حديث وائل

المذكور وفيه ذكر الصدر)

”بلاشبہ (سنت حدیث) سے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا تو ثابت ہے مگر

کوئی ایسی حدیث ثابت نہیں کہ وہ بدوں اس جگہ کا تعین کرے جہاں ہاتھ رکھنا

ہوں مگر وائل کی مذکورہ حدیث اور اس میں سینہ کا ذکر ہے یعنی سینے پر ہاتھ

باندھنے کا ذکر ہے۔“ (صلوة، نورستانی)

پیر عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(وضع اليمين على الشمال فوق السرة)

(فتح الغفور بحواله صلوا غنية الطالبين)

”دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے اوپر رکھنا سنت ہے۔“

علامہ محمد حیات سندھی کی نصیحت:

(ان الوضع الايدي على الصدور في الصلوة اصلا اصيلا و دليللا

جليلا فلا ينبغي لاهل الايمان الاستنكاف و كيف يستنكف

المسلم عما ثبت عن رسول الله ﷺ الذي قال لا يؤمن احدكم

حتى يكون هواه تبعاً لما جئت به بل ينبغي ان يفعل)

(فتح الغفور بحواله صلوا نور سنائي)

”بیشک نماز میں سینے پر ہاتھ رکھنے کے لیے ایک مضبوط بنیاد اور ایک بڑی دلیل

ہے لہذا اہل ایمان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اس سنت سے انکار کریں اس چیز

سے مسلمان کیسے انکار کر سکتا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو۔“

جنہوں نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی

خواہشات اس دین کے تابع نہ ہوں جس کو میں لے کر آیا ہوں بلکہ اس کو چاہیے کہ اس

سنت پر عمل کرے۔

مذکورہ بالا عبارات صرف اس لیے تحریر کی گئی جو لوگ ہٹ دھرمی کا شکار ہیں وہ سمجھ لیں

کہ پچھلے لوگ کیسے منصف تھے۔ صحیح بات کہتے اور لکھنے سے نہ رکتے تھے کیونکہ آخرت

سامنے ہے۔

ہاتھ کس طرح باندھنے چاہئیں؟

کیونکہ یہ تو معلوم ہو گیا کہ ہاتھ سینے پر رکھتے ہیں اور اب یہ دیکھنا ہے کہ ہاتھوں کی

ہیت رکھنے کی احادیث میں کس طرح بیان ہوئی ہے۔

دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر بھی باندھ سکتے ہیں۔

دایاں ہاتھ کی کلائی کے درمیان ٹخنہ یا گھٹنہ یا جو بھی کہیں گے اس کو بائیں ہاتھ

اور کلائی کے درمیان جو جوڑ ہے اس پر رکھ کر باندھ لیں گے۔

دائیں کلائی بائیں کلائی پر رکھ کر باندھ لیں گے۔

سیدنا وائل بن حجر سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا کہ

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر نماز پڑھتے تھے۔

وضع الیمنی علی الیسری:

(وضع یدہ الیمنی علی (۱) کتہ الیسری (۲) والرسغ (۳) والساعد)

(مسند احمد، ابو داؤد بحوالہ نیل الاوطار)

مذکورہ تین طریقوں میں جو بھی آسان طریقہ ہو اس پر عمل کریں کیونکہ جسمانی ہیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسی پر عمل کریں تو وہ ہی درست اور صحیح ہوگا۔

نماز کے لیے تیار ہو کر جب نمازی قبلہ سمت ہو کر تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ لے تو اس کے لیے اذکار کا مرحلہ شروع ہوگا اذکار میں وہ اذکار پڑھے جائیں گے جو مسنون ہوں اور آپ کی تعلیم کے مطابق ہوں۔

تکبیر تحریمہ کے بعد جو دعائیں پڑھنی چاہئیں ان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جوئی دعا پڑھنی نمازی کے لیے آسان ہو وہ ہی پڑھ کر نماز کا افتتاح کرے گا۔

(۱) اِنِّی اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ

وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ

الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ

(بخاری و مسلم)

”اے میرے اللہ! میرے گناہوں اور میرے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جیسے مشرق و مغرب کے درمیان۔ اے میرے اللہ! مجھے گناہوں سے ایسے پاک کر دے جیسے کپڑوں کو میل سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ اے میرے اللہ! میرے گناہوں کو پانی برف اور اولوں سے دھو دے۔“

(۲) (وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي فَاعْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبِيكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ) (مسند احمد و مسلم)

”میں نے اپنے چہرے کو یکسو اس ذات کی طرف کر لیا ہے جس ذات نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری حیات و ممات جہانوں کے معبود پروردگار کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم ملا ہے اور میں اس کے مطیع فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔ اے میرے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو ہی میرا پالنے والا ہے اور میں تیرا بندہ و غلام ہوں میں نے اپنی جان پر گناہوں کے ظلم کیے ہیں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ میرے تمام گناہ بخش دے بیشک تیرے علاوہ کوئی گناہ بخشندہ نہیں ہے۔“

اے میرے اللہ! مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت نصیب فرما تو ہی ہدایت دیتا ہے
اے اللہ میرے مجھے برائیوں سے محفوظ رکھ کیونکہ تیرے علاوہ مجھے کوئی بھی
برائیوں سے نہیں بچا سکتا۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں تیرے دربار میں اور
سعادت تیرے پاس ہے اور تمام بھلائیں بھی تیرے پاس ہیں۔ برائی تیری
طرف سے نہیں ہے میں تیری توفیق سے تیری طرف متوجہ ہوں تو برکتوں والا
ہے تو بلند شان ہے میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور تیری طرف ہی
میرا رجوع اور میری توبہ ہے۔“

(۳) (سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا
إِلَهَ غَيْرُكَ) (مسلم)

”میرے اللہ تو پاک ذات ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ اور بابرکت ہے نام
تیرا۔ تیری ذات بلند شان والی ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

(۴) (اللہ اکبر کبیرا) تین مرتبہ ”اللہ بہت ہی بڑا ہے“

(والحمد لله کثیرا) تین مرتبہ ”بہت سی تعریفیں اللہ کیلئے ہیں“

(وسبحان الله بكرة واصيلا) تین مرتبہ ”صبح وشام اللہ کیلئے ہی پاکیزگی
ہے“ (مشکوٰۃ)

نماز تہجد کا افتتاح اس دعا سے کرتے مذکورہ ادعیہ کے علاوہ:

(اللَّهُمَّ رَبِّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائيلَ وَاسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا
فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي
مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ)

”اے جبریل و میکائیل و اسرافیل کے رب آسمان و زمین کے بنانے والے

ظاہر و باطن کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں فیصلہ کرتا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں مجھے اپنی قدرت کاملہ سے سیدھا راہ بتلا دے اس چیز کے بارے میں جس میں اختلاف کیا جاتا ہے حالانکہ وہ حق ہوتا ہے اور اللہ بے شک تو ہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے اور ہدایت بھی تو ہی نصیب کرتا ہے۔“

دعا استفتاح کے بعد تعوذ ہے جو سورۃ فاتحہ سے قبل پڑھا جاتا ہے۔

(أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)

”پناہ مانگتا اللہ تعالیٰ سے مردود شیطان کی۔“

(أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمَزِهِ وَ نَفَخِهِ وَ نَفْتِهِ)

”میں اللہ تعالیٰ سے سننے اور جاننے کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کے وسوسوں اور اس کے غرور اور اس کی دیوانگی سے۔“

تعوذ کے بعد تسمیہ یعنی بسم اللہ کا پڑھنا ہے خواہ جہری ہو یا سری دونوں طریقوں سے جائز اور درست ہے سری نمازوں میں تو سری ہی پڑھی جائے گی مگر جہری نمازوں میں یعنی نماز فجر، مغرب و عشاء میں بھی دونوں طریقوں سے بسم اللہ کا پڑھنا جائز درست ہے ایک دو حوالے تحریر کر رہا ہوں۔ کچھ لوگ سری کی مخالفت کرتے ہیں اور کچھ جہری کی مخالفت میں ہیں۔ حالانکہ دونوں معمولات میں سے ہیں۔

سری بسم اللہ کے متعلقہ حدیث مبارکہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

(ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابا بکر و عمر كانوا یفتحون الصلوٰۃ بالحمد

اللہ رب العالمین (متفق علیہ و زاد مسلم) لا یدکرون بسم اللہ

الرحمن الرحیم فی اول قرآۃ والافی آخرها وفی رواۃ الاحمد

والنسائی و ابن خزيمة لايجهرون بسم الله الرحمن الرحيم و في
 اخرى لابن خزيمة كانوا يسرون (بلوغ المرام)
 ”نبی ﷺ اور ابو بکر الصديق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما قراة الحمد لله رب العالمين سے
 شروع کرتے تھے بسم اللہ سورۃ فاتحہ سے پہلے اور کسی بھی سورۃ کے شروع میں
 بھی نہ پڑھتے تھے بلکہ بسم اللہ جہرا پڑھتے ہی نہ تھے آہستہ سری بسم اللہ الرحمن
 الرحيم پڑھتے تھے۔“

جہری بسم اللہ کے متعلق دلیل:

حضرت نعیم الجہر روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے ساتھ باجماعت
 نماز پڑھی تو ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ الرحمن الرحيم پڑھی پھر آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی جب
 والاضالین تک تلاوت کر لی تو آپ نے آمین کہی۔ (الی آخرها)۔ (بلوغ المرام)
 ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

(اذا قرأتم الفاتحة فاقرأوا بسم الله الرحمن الرحيم فاتها احدی
 اياتها) (رواة دارقطنی بحوالہ بلوغ المرام)

”جب بھی تم فاتحہ شریف کی تلاوت کرو تو اس کے شروع میں بسم اللہ پڑھا کرو
 کیونکہ سورۃ فاتحہ کی ایک آیت ہے۔“

بسم اللہ ایک آیت ہے سورت فاتحہ کی تو بقیہ سورۃ فاتحہ بھی نماز ہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ
 فرماتے ہیں میں نے اپنے بندے اور اپنے درمیان تقسیم کر لیا ہے نصف میرے بندے
 کے لیے اور نصف میرے لیے ہے۔

اس کے پڑھے بغیر نا تمام ہے بالکل نماز ہوتی ہی نہیں اس لیے سورت فاتحہ انفرادی
 بغیر جماعت کے اور جماعت میں نفلی فرضی تمام نمازوں میں پڑھیں گے و نماز ہوگی و گرنہ
 وضو کیا ہو وقت کا ضیاع پانی کا ضیاع خواہ مخواہ الٹے سیدھے ہوتے رہے۔ کچھ لوگ بڑی

ڈھٹائی سے مخالفت کرتے ہیں حکم نبی کا نال مثل سے کام لیتے ہیں ہمارے مذہب میں یہ ٹھیک نہیں وہ کمزور یا طاقتور ہے سب حیلے بہانے ہیں اور یہ لوگ منکرین حدیث کی ایک شاخ ہیں۔

ان کا بڑا بزرگ پرانا سیاستدان اور قیاس دان ہمیشہ اسی کوشش میں رہتا ہے کہ میرے حیلے اور مرید و شاگرد کہیں ناکام نہ ہو جائیں۔

جب اس نامراد مرد و کودھتکار دیا گیا تو وہ چلا چلا کر رویا لیکن پھر تسلی ہوئی کوئی بات نہیں دربار سے دوری ہوئی ہے نعمت کدہ میں تو میں رہتا ہی ہوں اور جب اس نامعقول کو وہاں سے بھی باہر نکال دیا تو پھر چلایا رویا بڑا پریشان ہوا اب کیا بنے گا پھر اپیل کی عدالت عالیہ میں کہ میری ضمانت ہو جائے کہیں انتظامیہ والے گرفتار نہ کر لیں۔ ضمانت ہو گئی اور بڑی لمبی ضمانت گرفتاری کے تمام خدشات ختم ہو گئے تو اس نے شاگردان اور تلمیذان پڑھانے شروع کر دیے۔ بڑی جانفشانی سے کام کرتا رہا اور اپنے حیلے اتنے پیدا کر لیے اور حکومت کی مخالفت میں دور تک نکل گیا۔ تو انہیں حکومت کی خلاف ورزیاں بغاوت پر لوگوں کو ابھارا اور کامیاب بھی ہوا۔

اتنے میں حکومت عالیہ نے اپنا ایک نمائندہ تو انہیں کی حمایت کے لیے اور حکومت کی باتوں کی تصدیق و تائید کرنے کے لیے دنیا کے اس علاقہ میں بھیج دیا جہاں سے ہر طرف اور ہر سو برابر کی زمین تھی پھر شور و غوغا کیا رویا چلایا اب کیا بنے گا بہت محنتی اور باخلق با کردار جرات مند شخص ہے آہستہ آہستہ پھر تسلی ہو گئی محنت زیادہ کرنی پڑے گی کام پھر بھی چلتا رہے گا اتنے میں ایک ایسا قانون پیش کر دیا گیا کہ اس قانون کو جو پڑھ لے اس شیطان کی چال سے اس کے فراڈ و فریب سے آدمی بچ جائے گا پھر تو تڑپ اٹھا کہ میں مر گیا اور میرا کچھ نہیں بچا اب کیا ہوگا۔

رن ابلیس اربع رنات او اربع مرات

(۱) حین لعن (۲) و حین اخرج من الجنة (۳) و حین ولد

محمد ﷺ (۴) و حین نزلت سورة الفاتحة۔ (تفسیر سورة الفاتحة

استاذی المحترم امام عبدالستار۔ البدایہ و النہایہ)

مگر چیلے کہنے گے گرو جی آپ ایسے ہی پریشان ہیں ہم سب اس کام میں لگ جائیں گے کوئی کہے گا کہ فاتحہ پڑھنے سے منہ میں آگ بھردی جائے گی اور کوئی کہے گا کہ اللہ نے قرآن میں منع فرمادیا و اذا قرأ القرآن فاستمعوا له (الی آخرها) وارے شیطان تیرے چیلے تجھ سے بھی بڑھ گئے جو سورة فاتحہ سے نماز میں روکتے

ہیں۔

حالانکہ صاف فرمان رسول اللہ ﷺ ہے:

(۱) (عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال امرنی رسول اللہ ﷺ أن أنادی انه

لا صلوة الا بقراءة فاتحة الكتاب فما زاد) (ابوداؤد)

(۲) (عن عبادة بن الصامت يبلغ به النبي ﷺ قال لا صلوة لمن

لم يقرأ بفاتحة الكتاب) (ابوداؤد، متفق عليه)

و فی روایة لمسلم لم يقرأ بام القرآن فصاعدا۔

(۳) (عن عباده بن الصامت رضی اللہ عنہ قال كنا خلف النبي ﷺ فی

صلوة الفجر فقرا وثقلت عليه القراءة فلما فرغ قال لعلكم

تقرأون خلف امامكم قلنا نعم يا رسول الله ﷺ قال لا تفعلوا الا

بفاتحة الكتاب فانه لا صلوة لمن لم يقرأ بها۔ رواة ابوداؤد

و الترمذی و النسائی معناه و فی روایة لابی داؤد و قال و انا اقول

مالی ینازعی القرآن فلا تقرأ و بشی من القرآن اذا جهرت الا

بام القرآن)

(۴) ابوساب کہتے ہیں میں نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من صلی صلواة لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج فہی خداج غیر تمام قال فقلت یا اباہریرة انی اکون احیانا وراء الامام قال فغمز ذراعی وقال اقرباها یا فارسی فی نفسک فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ عزوجل قسمت الصلواة بینی و بین عبدی نصفین فنصفها لی ولنصفها لعبدی والعبدی ما سأل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرأو یقول العبد الحمد اللہ رب العلمین بقول اللہ عزوجل حمدلی عبدی یقول الرحمن الرحیم یقول اللہ عزوجل اننی علی عبدی یقول العبد مالک یوم الدین یقول اللہ عزوجل منجدنی عبدی یقول العبد ایاک تعبد و ایاک نستعین فہذہ بینی و بین عیدی ولعبدی ما سأل یقول العبد اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فہؤلاء لعبدی والعبدی ما سأل) (ابوداؤد، ترمذی، مؤطا امام مالک، نسائی، مسلم، مؤطا امام محمد، احمد، ابن ماجہ، بحوالہ بلاغ المبین جلد اول مولانا شیخ محی نو مسلم۔)

ان ہی احادیث پر اکتفا کرتے ہوئے عمل کی دعا ہے کہ اللہ فرمان رسول اور معمولات صحابہ پر عمل کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین

سورت فاتحہ:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِهْدِنَا

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ط غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ ط وَلَا الضَّالِّينَ ۝ آمين ﴿

”میں شروع کرتا ہوں اللہ رحمن و رحیم کے نام کے ساتھ ۝ تمام تعریفیں اللہ کے ہی لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا ۝ جو بہت ہی مہربان اور نہایت ہی رحم کرنے والا ہے ۝ جو مالک ہے یوم جزا کا ۝ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ۝ ہمیں سیدھی راہ دکھلا دے ۝ راستہ ان کا جن پر تیرا انعام ہوا ہے اور نہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب ہوا ہے اور نہ گم راہوں کا۔ اللہ ہماری دعا قبول فرما۔“

اختتام فاتحہ پر آمین:

عبدالجبار بن وائل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ جماعت میں نماز پڑھی جب آپ نے دلائضالین کہا تو پھر آمین کہی اور ہم نے آپ کی آمین سنی۔ (ابن ماجہ)

اور دوسری روایت میں ہے مذہبھا صوتہ آمین بلند آواز اور لمبی کہا کرتے تھے۔

(ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ داری)

سورت فاتحہ کی آخر میں ایک التجاء کی جاتی ہے جو لفظ آمین میں مضمر ہے یہ ایک ایسا لفظ ہے جو ایک درخواست کے بعد مہربانیاں کا کام دیتا ہے۔ کوئی بھی درخواست ہو اس کے آخر میں مہرِ شبت کی جاتی ہے اور اگر بغیر مہر کے ہو تو ممکنات میں ہے کہ وہ درخواست قابل قبول نہ ہو۔ اسی طرح آمین جو سورہ فاتحہ کے آخر میں کہی جاتی ہے۔ مگر یہ ایسا لفظ ہے دوسری چیزوں کی طرح اس پر یہودیوں نے حسد کیا تھا وہ دوسری چیزیں جن سے یہودی حسد کرتے ہیں:

﴿۱﴾ جمعہ مبارک جب نبی ﷺ کو دن دیا گیا تو یہودیوں نے حسد کیا حالانکہ یہ دن

اول ان کو ملتا تھا مگر انہوں نے انکار کر دیا تھا۔

بیت اللہ الحرام کو قبلہ قرار دینے پر یہودیوں نے آپ سے دشمنی کی تھی اور ہے۔

رد السلام: امت محمد کو السلام علیکم کہنے کی تعلیم اور جواب وعلیکم السلام کہنا یہ ہی تحیہ

اہل جنت کا ہوگا اس پر اہل یہود نے حسد کیا کہ یہ ایسا کلمہ جس میں دعا ہے کہنے

اور جواب دینے والا کے لیے۔

صف بندی نماز میں: جب نمازی نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو ایک دیواری

مانند ہوتے ہیں کا نہ بیان مرصوص۔ اس پر یہود حسد کرنے لگے ان کا یہ ایسا عمل

ہے کہ شیطان بھی نامراد ہو جاتا ہے۔

آمین: یہ ایسا دعائیہ لفظ ہے کہ جو اس سے پہلے مناجات کی ہے اس پر مہربانات کر

دی اس سے بھی یہودی حسد کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس ایسا کلمہ ہے جو

مقبولیت کے لیے کافی ہے۔ (ترغیب و ترہیب)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب امام غیر المغضوب علیہم

والاضالین کہے تو سب کو حکم ہے کہ آمین کہو کیونکہ جس کا آمین پہنا فرشتوں کے

آمین کہنے سے آواز مل گئی یا موافقت ہو گئی اس کے سابقہ گناہ معاف ہوئے۔

(بخاری، موطا امام مالک، ابوداؤد نسائی، ترمذی)

دوسری حدیث جو بخاری شریف میں ہے اس میں یہ الفاظ ہیں اذا قال

احدکم آمین قالت الملائكة فی السماء آمین موافقت احدہما

الاخری غفر له ماتقدم من ذنبہ۔

ابن ماجہ، نسائی میں یہ الفاظ ہیں اذا امن القاری فامنوا بسب قاری یا امام

آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ (الحدیث)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ جب والا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے

بلند آواز سے کہتے تھے۔ (ابوداؤد)

سمرۃ بن جندب سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اذا قال الامام غير المغضوب عليهم والالضالين فقولوا آمين

(يحييكم الله) (رواه الطبراني في الكبير، مسلم، ابوداؤد، النسائي)

”جب امام والا الضالین تک پڑھ لے تو تم آمین کہو اللہ تعالیٰ دعا قبول کریگا۔“

ابوموسیٰ اشعری سے مروی ہے جو کہ نسائی میں طویل حدیث مذکور ہے:

اذا صليتم فاقبموا صفوفكم و ليومكم احدكم فاذا اكبر فكبروا

واذ قال غير المغضوب عليهم والالضالين فقولوا آمين يحييكم)

ابومصعب مرقائی سے روایت ہے کہ ہم ابوزہیر نمیری رضی اللہ عنہ کے پاس جو صحابہ میں

سے تھے بیٹھے ہوئے تھے اور وہ بہت اچھی اچھی احادیث بیان کر رہے تھے اور

جب ہم سے کوئی بھی آدمی دعائیہ کلمات کہتا تھا تو اس کے اختتام پر آمین کہا

کیونکہ آمین صحیفہ پر مہر کی طرح ہے ابوزہیر نمیری نے کہا کہ میں تمہیں اس بات

کی خیر بتلا رہا ہوں کہ ایک دفعہ ہم رات کو نبی ﷺ کے ساتھ باہر نکلے اور چلتے چلتے

ایک آدمی کے پاس پہنچے جو نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ دعا مانگ رہا تھا تو

نبی ﷺ وہاں ٹھہر گئے اور اس کی دعا سنتے رہے اور فرمایا اس کی دعا قبول ہوگی اگر

اس نے ختم کیا۔

تو ایک آدمی لوگوں میں سے کہنے لگا اللہ کے رسول اللہ ﷺ کس چیز کیساتھ ختم کرے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا دعا کے آخر میں آمین کہے کیونکہ اگر آمین کے ساتھ اس نے

ختم کی تو پھر اس کی دعا قبول ہوگی۔ جب آدمی نے نبی ﷺ سے پوچھا تو وہ اٹھا اور دعا

کرنے والے کے پاس آ کر کہنے لگا اِخْتَمَ بِاَفْلَانِ بَاْمِيْنِ وَالْبَشْرِ۔ (رواہ ابوداؤد)

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سورۃ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہا کرتے تھے حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے کہ میں نے دو سو صحابہ سے ملاقات کی ہے جب بھی امام والا الضالین اونچی آواز

سے پرہتا تو ان کی آواز بلند ہو جاتی اور آمین کہتے۔

۸ (عن عطاء رضی اللہ عنہ قال ادرکت مائتین من الصحابہ اذا قال الامام

والالصالحین رفعوا اصواتہم بآمین) ① (رواہ البیہقی وابن حبان

فی صحیحہ بحوالہ بلاغ المبین جلد اول)

۹ (قال عطا آمین دعاء وامن ابن الذبیر و من ورائہ حتی ان

للمسجد للجة و كان ابوہریرة ینادی الامام لا تفتنی بآمین وقال

نافع کان ابن عمر لا یذعہ و یحضہم و سمعت منه فی ذالک خیرا)

(رواہ البخاری بحوالہ بلاغ المبین)

”سیدنا عطاء نے فرمایا آمین ایک دعا ہے جب عبداللہ بن زبیر امامت کروا رہے

ہیں اور ابن زبیر نے آمین کہی تو تمام مقتدیوں نے آمین کہی مسجد میں گونج پیدا

ہو گئی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اگر تاخیر سے آتے تو امام نماز کو آواز دے کر کہتے

کہ قرأت فاتحہ آہستہ کریں میری اونچی آواز سے آمین نہ رہ جائے۔“

نافع فرماتے ہیں عبداللہ بن عمر نے بھی آمین کبھی ترک نہیں کی اور لوگوں کو آمین کہنے

کی رغبت دلاتے تھے۔

۱۰ غنیۃ الطالین میں شیخ عبدالقادر جیلانی اوصاف نماز شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(والجہر بالقراة و آمین)

”جہری قرأت میں آمین کہنا سنت ہے۔“

۱۱ مجدد الف ثانی سراج احمد سرہندی فرماتے ہیں:

(احادیث الجہر بالتأمین اکثر و اصح) (صلوا نور ستانی)

”آمین اونچی آواز سے کہنے والی احادیث کثرت سے اور صحیح ہیں۔“

① یہ حدیث ماعلیٰ قاری حنفی نے اپنی کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں درج کی ہے۔

عبدالحق محدث دہلوی:

(آخر فاتحہ آمین می گفت در نماز جہری بجہری و دوسری
بخفیفة)

”انصاف تو یہ ہے کہ فاتحہ کے آخر جہری نماز میں جہری آمین کہی جائے اور
سری میں فقیہ آمین کہی جائے۔“ (مدارج النبوة صلواتہ علیہم وعلیٰ آلہم
وعلیٰ صحبہم اجمعین)

(والانصاف ان الجہر قوی من حیث الدلیل)

”انصاف کی بات ہے کہ دلائل کے لحاظ سے جہری آمین کہنا قوی ہے۔“

آج کل بھی اس امت میں ایسے لوگ ہیں جو عادتاً یہودی کی پیروی کرتے ہیں نماز میں
صف بندی سے نفرت کرتے ہیں پاؤں نہیں ملاتے اگر کوئی نمازی پاؤں ملانے کی کوشش
کرے بھی تو یہ پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہیں۔

السلام علیکم کا کہنا یا جواب دینا یہ بھی گوارا نہیں السلام علیکم یہودیوں کی طرح یہ کوئی اور
الفاظ ٹھیک ٹھاک جواب میں ٹھیک ٹھاک یا ہائے ہائے جواب میں بھی ہائے ہائے لفظ السلام
علیکم یا علیکم السلام سے نفرت ہے اور رہا آمین کہنا تو مساجد میں پابندی لگ جاتی ہے بھائی
ادھر نماز کے لیے تم نہ آیا کرو کیونکہ ہماری نماز خراب ہوتی ہے۔ طوطا شاہ کی بھائی نماز خراب
ہوتی ہے۔ نماز تو تیری ہے ہی نہیں خراب کہاں سے ہوگی۔ اللہ سمجھ دے آمین ثم آمین۔

سورت فاتحہ آمین بالجہر کا کہنا سنت نبوی اور صحابہ کرام کے عمل سے ہمیں بھی آمین کا
سبق و درس ملاتا کہ سنت رسول پر عمل ہو سکے مسلمان کا کام یہ ہی ہے کہ گردن نہادوں
برطاعت خداوند و رسول جب فرمان رسول آیا تو سر خم بے چوں و چراں ہمارے مذہب
تمہارے مذہب کی باتیں ختم ہو گئیں اب صرف اور صرف امام اعظم علیہ السلام کا قول و عمل قابل
قبول ہوگا کسی امام مرشد پیر کی بات محبت نہیں ہے۔

سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن مجید سے جو آپ آسانی سے پڑھ سکتے ہیں وہ پڑھ لیں اور اگر سورۃ فاتحہ کے علاوہ کوئی سورۃ یا قرآن کا حصہ نہیں یا در نماز پھر بھی مکمل اور پوری ہوگی۔

باب القرآۃ فی الجز بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے:

(قال عطاء انه سمع ابا هريرة يقول في كل صلاة يقرأ فما

اسمعنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اسمعنا کم وما اخفی عنا اخفینا عنکم

وان لم ترد علی ام القرآن اجزات وان زدت فهو خیر)

(صلوة لنبیؐ گر جا کہی)

”حضرت عطاء کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ سے سنا کہتے تھے ہر نماز میں قرأت کرنا چاہیے جس جگہ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت جبر کر کے سنائی ہم بھی جبر کرنے سنا دیتے ہیں اور جہاں آپ نے خاموشی سے پڑھا اور ہم کو نہ سنایا وہاں ہم بھی تمہیں نہیں سناتے اور خاموشی سے پڑھتے تھے اور اگر تم سورت فاتحہ سے زائد قرأت نہ کرو تو بھی تمہیں کافی ہے اور اگر سورۃ فاتحہ سے زائد قرأت کرو تو بہتر ہے۔“

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يصلي بنا فيقراء في الظهر والعصر في

الركعتين الاولين بفاتحة الكتاب و سورتين ويسمعنا الآية احيانا

ويطول الركعة الاولى ويقراء في الاخيرين بفاتحة الكتاب)

(متفق عليه بحوالہ بلاغ المبین)

”ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے تھے تو ظہر و عصر کی نمازوں کی پہلی دو

رکعتوں میں سورت فاتحہ پڑھتے اور کوئی سی دو سورتیں پڑھتے کبھی ہمیں کوئی

آیت سنا بھی دیا کرتے اول رکعت کو لمبی کرتے تاکہ نمازی جماعت میں شامل

ہوئیں اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔“

(وعن ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ قال فی عشرة من اصحاب النبی ﷺ أنا اعلمکم بصلوۃ رسول اللہ ﷺ قالوا فاعرض قال کان النبی ﷺ اذا قام الی الصلوۃ رفع یدیه حتی یحاذی بہما منکبہ ثم یکبر ثم یقرأ ثم یکبر و یرفع یدیه حتی یحاذی بہما منکبہ ثم یرکع ویضع راحتیہ علی رکتیہ ثم یعتدل فلا یصبی راسہ لا یقع ثم یرفع راسہ فیقول سمع اللہ لم حمدہ ثم یرفع یدیه حتی یحاذی بہما منکبہ معتدلاً ثم یقول اللہ اکبر ثم یرجعی الی الارض ساجداً فیجا فی یدیه عن جنبیہ ویفتح اصابع رجليہ ثم یرفع راسہ ویثنی رجليہ الیسری فیقعد علیہا ثم یعتدل حتی یرجع کل عظم فی مؤضعہ معتدلاً ثم یسجد ثم یقول اللہ اکبر یرفع ویثنی رجليہ الیسری فیقعد علیہا ثم یعتدل حتی یرجع کل عظم الی مؤضعہ ثم ینھض ثم یصنع فی الثالثة مثل ذالک ثم اذا قام من الرکتین کبر ورفع یدیه حتی یحاذی بہما منکبہ کما کبر عند افتتاح الصلوۃ ثم یصنع مثل ذالک فی یقیۃ صلواتہ حتی اذا كانت السجدة الثنی فیہا التسلیم اخر رجليہ الیسری وقعد متورکاً علی شقیہ الایسر ثم سلم قالوا صدقت ہکذا کان یصلی) (رواہ ابو داؤد، دارمی، ترمذی، ابن ماجہ)

سیدنا عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ:

(رایت النبی ﷺ یکبر فی کل رفع و خفض و قیام و قعود)

(رواہ احمد و النسائی و الترمذی و صححہ نیل الاوطار)

”کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ اٹھتے جھکتے قیام کرتے یا بیٹھے اللہ اکبر کہا کرتے تھے۔“

نماز شروع کرتے وقت رکوع جاتے سجدوں میں جاتے اٹھتے تیسری رکعت کے قیام کے لیے الغرض آپ نماز کی حرکات بدلنے کے لیے اللہ اکبر کہا کرتے تھے۔

عکرمہ نے ابن عباس سے کہا کہ میں نے ابو ہریرہ کے پیچھے وادی بطناء میں نماز ظہر ادا کی تو انہوں نے نماز میں چوبیس مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ سجدہ کرتے ہوئے اور سجدہ سے سر اٹھاتے تب بھی اللہ اکبر کہتے تو جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ نماز ابوالقاسم رضی اللہ عنہما کی تھی۔ (بخاری، احمد، نیل الاوطار)

سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے عشرہ مبشرہ کے سامنے نماز کی ادائیگی کی اور کہا یہ نماز نبی ﷺ کی تھی جس کی تصدیق انہوں نے فرمائی۔

قیام کے بعد رکوع کی پوزیشن ہے وہ بھی سیدنا ابو حمید ساعدی نے واضح فرمائی ہے جس کا تذکرہ ابوداؤد میں ہے۔

(ثم ركع موضع يديه على ركبتيه كأنه قابض عليهما ووتر يديه
فتحاهما عن جنبه)

”آپ نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر ایسا رکھا جیسے ان دونوں کو پکڑا ہوا اور اپنے بازوؤں کو قوس کے وتر کی طرح بالکل سیدھا اور پہلوں سے ہٹے ہوئے تھے۔“

پیٹھ یعنی کمر کو بالکل پیٹ اور سر کے برابر رکھنا چاہیے کیونکہ آپ کا ارشاد ہے ابو مسعود بدری بیان کرتے ہیں:

(لا تجرى صلوة الرجل حتى يقيم ظهره في الركوع والسجود)

(ابوداؤد)

”اپنی کمر کو سیدھا رکھیں وگرنہ نماز پوری نہ ہوگی۔“

آپ ابتداء میں حدیث نبوی پڑھ چکے ہیں کہ اگر اطمینان نماز نہیں تو نماز نہیں۔ ایک آدمی کو دیکھا جو جلدی جلدی بلا تسلی و اطمینان نماز پڑھ کر آیا اور آپ کو سلام کیا اور آپ نے تین دفعہ اس کو لوٹایا جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی حالانکہ آپ کے سامنے نماز پڑھ رہا تھا۔ تمام ارکان نماز یعنی رکوع و سجود و قعدہ قومہ مکمل کر وگرنہ تو غیر فطرۃ اسلام پر مرجانا۔ اور اگر مکمل کرے گا تو درست اور صحیح ہوگی اور اگر نقص کیا تو اپنا ہی نقصان کیا۔ (ابوداؤد) گھٹنوں کو پکڑتا چاہیے یہ سنت ہے:

(قال عمر سنت لکم الرکب فامسکوا بالرکب قال عمر انما

السنة الاخذ بالرکب) (النسائی)

رکوع کرتے وقت ہاتھوں کو گھٹنوں پر مضبوطی سے رکھیں گے:

(راحتہ علی رکبته وجعل اصابعه اسقل من ذالک)

”ہتھیلیاں گھٹنوں پر انگلیاں نیچے کی طرف لٹکائیں ہوئیں۔“

ایک روایت میں اس طرح بھی ہے وَفَرَجَ اصَابِعُهُ گھٹنوں پر ہتھیلیاں رکھ کر انگلیاں نیچے کھول کر لٹکائی ہوئی تھیں۔

رکوع کرتے ہوئے تسبیحات طاق پڑھیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو زیادہ آپ کی نماز کے مشابہ ہو۔

(فحرد نافی رکوعه عشر تسبیحات و فی سجوده عشر

تسبیحات) (ابوداؤد، بحوالہ صلوا نور ستائی)

(۱) (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ) ”میرا رب پاک بڑا بزرگ ہے۔“ (ابوداؤد)

(۲) (سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي) (بخاری)

”پاک ہے تو اے اللہ! ہمارے پروردگار اپنی تعریفوں کے ساتھ اے اللہ مجھے

بخش دے۔“

(۳) (سُبُوْحُ قُدُوْسِ رَبِّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ) (ابوداؤد)

”پاک صفتوں والا پاک ذات والا جو فرشتوں اور جبریل کا مالک ہے۔“

(۴) (سُبْحَانَ ذِي الْجَبْرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ)

(ابوداؤد)

”ہم پاکیزگی بیان کرتے ہیں جو غلبہ والا حکومت والا بڑی ذات والا اور بڑی

عظمت والا ہے۔“

(۵) (اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ

سَمْعِيْ وَبَصْرِيْ وَمُخِيْ وَعَظْمِيْ وَعَصْبِيْ) (مسلم شریف بحوالہ

مشکوٰۃ ما یفراء بعد التکبیر)

”الہی میں نے تیرے سامنے رکوع کیا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور تیرے

لیے ہی میں مطیع ہوا تیرے سامنے میرے کان میری آنکھ میری ہڈیاں میرے

پٹھے اور میری ہڈی کا گودا بھی تیرے سامنے جھک گئے۔“

رکوع کے بعد حالت قیام ہے جب سر اٹھائیں گے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر اٹھیں گے

اور سیدھے اعتدال سے اطمینان کے ساتھ کھڑے ہو کر ادعیہ ماثورہ پڑھیں گے وہ

دعائیں مختلف ہیں جو احادیث نبوی کے مطابق ثبت کی جا رہی ہیں جو بھی باسانی پڑھ سکیں

پڑھیں ایک سے زائد بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(۱) (رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) (بخاری و مسلم)

”اے ہمارے مالک تیرے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں۔“

(۲) (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) (بخاری و مسلم)

”اے ہمارے مالک تیرے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں۔“

(۳) (اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) (بخاری و احمد)

”اے اللہ! ہمارے مالک تیرے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں۔“

(۴) (اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) (بخاری و احمد)

”اے اللہ! ہمارے مالک تیرے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں۔“

(۵) (اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلَّ السَّمَوَاتِ وَمِلَّءَ الْأَرْضِ وَمِثْلُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ) (بخاری و احمد)

”اے اللہ! ہمارے مالک تیرے لیے تمام تعریفیں ہیں آسمان و زمین بھر کر اور

ہر وہ چیز بھر کر جو تو چاہے اس کے بعد۔“

ہر وہ چیز بھر کر جو تو چاہے اس کے بعد۔“

(۶) (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ وَمُبَارَكًا عَلَيْهِ

كَمَا يُحِبُّ رَبَّنَا وَيَرْضَى) (بخاری)

”اے ہمارے مالک تیرے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں بہت سی تعریفیں پاکیزہ

اور بابرکت اور جن میں برکات ہیں اور جن تعریفوں کو تو پسند کرتا ہے اور ان

سے راضی ہے۔“

(۷) (لِرَبِّي الْحَمْدُ) (نسائی، ابو داؤد)

”اس کو بار بار دہراتے یہاں تک کہ قیام کی طرح لبا ہو جاتا۔“

قومہ قیام میں سے ہے اس میں طویل وقت تک کھڑے رہ کر ادعیہ مسنونہ پڑھیں آپ

نبی ﷺ اتنی دیر لبا قیام کرتے کہ بعض صحابہ کا گمان ہوتا کہ شاید آپ بھول گئے ہیں۔

آج ہماری حالت اس سے بالکل مختلف ہے ذرا بھر بھی رکوع کے بعد کھڑے نہیں

ہوتے بعض تو کمر بھی سیدھی نہیں کرتے رکوع سے ہی سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔ خدا سے

ڈریں اور اس کی بندگی کا حق ادا کریں۔

مقتدیوں کو جماعت میں حکم ہے کہ سمع اللہ لمن حمدہ جب امام صاحب کہیں تو وہ بھی سمع

اللہ لمن حمدہ کہہ کر کھڑے ہوں گے اور ادعیہ مسنونہ سے دعا پڑھیں گے جس آدمی کی تحمید فرشتوں کی تحمید کرنے کے موافق ہو جائے تو اس کے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

قوم کی تکمیل کے بعد تکبیر اللہ اکبر کہہ کر اب سجدہ کے لیے جھکیں گے تو دونوں ہاتھ زمین پر پہلے اکٹھے رکھیں یا دونوں گھٹنے اکٹھے زمین پر رکھیں گے احادیث مبارکہ کی روشنی میں اگر ایک ہاتھ اور ایک گھٹنا اکٹھے رکھے بعد میں دوسرے رکھے تو اس میں شک سے منع کر دیا گیا ہے کیونکہ اونٹ ایسے ہی بیٹھتا ہے۔

(۱) (عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا سجد احکم فلا یرک کما یرک البعیر والیضع یدیه قبل رکتیه) •

(ابوداؤد، نسائی، دارمی، نیل الاوطار، بلاغ المبین)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم سے کوئی بھی سجدہ کرے تو وہ ایسے سجدہ نہ کرے جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے اسے چاہیے کہ دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے رکھے۔“

(۲) (عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ قال رايت رسول اللہ ﷺ اذا سجد وضع رکتیه قبل یدیه واذا نهض رفع یدیه قبل رکتیه) (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، نیل الاوطار، بلاغ المبین)

”وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب کھڑے ہوتے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھاتے۔“

ان دونوں احادیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ دونوں ہاتھ یا دونوں گھٹنے زمین پر سجدہ جاتے ہوئے رکھیں گے جس طرح آسانی ہو مگر ایک ہاتھ اور ایک گھٹنا زمین پر ٹکا کر دوسرا

پھر رکھنا اس طرح اونٹ بیٹھتا ہے اس سے آپ نے منع فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کا حکم دیا گیا ہے وہ سات کی تفصیل اس طرح ہے۔

(امرت ان اسجد علی سبعة اعظم علی الجبهة و اشار بيده علی انفه و اليدين و الركبتين و اطراف القدمين و لانكفت الشباب و الشعر) (متفق علیہ)

”پیشانی اور ناک دونوں ہاتھ + دونوں گھٹنے + دونوں پاؤں زمین پر رکھیں گے اس کا نام سجدہ ہے اگر سر کے بال رکھے ہوئے ہیں یا کپڑا وغیرہ سر پر ہے تو اس کو بھی بند نہ کریں یا نہ روکیں وہ بھی تمہارے ساتھ سجدہ ریز ہو رہے ہیں۔“

سجدہ تو سات ہڈیوں پر ہوا مگر ہیئت ہاتھوں کی پاؤں کی یا چہرہ کہاں ہوگا گھٹنے تو بہر حال زمین پر ہی ہوں گے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں بھی ہیں پیٹ سجدہ میں کس طرح رکھیں گے بازو کی کیفیت وغیرہ وغیرہ۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھ اور اپنی دونوں کہنیاں زمین اور رانوں و گھٹنوں سے اوپر رکھ اور اپنی سپرین یعنی پیٹھ کو اٹھا کر رکھیں تاکہ پیٹ رانوں سے علیحدہ رہے۔

بغلوں سے بازو تھوڑا فاصلہ پر رکھیں تاکہ بازوؤں کے آر پار نظر جاسکے اور دوسری جانب سے سفیدی نظر آئے۔ (بخاری و مسلم)

اپنے بازو یعنی کہنیاں وغیرہ زمین پر نہ بچھائیں جس طرح کتاب یا کوئی دوسرا درندہ اپنے اگلے بازوؤں کو لٹا کر اس پر منہ رکھ کر بیٹھتا۔ (ولایہ الطہ احمد کم ذراعہ ابن ساط الکلب) نیز دونوں ہاتھ ساجد کو اپنے کندھوں کے برابر رکھنے چاہئیں یا اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے۔

(كان اذا سجد امكن أنفه وجبهته من الارض ونحى يديه عن

جنبه ووضع كفيه حذو منكبيه) (ابوداؤد، ترمذی نیل الاوطار)

”دونوں پیر کھڑے کر کے پیروں کو کھول کر قبلہ جانب رکھیں گے کیونکہ تمام

اعضاء جسم کو سجدہ ریز ہونا ہے اور تمام کا قبلہ سمت ہونا ضروری ہے۔“

(كان النبي ﷺ اذا اهوى الى الارض ساجدا احافى عضديه عن

ابطيه وفتح اصابع رجليه) (مختصرا ابوداؤد)

”دونوں پاؤں انگلیاں اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر قبلہ سمت رکھیں گے۔“

دونوں پاؤں کھڑے انگلیاں کھلی قبلہ سمت اور ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر زمین پر چمٹا کر

قبلہ سمت دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر یا چہرے کے دونوں طرف رکھ کر سجدہ کریں،

کمر اور تمام اعضاء تسلی اطمینان سے سجدہ ریزہ ہوں گے اور ادعیہ مسنونہ جو آتی ہیں ان

میں سے جو بآسانی پڑھ سکتے ہیں پڑھیں گے قریباً قریباً اندازاً اس مرتبہ کے لگ بھگ مگر

رکوع وجود میں قرآن مجید نہیں پڑھیں گے کیونکہ قرآن پڑھنے سے روک دیا گیا ہے

اور جو کسی دعا چاہتے ہیں۔ پڑھیں:

(۱) (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى)

”میرا رب پاک اور بہت بلند شان والا ہے۔“

(۲) (اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دَقَّةً وَجِلَّةً وَأَوْلَهُ وَآخِرَهُ وَعَاقِبَتَهُ

وَسِرَّةً)

”اے اللہ میرے! مجھے میرے چھوٹے اور بڑے اگلے اور پچھلے ظاہر اور

پوشیدہ گناہ معاف کر دے۔“

(۳) (سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ)

”فرشتوں اور جبریل کا رب تمام عیوب سے مبرا اور پاک ہے۔“

(۴) (سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي) (بخاری)

(۵) (اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي)

”اے میرے اللہ مجھے بخش دے۔“

(۶) (اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدُ وَجْهِي
لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَّرَهُ تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ
الْخَالِقِينَ)

”اے اللہ میں نے تیرے لیے ہی سجدہ کیا ہے اور تجھ پر ہی ایمان لایا ہوں اور
تیرا ہی مطیع ہوں اور تو ہی میرا مالک ہے میرا چہرہ بھی اس ذات کے لیے ہے
سجدہ ریز ہے جس نے اس کو پیدا کیا اور تصویر بنائی۔ بہترین تصویر بنائی اس
نے ہی کان سننے کے لیے اور آنکھیں دیکھنے کے لیے دیں بابرکت ہے وہ
ذات جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔“

(۷) (سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ)

”پاک ہے ذات یا برکات عظمتوں والی جو شہنشاہ ہے بلند بالا عزت والا ہے۔“

اگر یہ تمام دعائیں پڑھنا چاہیں تو پڑھ لیں مگر انفرادی طور پر اگر امام جماعت ہے تو
پھر مقتدیوں کا لحاظ رکھنا ہوگا کیونکہ ان میں مریض بھی ہیں عمر دراز بھی اور کاروباری بھی
میں تو وہ اکتا جائیں گے تھک جائیں اور پریشان ہوں گے اس لیے ان کا زیادہ خیال
رکھنا ہوگا۔ سجدہ مکمل کرنے کے بعد تکبیر اللہ اکبر کہیں گے اور بیٹھ جائیں گے اس کا طریقہ
یوں ہے کہ بائیں قدم کو دائیں طرف موڑ کر بچھائیں۔ کولہا اس پر رکھ لیں اور دائیں قدم کو
کھڑا کر کے انگلیاں قبلہ سمت موڑ کر رکھیں کیونکہ آپ ﷺ کی تعلیم ہے۔ (بخاری، مسند احمد،
نسائی) اس کا نام قعد ہے قعد قیام کی طرح تسلی سے کریں۔ کبھی کبھار آپ دونوں قدموں کو
کھڑا ہی رکھتے اور اسی طرح قعدہ کر لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد، مسلم)

دونوں سجدوں کے درمیان پڑھی جانے والی دعائیں۔

(۱) (اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ)

”اے میرے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت نصیب کر اور مجھے معاف کر دے اور مجھے رزق عطا کر۔“

(۲) (اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبِرْنِيْ وَارْقِعْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ)

”اے میرے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور میرے نقصان کی تلافی کر اور میرے عزت زیادہ کر اور مجھے ہدایت دے اور رزق عطا کر۔“

(۳) (رَبِّ اغْفِرْ لِيْ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ) (ابن ماجہ)

”اے میرے مالک مجھے بخش دے۔“

جونسی دعا باسانی پڑھ سکیں یا سب پڑھ سکیں تو یہ نماز پڑھنے والے پر انحصار ہے۔

اس کے بعد پھر تکبیر کہہ کر (یعنی اللہ اکبر) دوسرے سجدہ میں جائیں گے پہلے سجدہ کی طرح یہ دوسرا سجدہ بھی کریں اور دعائیں بھی پڑھیں دوسرا سجدہ مکمل ہوا تکبیر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھایا اور قعدہ کی طرح بیٹھ جائیں گے۔ تسلی سے دوسری رکعت کے لیے اٹھیں گے اب دوسری پہلی رکعت کی طرح ادا کریں گے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ثنا اور تعوذ نہیں پڑھیں گے وہ صرف رکعت اول میں ہی پڑھنا تھا اب دوسری تیسری یا چوتھی رکعت میں نہیں پڑھیں گے یہ تینوں رکعات کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ فاتحہ سے ہوگا۔

دوم سوم چہارم رکعات اول رکعت کی طرح رکوع وجود کریں گے۔“

دو رکعت مکمل ہونے پر تشہد میں بیٹھتا ہوتا ہے جس کا طریقہ یوں ہے اگر نماز کی صرف دو رکعت یا چار رکعت کا آخری تشہد ہیں۔ تو رک کر کے بیٹھیں گے یعنی بائیں پاؤں کو دائیں پاؤں کی پنڈلی کی طرف ران کے نیچے سے نکال کر سرین پر بیٹھ جائیں گے اور دائیں پاؤں

کو کھڑا کر کے انگلیاں کھلی بجانب قبلہ سمت ہوں گی دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر یا ران پر بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر یا ران پر اور دائیں ہاتھ کو بیٹھے ہی مٹھی بند کر کے درمیانی انگلی کا سر انگوٹھے کے شروع ہونے کی جگہ پر رکھیں گے شہادت کی انگلی کو سیدھا تیر کی طرح رکھیں گے اس کو کہتے ہیں تریپن کا ہندسہ بن گیا۔ اور اگر چار رکعت یا تین رکعت میں سے دو رکعت کے بعد تشہد یا التیحات کے لیے بیٹھتا ہے تو جس طرح دو سجدوں کے درمیان بیٹھا جاتا ہے ویسے بیٹھیں گے۔ یعنی بائیں پاؤں کو اٹھا کر سرین یا مقعد کے نیچے کر لیں گے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیں گے انگلی قلمہ سمت کھول کر رکھیں گے۔ جو حدیث شریف میں آتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

(ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قعد فی التشهد وضع یدہ الیسری علی رکتہ الیسری و وضع یدہ الیمنی علی رکتہ الیمنی و عقد ثلثا و خمسين و اشار بالسبایة و فی روایة و قبض اصابعہ کلھا و اشار بالتی تلی الابھام) (مسلم)

”التیحات پڑھتے تو اپنی شہادت کی انگلی جو پہلے سے کھڑی کی ہوئی تھی اس سے اشارہ کرتے اور متحرک نہ رکھتے۔“

آج کل کچھ لوگ مسلسل انگلی ہلاتے رہتے ہیں جو جمہور کے خلاف ہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ انگلی کو حرکت نہ دیتے تھے بلکہ دعا کے موقع پر صرف اشارہ کرتے:

(کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یشیر باصبعہ اذا دعا ولا یحرکھا)

(رواہ ابو داؤد والنسائی)

ابو داؤد میں یہ الفاظ ہیں ولا یجاوز بصرہ اشارتہ اپنی نگاہ انگلی سے نہ ہٹاتے تھے۔



التحيات

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جب کوئی بھی تم میں سے نماز ادا کرے تو یہ پڑھے جس کو تشهد یا التحيات کہتے ہیں۔

(۱) (التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ط أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ اعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو) (متفق عليه)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی سورتوں کی طرح التشهد یعنی التحيات کی تعلیم دیا کرتے تھے:

(۲) (بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ط أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ) (النسائی)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے التشهد کی تعلیم دی جبکہ آپ نے میرے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے رکھا تھا۔ قرآن مجید کی سورتوں کی طرح تعلیم دیا کرتے تھے:

(۳) (التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ط أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ - وَهُوَ بَيْنَ

ظہر اتنا فلما قبض قلنا السلام على النبي ﷺ (البخاری)

نبی ﷺ کی حیات طیبہ میں ہم السلام علیک ایہا النبی کہا کرتے تھے مگر جب آپ ﷺ اس دارِ فانی سے آخرت کی طرف کوچ فرما گئے تو ہم نبی ﷺ کے صحابہ السلام علی النبی کا کلمہ التحیات میں پڑھتے ہیں۔

دورِ کعت ولی نماز کے علاوہ اگر تین یا چار رکعت نماز کا اول التحیات ہوتا تو آپ انتہائی مختصر کرتے۔ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب اول دورِ کعت کے التحیات میں بیٹھتے تو اتنی جلدی کھڑے ہو جاتے گویا کہ آپ گرم پتھر پر بیٹھ گئے تھے۔

(عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال كان النبي ﷺ اذا جلس في الركعتين الاوليين كانه على الرضف حتى يقوم)

(ابوداؤد، ترمذی، نسائی، بلاغ المبین)

دوسری ایک روایت میں ان ہی سے روایت ہے (كان يقول من السنة اخفاء الشهد) ان مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ اول التحیات میں صرف التحیات پڑھنا چاہیے اور اگر کوئی دعا ادعیہ یا ثورہ سے پڑھنی چاہیں تو پڑھی جاسکتی ہے۔

درود شریف:

درود شریف پڑھنے کا یہ حکم نازل ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اللہ کے رسول ﷺ قرآن مجید میں آیت صلواتہ والسلام کا نزول ہوا ہے۔

ان الله وملائكته يصلون على النبي يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليماً (سورہ احزاب)

ہم سلام تو آپ پر پڑھتے ہیں جو التحیات میں ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ تو صلواتہ آپ پر کس طرح ادا کریں وہ کون سے الفاظ ہیں۔ نبی ﷺ نے اپنے شاگردانِ اکرام کو الصلوٰۃ کہنے کی تعلیم دی۔ مختلف روایات درج ذیل ہیں:

ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بشیر بن سعد فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا اللہ کے رسول اللہ ﷺ ہمیں اللہ کا حکم ملا ہے کہ آپ پر صلوٰۃ پڑھیں تو کیونکر کیسے پڑھیں؟ آپ خاموش ہو گئے اور پھر آپ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (مسلم)

حضرت ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ شاگردانِ رشید صحابہ کرام نے نبی ﷺ سے پوچھا اللہ کے رسول آپ پر درود پڑھنے کا طریقہ اور الفاظ کیا ہوں گے تو آپ نے فرمایا ان الفاظ کے ساتھ ادا کریں:

اللهم صلي على محمد وازواجه ووزرياته كما صليت على ابراهيم وبارك على محمد وازواجه ووزرياته كما باركت على ابراهيم انك حميد مجيد (متفق عليه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ پسند کرے کہ محشر کے دن میرا اعمال والا پیمانہ مکمل بھرا ہوا ہو تو اس کو چاہیے جب ہم اہل بیت پر درود پڑھے تو ان کلمات کے ساتھ ادا کرے:

اللهم صلي على محمد النبي الامي وازواجه امهات المؤمنين ووزريته واهل بيته كما صليت على ال ابراهيم انك حميد مجيد (ابوداؤد)

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ میرے ساتھ کعب بن عجرہ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ میں تمہیں ایک تحفہ ایسا دوں جو میں نے نبی ﷺ سے سنا

ہوا ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں وہ تحفہ مجھے ضرور دیں تو انہوں نے فرمایا ہم نے نبی ﷺ سے سوال کیا اور عرض کی اللہ کے رسول اللہ ﷺ کن الفاظ کے ساتھ ہم آپ پر اور اہل بیت پر صلوٰۃ پڑھیں۔ ہمیں آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ اور الفاظ تو اللہ تعالیٰ نے بتلائے اور سکھا دیئے ہیں تو جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا:

(اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ) (متفق عليه)

درود یا صلوٰۃ کے متعلقہ یہ تعلیم نبوی ہے اس کے علاوہ اگرچہ آج کل ہزاری/ ماہی/ مستانی کتنی قسم کے من گھڑت درود قبل یا بعد اذان چلتے پھرتے لوگ کہتے پڑھتے رہتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے بلکہ اختراعات دین ہیں۔ ان تمام قسم کی ایجادات درود و سلام سے گریز کریں اور سنت کے مطابق جو تعلیم ہے اس پر عمل کریں۔ اللہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

التحیات میں ادعیہ:

تَشْهِيْدُ يٰ اَلْحَيٰتِ اٰخِرٰى مِيْن بَعْدِ اَزْ دَرُوْدِ شَرِيْفٍ جُوْد عٰئِيْسٍ پڑھی جائیں گی یا جو آپ کی تعلیم ہے۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کائنات سے مروی ہے کہ آپ ﷺ التحیات میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

(اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وِفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَآْثِمِ وَمِنَ الْمَعْرُوْمِ) (متفق عليه)

ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ اہل بیت اور صحابہ کرام کو قرآن کی طرح یہ دعا سکھلایا کرتے تھے:

(اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ
الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَاءِ وَالْمَمَاتِ) (مسلم)

خليفة ثانی خسر رسول و اما د علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی دعا سکھا دیں جو نماز میں پڑھا کروں۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ کلمات کہا کرو:

(اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ
فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ)

(متفق عليه)

شہاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے:

(اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّباتِ فِي الْأَمْرِ وَالْعَزِيمَةَ عَلَى الرَّشِدِ
وَأَسْأَلُكَ شُكْرًا لِعَمَلِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيمًا وَ
لِسَانًا صَادِقًا وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعَلَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعَلَّمَ
وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعَلَّمَ) (احمد، نسائی)

مسلم شریف میں حدیث ہے کہ شہد اور سلام کے درمیان یہ کلمات کہا کرتے تھے:

(اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا
أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ ﴿٦﴾

يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قَلْبِي عَلَى طَاعَتِكَ ﴿٤﴾

ان کے علاوہ نمازی جو دعائیں پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے:

(ثم ليتخير من الدعاء اعجبه اليه فيدعو)

”قرآن و حدیث میں مختلف بے شمار دعائیں ہیں وہ پڑھ سکتا ہے کوئی چیز مانع

نہیں۔“

سلام پھیرنا:

(۱) التحیات آخری میں تشهد و درود اور دعاؤں کے بعد نماز سے فراغت حاصل کرنے

کے لیے دائیں اور بائیں دونوں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے الفاظ زبان

سے ادا کرتے ہوئے چہرے کو گھمائیں گے۔

(۲) صرف تھوڑا سا دائیں طرف چہرہ کو کر کے ایک ہی طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کہنے سے بھی نماز سے فراغت ہو جائے گی دونوں کے لیے احادیث کے دلائل

پیش ہیں۔

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یسلم عن یمینہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حتی

یری بیاض خدہ الایمن وعن یسارہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حتى یری بیاض خدہ الایسر) (رواہ ابو داؤد، الترمذی، النسائی،

رواہ ابن ماجہ عن عمار بن یاسر)

دونوں طرف سلام پھیرنے کے متعلق مسک الختام شرح بلوغ المرام کے حوالہ میں

تقریباً پندرہ آدمیوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا مختلف احادیث میں صحیحہ حسن اور ضعیف

اور متروک سب ہیں۔

ایک سلام پھیرنے پر دلیل:

(۱) (عن سهل بن سعد قال ان رسول الله ﷺ سلم تسليمة

واحدة تلقاء وجهه) (ابن ماجه)

”سهل بن سعد فرماتے ہیں نبی ﷺ نے ایک ہی سلام پھیر اپنے چہرے کے سامنے۔“

(۲) سلمہ ابن اکوع ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو دیکھا

ایک ہی سلام پھیرا:

(رأيت رسول الله ﷺ قسلا مرة واحدة) (ابن ماجه)

(۳) حضرت انس سے مروی ہے جو کہ ابن ابی شیبہ میں موجود ہے ان النسبی ﷺ

سلم تسليمة واحدة۔

(۴) حضرت حسن سے مروی ہے کہ

(نبی ﷺ ابو بکر الصديق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کانوا یسلمون

تسليمة واحدة)

(۵) کان انس بن مالك یسلم واحدة

(۶) ابن مرزبان کہتے ہیں میں نے ابن ابی یعلیٰ کی اقتدا میں نماز ادا کی تو انہوں نے

قسلم واحدة کہتے ہیں پھر میں جناب علی کی اقتدا میں نماز ادا کی تو انہوں نے

بھی ایک ہی سلام سے نماز ادا کی اس عمل کو بیان کرنے والے مختلف صحابہ اور

تابعین ہیں۔

ابی وائل، یحییٰ بن وثاب، عمر ابن عبدالعزیز، الحسن، ابن سیرین، قاسم بن محمد، سیدہ عائشہ

انس بن مالک، ابی العالیہ، ابی رجا، ابن ابی اوفی، ابن عمر، سعید بن جبیر، سوید، قیس بن ابی

حازم۔ (نیل الاوطار، بلاغ المبین، اول)

جس پر چاہیں عمل کریں۔

سلام پھیرتے ہوئے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا:

بعض لوگ نماز میں سلام پھیرتے ہوئے دائیں بائیں جانب ہاتھوں کو اٹھا کر سلام کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کو کیا ہو گیا کہ سرکش گھوڑوں کی طرح جیسے وہ دم ہلاتے ہیں تم ہاتھوں کو اٹھاتے یا ہلاتے ہو۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ جب نماز پڑھتے تو ہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ والسلام علیکم رحمۃ اللہ کہتے اور اپنے ہاتھوں سے دونوں طرف اشارہ کرتے۔ نبی ﷺ نے فرمایا تم اپنے ہاتھوں سے اشارے کیوں کرتے ہو؟ گویا کہ شریر گھوڑوں کی طرح جیسے وہ دم ہلاتے ہیں۔

(۱) (علام تؤمون بایدیکم کانھا اذناہ خیل شمس۔

انما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ یسلم علی اخیہ من علی یمینہ و شمالہ) (رواہ احمد و مسلم بحوالہ نیل الاوطار)

(۲) (کننا نصلی خلف رسول اللہ ﷺ فقال ما بال هولاء یسلمون بایدیہم کانھا اذناہ خیل شمس انما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ ثم یقول السلام علیکم السلام علیکم) (رواہ النسائی بحوالہ نیل الاوطار)

اس ممنوعہ حکم پر اگر آج بھی عمل دیکھنا ہو تو اہل تشیع کی نماز کا مشاہدہ کریں۔ بعض لوگ اس حدیث کو رفع یدین کے عمل پر منطبق کرتے ہیں وہ احادیث رسول اللہ کا علم نہیں رکھتے بس صبح سے شام تک ان کا دورہ حدیث ہوتا ہے۔ فقہ کو سبقتاً اور احادیث رسول کو ثمال کرمفتی بن جاتے ہیں حالانکہ یہ حدیث سلام پھیرتے وقت ہاتھوں کو اٹھانے سے منع کرتی ہے اور ائمہ حدیث نے التحیات کے بیان میں لا کر ثابت کر دیا کہ یہ رفع یدین کیلئے نہیں ہے اللہ عقل و دانش سے نوازے۔ آمین



سلام کے بعد ذکر و اذکار

نماز کا آغاز تکبیر تحریمہ اللہ اکبر سے ہوتا ہے اور نماز کا اختتام السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے ہو گیا نماز ہو چکی ہے اب اس کے بعد ذکر و وظائف ہیں جو پڑھنے چاہے جو آتے ہوں۔

جیسے ہی سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو اولاً بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا چاہیے جو نبی ﷺ کی سنت ہے۔ (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

اس کے بعد تین مرتبہ استغفر اللہ + استغفر اللہ + استغفر اللہ کہنا چاہیے اور آخری تیسری مرتبہ استغفر اللہ کو ذرا لمبا کر کے ادا کریں۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔

رَبِّ اَعْبَى عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ

مِنْكَ الْجَدُّ۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ الْبِعْمَةُ وَلَهُ

الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحُسْنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَكُوَسْرَةَ

الْكَافِرُونَ۔

اللهم انى اعوذ بك من الجبن و اعوذ بك من البخل و اعوذ بك من

ارذل العمر و اعوذ بك من فتنة الدنيا و عذاب القبر۔

سبحان اللہ تینتیس مرتبہ والحمد للہ تینس مرتبہ اللہ اکبر چونتیس مرتبہ پڑھیں۔ ﴿۹﴾
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى
 كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۰﴾ ایک مرتبہ پڑھیں۔
 آیہ الکرسی جو شخص ہر نماز فرض کے بعد پڑھتا ہے اسے جنت سے صرف موت
 روکتی ہے۔ جیسے ہی اس دنیا سے جائے گا سیدھا جنت میں جائے گا۔

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي
 السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ
 مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا
 شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ
 الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ ﴿۱۱﴾

﴿۱۲﴾ سورتین معوذتین۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس یہ
 اذکار ہر نماز کے بعد کے ہیں مگر کچھ ایسے وظائف ہیں جو صبح و شام کے متعلق ہیں۔

نماز صبح و شام کے بعد کی ادعیہ:

﴿۱﴾ مسلم تمہی فرماتے ہیں مجھے نبی ﷺ نے فرمایا لوگوں سے باتیں کرنے سے پہلے
 بعد نماز مغرب سات مرتبہ یہ کلمات کہہ لیا کر اَللّٰهُمَّ اجْرِنِي مِنَ النَّارِ (اے
 اللہ! مجھے دوزخ سے پناہ دے) اور ایسے ہی نماز صبح کے بعد بھی سات مرتبہ کہہ لیا
 کر۔ اگر اسی رات یا اسی دن تجھے موت آجائے جس دن و رات یہ کلمہ پڑھا تھا تو
 تیرے لیے دوزخ سے نجات لکھ دی جائے گی۔ (ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ)

﴿۲﴾ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جس کو احمد ابن ماجہ بیہقی نے فی الدعوات الکبیر
 میں اور مشکوٰۃ میں جامعہ الدعاء میں منقول ہے۔

(اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَ رِزْقًا طَيِّبًا) ایک مرتبہ

بعد از نماز فجر و شام پڑھنا چاہیے۔

”اے اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم کا سوال کرتا ہوں اور قبول کیے گئے عمل کا بھی سوال ہے اور پاکیزہ روزی بھی مانگتا ہوں۔“

حضرت ابان بن عثمان اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح و شام نمازوں کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھے گا اسے اس شب و روز کوئی چیز نقصان نہ پہنچائی گی۔

(بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاوٰتِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ)

”میں اللہ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں کہ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی آسمان و زمین میں اللہ تعالیٰ سننے والا ہے۔“

جب حضرت ابان بیان کر رہے تھے کہ لوگوں نے آپ کی طرف دیکھا کیونکہ آپ فالج کا شکار ہو چکے تھے تو آپ نے فرمایا اللہ کو منظور تھا اس دن میں نے یہ دعا پڑھی نہ تھی۔

(ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

علاوہ ازیں بہت سی دعائیں ہیں (الحزب المقبول، اسلامی وظائف) یا دیگر کتب سے رجوع کریں۔



نقشہ رکعات نماز

نمبر شمار	نام نماز	فرضوں سے اول نوافل	فرض	فرضوں کی بعد نوافل
۱	فجر	۲ رکعت	۲ فرض
۲	ظہر	۲ یا ۴ رکعت	۴ فرض	۲-۴ رکعت مؤکدہ
۳	عصر	۴ رکعت غیر مؤکدہ	۴ فرض
۴	مغرب	۲ رکعت غیر مؤکدہ	۳ فرض	۲ رکعت مؤکدہ
۵	عشاء	۴ فرض	۲/۴ یا ۲ مؤکدہ
۶	جمعہ	۲/۴ رکعت مؤکدہ	۲ فرض	۴/۲
۷	تہجد	۱۱/۹	مع وتر نماز نصف رات کے بعد پڑھی جاتی ہے۔	
۸	چاشت یا اشراق	۲/۴/۸ رکعت	فجر کی نماز پڑھ کر بیٹھے رہیں یہ نماز سورج نکلنے کے بعد ادا کی جاتی ہے۔	
۹	نماز ادابین	۲ رکعت	یہ نماز قبل زوال ادا کی جاتی ہے جبکہ اونٹ کے بچے کے پاؤں جلنے لگیں	
۱۰	نماز عیدین	۲ رکعت	صبح سویرے مگر دیگر نمازوں سے	
مختلف پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیریں کہیں گے اور ہر مرتبہ رفع یدین کرنا ہے اسی طرح دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہیں گے اور ہر تکبیر کیساتھ رفع یدین بھی کریں گے اور اس کے بعد قرأت کریں گے۔				

نمبر شمار	نام نماز	فرضوں سے اول نوافل	فرض	فرضوں کی بعد نوافل
				عید فطر سے اول کچھ کھاپی کر جائیں گے اور عید بقر پڑھ کر کھائیں پیئیں گے یہ سنت ہے۔ عید فطر جب پڑھنے کے لیے یا عید بقر ادا کرنے کے لیے نکلیں گے تو تکبیرات پڑھتے ہوئے جائیں گے میدان عید گاہ میں تکبیرات پڑھتے رہیں اور آمد و رفت میں اگر ممکن ہو تو راستہ تبدیل کریں گے۔
۱۱	نماز کسوف نماز خسوف	۲ رکعت	کسوف و خسوف کے دونوں لفظوں کا ایک ہی معنی ہے چاند یا سورج گرہن	
				ہونے پر پڑھی جاتی ہے۔ دونوں رکعات میں چھ/ آٹھ/ دس رکوع کئے جائیں گے اول مرتبہ سور فاتحہ پڑھی جائے گی پھر تلاوت کلام پاک اونچی آواز سے ہوگی۔ اس کے بعد ہر رکوع کے بعد صرف قرأت قرآن ہی ہوگی سورۃ فاتحہ کے بغیر سورۃ فاتحہ قیام میں ایک مرتبہ پڑھنی ہے ایک رکعت میں اس کے بعد دو/ تین/ چار رکوع/ پانچ رکوع جیسے مناسب ہوگا کریں گے۔ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قرأت قرآن اول رکعت کی طرح ہی رکوع اور قرأت کریں گے جب تک سورج یا چاند گرہن کھل نہیں جاتا۔
۱۲	نماز استسقاء	۲ رکعت	بلند آواز سے قرأت ہوگی نماز کے	
				بعد خطبہ اور خطبہ کے بعد دعا۔ دعا میں ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین کی طرف اور پشت آسمان کی طرف ہاتھوں کو کافی بلند رکھا جائے گا۔ اختتام دعا پر ہاتھوں کو چہرے پر مل لیا جائے گا اور چادر جو امام نے اپنے اوپر اوڑھ رکھی ہے اسکے نچلے سروں کو پکڑ کر اوپر لے جایا جائے گا اور اوپر والوں کو نیچے۔ یہ سنت ہے۔

نمبر شمار	نام نماز	فرضوں سے اول نوافل	فرض	فرضوں کی بعد نوافل
۱۳	نماز حاجت	۲ رکعت	عام نمازوں کی طرح پڑھ کر حمد و ثنا	
کے بعد درود شریف پڑھے اور اپنی ضرورت کے مطابق دعا کرے۔				
۱۴	نماز استغفار	۲ رکعت	پڑھ کر اپنے کیے ہوئے جرم کو یاد کر کے اپنے مالک سے معافی طلب کرے۔	
۱۵	تحیۃ المسجد	۲ رکعت	مسجد آئیں بیٹھنے سے قبل ادا کریں	
۱۶	تحسینۃ الوضو	۲ رکعت	جب وضو کریں اس کے بعد یہ نماز ادا کریں	
۱۷	نماز استخارہ	۲ رکعت	پڑھ کر دعائے استخارہ پڑھیں اور سو	
جائیں				
<p>اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ ارْضِنِي بِهِ۔ (بخاری)</p> <p>دو جگہ ان ہذا الامر آیا ہے ان دونوں جگہوں پر اپنی حاجت کا نام لینا ہوتا ہے۔</p>				
۱۸	نماز تسبیح	۴ رکعت	ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ تسبیح پڑھیں گے۔	

نمبر شمار	نام نماز	فرضوں سے اول نوافل	فرض	فرضوں کی بعد نوافل
				قیام میں قرأت کے بعد ۱۵ مرتبہ رکوع میں تسبیح کے بعد ۱۰ مرتبہ قومہ میں دعا کے بعد ۱۰ مرتبہ اول سجدہ میں ۱۰ مرتبہ قعدہ میں ۱۰ مرتبہ دوم سجدہ میں ۱۰ مرتبہ سجدہ سے سر اٹھا کر ۱۰ مرتبہ یہ کل ۵۷ مرتبہ ہوئی۔ ۳۰۰ تسبیح کہنی ہیں۔
				کلمہ تسبیح: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

نماز کی فرض رکعات کے بارے میں امت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ نماز فجر کے دو فرض، ظہر کی نماز کے چار فرض، نماز عصر کے چار فرض، نماز مغرب کے تین فرض اور عشاء کی نماز کے چار فرض ہیں۔ قریباً اس پر تمام امت اس پر متفق ہے۔

البتہ بعض سنتیں اور نوافل عملاً مختلف فیہ ہیں چنانچہ احادیث سے جو ثابت ہیں وہ درج ہیں۔ حدیث میں ہے من صلی اثنا عشرہ رکعۃ فی یوم ولیلۃ نبی اللہ یتانی الجنۃ جو شخص شب و روز میں بارہ رکعات ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ وہ اس طرح ہے ۴ ظہر اول ۲ ظہر کے بعد ۲ نماز مغرب کے بعد ۲ عشاء کی نماز کے بعد ۲ نماز فجر سے پہلے۔ (مسلم، ترمذی، مشکوٰۃ)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے نماز ظہر سے پہلے دو رکعت اور بعد ظہر دو رکعت، مغرب کے بعد گھر میں دو رکعت اور دو عشاء کے بعد گھر میں اور دو ہلکی ہلکی رکعتیں فجر سے پہلے ادا فرمائیں۔



فجر کی سنتیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفلوں میں سے کسی پر بھی اتنی محافظت نہ فرماتے جتنی فجر کی سنتوں پر فرماتے۔ (مشکوٰۃ، بخاری، مسلم)

دوسری حدیث میں ہے کہ فجر کی سنتیں دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں۔ (مشکوٰۃ)

گویا کہ فرض رکعات کے علاوہ تمام نوافل میں البتہ وہ رکعات جن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی کی ہے ہم انہیں سنت مؤکدہ کہتے ہیں اور فجر کی دو رکعت سب سے پہلے سنت مؤکدہ میں شمار ہوتی ہیں۔

ظہر کی سنتیں:

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ظہر سے پہلے اور بعد چار چار رکعت پر محافظت کی اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ حرام کر دی۔ (سنن ابن ماجہ)

دوسری حدیث میں ہے حضرت ابو ایوب انصاری بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار رکعت ظہر سے پہلے ایک ہی سلام سے یعنی اکٹھی چار رکعت ادا کرتا ہے تو ان رکعات کو آسمان پر لے جانے کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

گویا کہ ظہر سے پہلے اور بعد چار چار رکعات ثابت ہیں۔

عصر سے پہلے:

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

دوسری حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعات ادا فرماتے لیکن دو دو رکعت کر کے ادا فرماتے۔ (مشکوٰۃ)

تیسری حدیث حضرت علی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عصر سے پہلے دو رکعت ادا

فرمایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

عصر کے بعد کوئی نماز نہیں:

عصر کے بعد کوئی نماز نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

(لا صلوة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس ولا صلوة بعد العصر

حتى تغيب الشمس) (متفق علیہ)

”نماز فجر کے بعد کوئی نماز سورج طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد بھی کوئی نماز

نہیں غروب آفتاب تک۔“

عمر بن عتبہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حکماً منع فرمایا ہے۔

(صل صلوة الصبح ثم اقصر عن الصلوة حين تطلع الشمس

حتى ترتفع)

”نماز فجر ادا کر اور پھر سورج کے طلوع ہونے تک نماز سے رک جا حتی کہ سورج

بلند ہو جائے۔“

کیونکہ سورج کے طلوع ہونے کے وقت شیطان سامنے کھڑا ہو جاتا ہے سورج

پرست اس وقت سورج کی حقیقت میں شیطان کی پوجا کرتے ہیں پھر جب سورج بلند ہو

جائے تو بلاشبہ نوافل ادا کریں۔ فرشتے حاضر ہو جاتے ہیں اور جب سر پرلے جائے تب بھی

نماز سے رک جائیں کیونکہ اس وقت ایندھن جہنم میں ڈالا جاتا ہے پھر سایہ ڈھلنے کے بعد

ظہر عصر اور نوافل وغیرہ ادا کریں۔ جب سورج غروب ہو رہا ہے تب بھی نماز نہ پڑھیں

کیونکہ اب پھر شیطان سامنے کھڑا ہے اور پرستش کروا رہا ہے۔

طلوع آفتاب اور غروب آفتاب دو پہر جب سورج سر پر ہو ان تین وقتوں میں

عبادت نماز نہیں پڑھنی چاہیے ان اوقات کے علاوہ جب چاہیں نوافل ادا کریں کوئی

رکاوٹ نہیں ہے۔

مغرب سے پہلے دو رکعت:

حضرت انس سے مروی ہے کہ جب مؤذن مغرب کی اذان سے فارغ ہوتا ہے تو ہم ستونوں کی اوٹ میں جلدی کرتے تاکہ دو رکعت ادا کر لیں حتیٰ کہ مسافر آدمی سمجھتا کہ شاید نماز مغرب ادا ہو چکی ہے۔ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ہے جو عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھ لیا کریں دو مرتبہ فرمایا اور تیسری مرتبہ فرمایا جس کا جی چاہے پڑھ لے تاکہ ضروری نہ قرار پائے۔ (مشکوٰۃ)

بعد از مغرب:

نماز مغرب کے بعد دو رکعت نماز ہے جو صحیح ہے اس کے علاوہ چار اور چھ والی روایات ہیں۔ لیکن مرسل اور ضعیف ہیں۔

کچھ لوگ دو رکعت ہمیشہ بیٹھ کر ادا کرتے ہیں حالانکہ نوافل چار یا چھ بھی پڑھ لیں گے مگر ہمیشہ بیٹھ کر یہ مسنون طریقہ نہیں۔ نقلی عبادت جتنی چاہیے کریں مگر اس کو سنت کا درجہ نہ دیں۔

عشاء سے پہلے:

عشاء سے اولاً کوئی سنتیں نہیں ہیں یا درہے لوگوں نے ویسے بنا رکھی ہیں۔ ہاں تحیۃ المسجد یا تحیۃ الوضوء یا ویسے ہی نوافل ادا کرنا چاہیں تو کوئی حرج نہیں مگر نماز عشاء کی رکعات میں فرضوں سے پہلے کوئی سنتیں نہیں ہیں۔

عشاء کے بعد:

عشاء کے بعد دو رکعت ثابت ہیں ان کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ گھر میں تشریف لا کر اکثر چار یا چھ رکعت ادا فرمایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

خانہ کعبہ میں زوال نہیں:

صرف خانہ کعبہ بیت اللہ زوال سے مستثنیٰ ہے اس میں جس وقت چاہیں رات دن میں نوافل ادا کر سکتے ہیں کوئی پابندی اور رکاوٹ نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ)

جمعہ کے دن بھی دوپہر کو زوال نہیں:

ہفتہ کے غیر دنوں کے علاوہ جمعہ کے دن بارہ بجے یا جب سر پر سورج ہو زوال نہیں ہوتا اس وقت بھی نوافل ادا ہو سکتے ہیں۔ (مسند شافعی، مشکوٰۃ)

سنت مؤکدہ:

سنت مؤکدہ وہ سنتیں ہیں جن کو نبی ﷺ نے کبھی نہ چھوڑا ہو۔ اور جو کبھی کبھار چھوڑنے کا بھی ثبوت ہو وہ غیر مؤکدہ ہیں مگر نوافل اپنی مرضی سے کم یا زیادہ بھی کیے جاسکتے ہیں۔



مسافر کی نماز

مسافر کی نماز کو نماز قصر کہا جاتا ہے اس کے لیے سفر کی وجہ سے تخفیف اسلام میں ہے نماز فجر اور مغرب میں تخفیف نہیں چار رکعت والی نمازوں میں تخفیف ہو کر آدھی دو دو رکعت رہ جائے گی آپ نے فرمایا:

(فرض الله الصلوة على لسان نبيكم صلى الله عليه وسلم في الحضر اربعا
وفي السفر ركعتين وفي الخوف ركعة) (مشکوٰۃ)

”اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی زبانی تم پر نماز فرض کی ہے حضر میں چار رکعتیں اور سفر میں دو رکعتیں اور حالت جنگ میں ایک۔“
دوسری حدیث عبد اللہ بن عمر سے اس طرح مروی ہے:

(سن رسول الله ﷺ صلوة السفر ركعتين وهي تمام غير قصر
والوتر في السفر سنة) (مشکوٰۃ)

”سفر میں آپ نے دو رکعت مقرر فرمائی ہیں اور وہ پوری نماز ہے کم نہیں ہے
یعنی ثواب کم نہیں ہوگا اور وتر ادا کرنا سفر میں بھی سنت ہے۔“

نماز قصر کرنا افضل ہے:

نبی ﷺ نے فرمایا حضرت عمر فاروق کے سوال پر:

(صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته) (مسلم، مشکوٰۃ)

”یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے تمہارے لیے تو تم اللہ تعالیٰ کے انعام کو
قبول کرو۔“

مقیم گھر میں پوری نماز یعنی چار فرض ادا کرے گا اور مسافر سفر میں دو رکعت فرض ادا کرے گا جس کو نماز قصر سے موسوم کیا جاتا ہے۔

نماز قصر کتنے سفر میں ادا ہوگی:

نبی ﷺ نے سفر حج میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بشمول اہل مکہ نے منیٰ اور عرفات میں نماز قصر پڑھی اور پڑھائی جس پر آج بھی عمل ہے کسی صحابی یا اہل مکہ کو بقیہ نماز پڑھنے کے لیے نہیں کہا گیا۔ اہل مکہ بھی آپ کے ساتھ نماز قصر کرتے رہے۔ حالانکہ میدان عرفات مکہ مکرمہ سے قریباً نو دس میل کے فاصلہ پر ہے حاجی صاحبان اہل مکہ جب حج کے لیے جاتے ہیں تو منیٰ میں جا کر بھی نماز قصر ادا کرتے ہیں جو کہ مسافت میں تین چار میل ہے تو مقصد یہ ہوا کہ اگر سفر طویل ہے تو تین چار میل پر بھی دو گانہ شروع کر دیں وگرنہ نو دس میل پر تو ہے ہی ہے۔ اپنے گاؤں کی زمین سے نکل کر دو گانہ شروع کر دیں گے اگر مسافر نے طویل سفر سے ہمکنار ہونا ہے۔

کتنے دن قصر نماز ادا کریں گے:

نبی ﷺ حج کے لیے تشریف لے گئے تو آپ نے مکہ مکرمہ میں دس دن قیام کیا اور آپ نماز قصر ہی ادا کرتے رہے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)
فتح مکہ میں آپ نے انیس دن قیام کیا اور نماز قصر ہی ادا کرتے رہے۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

اسی طرح اگر مسافر زیادہ بھی رہے جس میں سفر ہی ہو تو زیادہ دن بھی قصر نماز ادا کرتا رہے کوئی حرج نہیں۔

سفر میں نوافل:

حضرت حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں دوران سفر جو مکہ مکرمہ کی طرف تھا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ آپ نے نمازِ ظہر کی دو رکعتیں جماعت کے ساتھ پڑھائیں اور اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ باہر جھانک کر دیکھا تو کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ اب یہ کیا پڑھ رہے ہیں تو میں نے عرض کیا جناب نماز نفل ادا کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر سنتیں یعنی نوافل پڑھنے ہوتے تو میں نماز پوری ادا کرتا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ اول ابو بکر الصدیق خلیفہ دوم ابا محترم عمر بن خطاب کے ساتھ خلیفہ مظلوم عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیے آپ نے اور آپ کے خلفاء نے دو رکعت سے زیادہ کبھی کوئی چیز نہیں پڑھی۔ (مشکوٰۃ بخاری و مسلم)

نمازِ قصر ادا کرنا اللہ رب العزت کا انعام ہے جسے قبول کرنا چاہے جو شخص رب کے انعام کو قبول و منظور نہیں کرتا درحقیقت وہ آدمی ناشکرا ہے اللہ تعالیٰ کی رخصت کو قبول کرتے ہوئے نمازِ قصر ہی بدون سنتیں نوافل ادا کریں۔

ہاں البتہ سفر میں نمازِ وتر ادا کریں کیونکہ فرمانِ نبوی ہے:

(سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوات السفر رکعتین وھما تمام غیر قصر
والوتر فی السفر سنة) (مشکوٰۃ)

”سفر میں دو رکعتیں نماز ادا کرنا مکمل نماز ہے جس کے بعد اجر و ثواب میں کمی نہیں ہوئی اور وتر نماز پڑھنا سفر میں سنت ہے۔“

صلوٰۃ الخوف:

خطرہ لاحق ہو خواہ جنگ یا دیگر کسی قسم کا تو اس وقت نماز ادا کرنا مشکل ہوتا ہے اس صورت میں اگر زمانہ جنگ ہے تو مجاہدین کو دو حصوں میں تقسیم کریں گے ایک حصہ امام نماز کی اقتداء میں ایک رکعت ادا کرے گا اور وہ دوسرے حصہ کی جگہ چلا جائے گا اور دوسرا حصہ امام صاحب کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔ امام صاحب کی دو رکعتیں نماز ہوگی اور مجاہدین کے ہر ایک حصہ کی دونوں میں سے ایک ایک رکعت نماز ہوگی جس کو نمازِ خوف کہتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

اور جنگ جاری ہے تو پھر مجاہد نمازی جس طرف بھی منہ ہے اسی طرف لڑائی لڑتے ہی اپنے سر سے اشارہ کر کے نماز کے کلمات زبان سے ادا کرتا نماز پڑھتا رہے گا۔ رکوع و سجود کی بھی ضرورت نہیں ہے وہ صرف سر کے اشارہ سے ہی کرتا رہے گا۔ (مشکوٰۃ)

نماز تہجد:

نفل نماز جو پنجگانہ نماز کے ساتھ ادا کی جاتی ہے اس کے تعین کے علاوہ رات کی نماز ہے جس کو کبھی قیام اللیل کبھی قیام رمضان یا تراویح یا نماز وتر بھی کہا گیا ہے یہ دراصل ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں جس کو عرف عام میں تہجد کہتے ہیں۔

یہ نماز نصف رات کے بعد ادا کی جاتی ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الْمُزْمِلُ ۝ قُمْ أَيْلًا إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَهُ أَوْ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۝

أَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ (سورہ مزمل)

(ومن الليل فتهجد به نافلة لك)

نبی ﷺ تو ہمیشہ تہجد ادا کیا کرتے تھے عبداللہ بن شقیق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ آپ ﷺ رات دن میں کتنے نوافل پڑھتے تھے تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا آپ چار رکعت گھر میں ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد گھر میں ادا کرتے تھے۔

مغرب کی نماز کے بعد آپ دو رکعت گھر میں نماز پڑھتے۔ عشاء کی نماز کے بعد بھی گھر میں دو رکعت پڑھتے پھر رات کے پچھلے حصہ میں آپ نیند سے اٹھ جاتے اور وتر سمیت نو رکعتیں پڑھتے۔ یہ نماز رات کی بہت لمبی کرتے زیادہ وقت کھڑے ہو کر ادا کرتے اور بیٹھ کر بھی نماز تہجد دیر تک ادا کرتے رہتے۔ پھر جب طلوع فجر ہوتی تو گھر میں ہلکی سی دو رکعت ادا فرماتے تمام پنجگانہ نماز کے فرض مسجد میں ہی ادا فرماتے تھے۔

(مشکوٰۃ، ابوداؤد)

فضیلت نماز تہجد:

پنجگانہ نماز کے متعلقہ بارہ نوافل کے علاوہ آپ نماز تہجد کا بہت اہتمام کیا کرتے اور

فرمایا:

(افضل الصلوة بعد المفروضة صلوة في جوف الليل) (مشکوٰۃ)

”فرض نمازوں کے بعد افضل نماز نماز تہجد ہے۔“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اشراف امتی حملة القران و اصحاب الليل) (مشکوٰۃ)

”میری امت میں مشرف و مکرم لوگ حافظ قرآن اور تہجد گزار ہیں۔“

بزرگی اور شرافت کی علامت حفظ قرآن اور تہجد ہے۔

حضرت ابو امامہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز تہجد اپنے اوپر لازم کر لو

کیونکہ یہ نیک لوگوں کی عادت ہے قرب الہی کا باعث اور گناہوں کو مٹانے والی ہے برائی سے روکتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے خوش ہوتا

ہے (۱) تہجد گزار (۲) پنجگانہ نماز باجماعت ادا کرنے والا (۳) مجاہد فی سبیل اللہ۔ (مشکوٰۃ)

عمر بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدھی رات کے بعد اللہ

تعالیٰ اپنے بندوں کے بہت قریب ہوتا ہے۔ اگر تمہیں اللہ توفیق دے تو اس وقت اللہ کو ضرور یاد کریں۔ (مشکوٰۃ)

یہ وہ وقت ہے جب رحمت الرحمن کی طرف سے آواز دی جاتی ہے مانگنے والو! مانگ

لو۔ رزق کے متلاشیو! اولاد کی چاہت کرنے والو! بیمار و اگر بیماری سے تلافی چاہتے ہو عرض

ہر ضرورت مند اپنی نیک خواہشات کے مطابق درخواست پیش کرے جو منظور کا وقت ہے۔

صلوا باللیل والناس نیام پر عمل کریں تدخلوا الجنة بسلام نصیب

ہوگا انشاء اللہ

”جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو۔ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ

۔۔۔

اگر اللہ تعالیٰ طاقت و توفیق دے تو نماز رات ادا کیا کریں۔

نماز وتر:

نماز وتر رات کی آخری نماز ہے اگر تھکا ماندہ آدمی ہے اور تہجد بھی ادا نہیں کی یا نماز تہجد تو پڑھنی ہے مگر ممکن ہے کہ تھکاوٹ کی وجہ سے آنکھ نہ کھلے تو رات کو ہی نماز عشا کے ساتھ نماز وتر ادا کر لینی چاہیے۔ الوتر رکعة من آخر الليل (مشکوٰۃ) نماز وتر ایک رکعت ہے جو آخری حصہ رات میں ادا کی جاتی ہے مگر کبھی کبھی ایک رکعت سے زائد بھی نماز وتر ثابت ہیں یعنی تین رکعت پانچ رکعت سات یا نو رکعت۔

ایک رکعت ادا کریں گے ایک ہی قیام اور رکوع بھی ایک دو سجدوں کے بعد التیحات بیٹھ کر سلام پھیر لیں گے۔ مگر تین پانچ سات رکعت والی نماز وتر میں آخری رکعت میں یعنی تیسری پانچویں ساتویں رکعت میں التیحات بیٹھیں گے درمیان دو رکعت کے بعد یا یا چار رکعت کے بعد التیحات نہیں بیٹھیں گے اور آخر میں سلام پھیریں گے۔ (مشکوٰۃ)

اول رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اعلیٰ دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد کافرون اور تیسری میں فاتحہ کے بعد اخلاص پڑھیں یا آخری تین قل پڑھ لیں گے۔

نو وتر اگر پڑھیں گے تو ان میں دو التیحات ہوں گے آٹھویں رکعت میں پہلا التیحات اور نویں رکعت میں آخری اور دوسرا التیحات پڑھ کر سلام پھیریں گے۔ (مشکوٰۃ)

وتر نماز سنت ہے فرض نہیں:

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

ليس الوتر بحتم كهينة المكتوبة ولكن سنة سنها رسول

الله ﷺ (نسائي، ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل اللہ ﷺ نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی۔ (۱) ہر ماہ تین روزے رکھنا (۲) دو رکعت نماز چاشت ادا کرنا (۳) سونے سے پہلے وتر نماز ادا کرنا۔ (ابوداؤد)

اگر کوئی آدمی نماز وتر بھول جائے یا نیند کی وجہ سے رہ جائے تو پھر صبح ہونے پر یا جب یاد آ جائے ادا کر لے۔ (ابن ماجہ، ترمذی، ابوداؤد)

نماز وتر میں آخر رکعت میں دعائے قنوت پڑھے گا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ رکوع سے قبل دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

دعائے قنوت قبل رکوع:

(۱) عن ابی بن کعب ان رسول الله ﷺ قنت فی الوتر قبل

الرکوع (ابوداؤد باب القون فی الوتر)

(۲) عن ابی بن کعب ان رسول الله ﷺ قنت یعنی فی الوتر قبل

الرکوع (ابوداؤد باب القون فی الوتر)

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں جو قاری القرآن ہیں اور عمر بن خطاب کے زمانے میں تراویح نماز کے امام تھے کہ نبی ﷺ رکوع سے قبل دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

دعائے قنوت:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّيْنِيْ فِيمَنْ

تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيمَا اَعْطَيْتَ وَرَقِبْنِيْ شَرًّا مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ

وَلَا يُقْضَىٰ عَلَيْكَ اِنَّهُ لَا يُدْبَلُ مِنْ وَاٰلَيْتَ وَلَا يَعْزُزُ مَنْ عَادَيْتَ

تَبَارَكَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيَّ

النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

اس کے علاوہ بھی دیگر دعائیں ہیں مگر وہ مختلف مواقع پر ہیں۔

۱ لیکر شدہ کلمہ ابن حجر نے تلخیص میں امام نووی نے خلاصہ میں امام بیہقی نے لکھا ہے۔ (بحوالہ باغ المؤمنین جلد اول)

۲ قیام اللیل میں سیدنا عمر بن خطاب کا بیان ہے کہ دعائیہ کلمات زیادہ بھی کہے جا سکتے ہیں۔

۳ علامہ ابن حجر نے تخریج احادیث اذکار نووی میں ذکر کیا ہے۔ (نسائی میں یہ کلمہ ہے)

دعائے قنوت بعد از رکوع:

(وعن علی بن ابی طالبؓ انه كان لا يقنت الا في النصف الآخر من رمضان)

وكان يقنت بعد الركوع (ترمذی باب ماجاء فی القنوت)

”امیر المؤمنین علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ آ خر رمضان رکوع کے بعد قنوت پڑھا کرتے تھے۔“

دعائے قنوت میں ہاتھوں کا نہ اٹھانا:

حضرت انس بن مالکؓ خادم رسول اللہ ﷺ روایت کرتے ہیں:

(ان النبى ﷺ كان لا يرفع يديه فى شئى من رعايه الا عند

الاستسقاء فانه كان يرفع يديه حتى يرى بياض ابطيه الى آخره)

(نسائی، ترك رفع اليدين فى الدعاء فى الوتر، ابن ماجه باب من كان

لا يرفع يديه فى القنوت)

”فرمایا نبی ﷺ نے نماز استسقاء یا دعائے استسقاء کے علاوہ ہاتھ اٹھا کر دعائے

فرماتے تھے۔“

مذکورہ بالا عبارات سے یہ بات واضح ہوئی کہ قبل رکوع، بعد رکوع دعائے قنوت

پڑھنا درست ہے۔ ہاتھ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں یہ بھی درست ہے۔

قبل اور بعد الركوع دعائے قنوت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ان سے پوچھا گیا کہ دعائے قنوت رکوع سے پہلے یا بعد پڑھیں تو آپ نے فرمایا:

(قنوت رسول اللہ بعد الركوع وقال كنا تقنت قبل الركوع وبعد

الركوع) (ابن ماجہ)

نماز وتر کے بعد جیسے ہی سلام پھیریں گے تو دیگر نمازوں میں اللہ اکبر، استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ بلند آواز سے کہتے ہیں۔ مگر نماز وتر کے بعد تسبیح پڑھیں گے وہ تسبیح ہے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ تین مرتبہ کہیں گے تیسری اور آخر مرتبہ آواز کو پہلے سے زیادہ اونچی اور کھینچ کر کہیں گے۔

یمد صوتہ فی الثالثة ویرفع۔ (نسائی)

”اس طرح یہ ہی سنت ہے اور اس کے بعد جو بھی ذکر کرنا چاہیں کریں۔“

نماز میں حرکات و سکنات:

اگر کوئی شخص مسجد میں آئے اور مسجد میں باجماعت یا انفرادی طور پر کوئی نماز پڑھ رہا ہے تو مسجد میں آنے والے نے السلام علیکم کہا تو نمازی اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے جواب دے گا بدوں الفاظ زبان۔

صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے تو میں نے کہا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ اِشَارَةً۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہ سلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو یصلی فرد علیہ جابر سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ (نسائی)

نمازی نماز ادا کر رہا ہے سجدہ میں جاتے ہوئے اس نے اگر زمین پر ہاتھ پھیر کر وہاں سے کنکریاں ہٹالیں تو کوئی حرج نہیں۔ (نسائی)

سانپ بچھو کو نماز میں مارنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ دو سیاہ چیزوں کو قتل کر دیں۔ (۱) سانپ (۲) بچھو۔ (امر یقتل الا سودین فی الصلوة) (نسائی)

بچوں کو نماز پڑھتے ہوئے اٹھانا:

ابوقادہ سے روایت ہے کہ آپ اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو نماز میں ہی اٹھا رکھتے تھے۔

(۱) (ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی وهو حامل امامة فاذا سجد وضعها واذا قام رفعها)

(۲) (عن ابی قتادة قال رايت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یؤم الناس وهو حامل امامة بنت ابی العاص علی عاتقه فاذا ركع وضعها فاذا فرغ من سجوده اعادها) (نسائی)

”آپ اپنے کندھے پر سوار کر لیا کرتے تھے حالانکہ آپ لوگوں کی امامت کروا رہے ہوتے۔“

نماز میں اگر قبلہ سمت ہو تو دروازہ کھول دینا:

یہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے دروازہ کھولنے کے لیے دستک دی تو آپ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ یہ آپ کی گھر میں نقلی نماز تھی۔ اگر دائیں بائیں میں تھوڑا زیادہ مصلی سے ہونا پڑے تو کوئی حرج نہیں۔

(عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت استفتح الباب ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی)

تطوعا والباب على القبلة فمشى عن يمينه أو عن يساره فتح الباب
ثم رجع الى مصلاه (نسائي)

نماز میں ہلکا سا کھانسا:

حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں آپ کے پاس آیا کرتا تھا ایک وقت جب میں آتا
اگر فارغ آپ ﷺ ہوتے تو اجازت دیتے اور اگر نماز میں ہوتے تو آہستہ کھنکھارہ
مارتے میں سمجھ جاتا اور اندر آ جاتا۔

(عن علی قال كان لي من رسول الله ﷺ ساعة اتيته فيها فاذا
اتيته استاذنت ان وجدته يصلي فتخنع دخلت وان وجدته فارغا
اذن لي) (نسائي)



امامتِ نماز

اکیلے نماز پڑھنے سے جماعت میں نماز ادا کرنے سے درجات کا زیادہ بدلہ ملتا ہے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ترمذی میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

(من صلی اربعین یوما الصلوات فی جماعة لاتفوتہ تکبیرة
الاحرام کتب اللہ له براتین براءة من النفاق و براءة من النار)

(احیاء العلوم امام غزالی)

”تکبیر اوّلی کے ساتھ مقتدی مل جائے تو اللہ تعالیٰ منافقت سے بچالیتا ہے اور نارِ
جہنم سے محفوظ کر دیتا ہے بشرط کہ چالیس دن تکبیر اوّلی نہ فوت ہونے پائے۔“

اسی طرح جامع مسجد میں ادا کرنے سے پچاس نمازوں کا زیادہ ثواب نصیب ہوتا ہے۔
امام نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ سے بہتر آدمی کو امام بنائیں کیونکہ یہ نمازیوں اور اللہ تعالیٰ
کے درمیان سفیر کی حیثیت رکھتا ہے یہ حدیث ابن عباس سے مروی ہے:

(اجعلوا انتمکم خیار کم فانہم وفد کم فیما بینکم و بین ربکم)

(دارقطنی بحوالہ نیل الاوطار)

بہتر امام کی صفتیں کیا ہوں تو اس کے لیے عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یوم القوم اقرأوہم بکتاب اللہ فان كانوا فی القراءة سوا فاعلہم

بالسنة فان كانوا فی السنة سواء فاقد مہم ہجرة فان كانوا فی

الہجرة سواء فاقد مہم سنة ولا یؤمن الرجل الرجل فی سلطانه

ولا یقعد فی بیتہ علی تکرمتہ الا باذنه) (احمد مسلم بحوالہ نیل

الاولطار' ابو داؤد)

عالم بالقرآن امامت کا زیادہ حق دار ہے اگر قرآن کی تعلیم میں بہت سے ساتھی موجود ہیں۔

تو عالم کتاب والنتہ کو پیش امام بنایا جائے گا اگر یہ بھی برابر ہیں۔

نہ ہر جو حجرۃ میں مہاجر ہے یعنی المہاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ منہبات سے رکنے والا۔

اگر عالم القرآن والنتہ میں برابری اور تقویٰ میں بھی یکسانیت ہے تو پھر

عمر رسیدہ کو امام بنایا جائے گا۔

یہ پانچ وصف ہیں جو امام کے بہتر ہونے کی دلیل ہیں جس میں پائے جائیں وہ امام نماز بنائیں۔

کوئی آدمی کہیں اگر مہمان جائے تو جماعت کرنے کے لیے مصلیٰ پر خود بخود نہ بڑھ جائے یہ بھی منع ہے۔ ہاں اگر میزبان اجازت دے تو ٹھیک ہے۔

کسی کی مسند پر بدوں اجازت صاحب مسند بیٹھنا بھی منع ہے۔

غلام اور نابینے کی امامت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے بعد یعنی جب آپ سفر میں جاتے تو دو دفعہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر امیر مقرر کیا تو آپ مسجد نبوی میں امامت کے فرائض سر انجام دیتے رہیں حالانکہ آپ نابینا تھے۔ استخلف ابن ام مکتوم علی المدینۃ مرتین یصلی بہم وهو اعمی۔ (رواہ احمد و ابو داؤد)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مہاجرین ابتداء میں نبی ﷺ سے مدینہ میں آئے تھے اس وقت حضرت سالم جو ابو حذیفہ کے غلام تھے وہ نمازیں پڑھایا کرتے تھے کیونکہ وہ ہی ان سب سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا تھا۔

(كان يؤمهم سالم مولى ابى حذيفة وكان اكثرهم قرانا وكان
فيهم عمر بن الخطاب و ابو سلمة بن عبدالاسد)

(البخارى و ابو داؤد)

ابوملکیتہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مدینہ کے بالائی علاقہ کی طرف سے آئے تھے ان کے
ساتھ عبید بن عمر اور مسور بن محزمہ اور بہت سے لوگ تھے ابو عمر جو سیدہ عائشہ صدیقہ کے
غلام تھے ابھی آزاد نہیں ہوئے تھے وہ امامت کرواتے تھے۔ (نیل الاوطار)
اسی طرح سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی امامت کرواتے تھے نماز تراویح کی قرآن مجید
دیکھ کر پڑھا کرتے تھے۔

(فكان يؤمها فى رمضان فى المصحف) (نیل الاوطار)

امامت فاسق و فاجر کی:

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امیر فاجر ہو یا متکبر ہر ایک کے ساتھ مل کر
جہاد کریں اور نماز امام کے ساتھ پڑھیں خواہ نیک ہو یا بد اگرچہ اس سے فعل کبیرہ بھی سرزد
ہو گیا ہو۔ (ابوداؤد دارقطنی، نیل الاوطار)

(الجهاد واجب عليكم مع كل أمير برأ كان او فاجرا و الصلوة

واجبة عليكم خلف كل مسلم برا كان او فاجرا وان عمل الكباثر)

عبدالکریم البرکائی فرماتے ہیں کہ میری ملاقات دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہوئی ہے وہ تمام:

(كلهم يصلى خلف ائمة الجور) (رواة البخارى فى تاريخه

بحوالہ نیل الاوطار)

”ظالم ائمہ کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔“

(وقال صلى الله ﷺ للرجلين الذين لم يصليا معه اذا صليتما فى

رحالكما ثم اتيتما مسجد جماعة فصليا معهم فانها لكما ناقلة

(سنن و ابن خزیمہ) و كان ماتحت هذا في الحجة الوداع أو آخر حياة النبي ﷺ امره لمن ادرك الائمة الذين يانون يعده و يؤخرون الصلوة عن ميقاتها ان يصلوها في بيوتهم في الوقت ثم يجعلونها معهم ناقلة (نيل الاوطار)

”ایسا وقت آجائے گا امام وقت و بوقت نماز ادا کریں گے تو تم اپنے گھروں میں نماز ادا کر لینا اور امام کے ساتھ جماعت میں بھی شامل ہو جانا تا کہ اختلاف نہ ہو جائے۔“

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجج بن یوسف کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور حضرت ابو سعید خدری مروان بن حکم کی امامت میں نماز پڑھتے تھے۔

آپ ﷺ کے اس فرمان کو نظر میں رکھتے ہوئے باجماعت نماز پڑھتے تھے:

(صلوا خلف من قال لا اله الا الله و صلوا على من قال لا اله الا الله) (دارقطنی)

عورت کی امامت:

مسند حاکم میں ابن عباس سے اس باب کے تحت (لا تؤمنن امرأة رجلاً) حدیث بیان کی ہے انّ المرأة لا تؤم الرجل عورت مردوں کی امامت نہ کرے کیونکہ عورت مرد کی سردار نہیں ہو سکتی نہ یہ اذان دے سکتی ہے نہ امامت کروا سکتی ہے اس کی آواز پر بھی پردہ ہے۔ عورت اپنے گھر میں مستورات کی جماعت کروا سکتی ہے۔

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر میں نماز کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا ان تؤم اهل دارها آپ اپنے گھر میں اہل دار کی جماعت کروا لیں۔

نابالغ بچہ کی امامت:

عمر بن سلمہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے بعد لوگ بکثرت مسلمان ہونے شروع

ہوئے تو میری قوم بھی مسلمان ہوگی۔ وہ مسلمان ہو کر واپس آئے تو آپ کی تعلیم کے مطابق اذان دی جائے اور نماز پڑھی جائے اور امامت زیادہ پڑھا ہوا کرے پوری قوم میں نظر دوڑائی گئی تو مجھ سے زیادہ قاری کوئی نظر نہ آیا اس وقت میری عمر چھ سات سال کی تھی اور میں ایک ہی کرتہ پہنا کرتا تھا اس وقت مجھے میری قوم نے اپنا امام بنا لیا میرے زیادہ قرآن کو جاننے کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تجارت کی غرض سے یہاں سے گزرتے اور تلاوت کرتے تو میں وہ سن کر یاد کر لیا کرتا تھا۔ ایک دن دوران نماز ہوا کا جھونکا ایسا آیا کہ میرے کرتے کے پچھلے حصہ کو الٹ کر میرے سر پر کر دیا اور میرے چوڑے ننگے ہو گئے تو ایک راہ گزر بی بی کہنے لگی کہ اپنے قاری کے چوڑے تو ہم سے چھپالیں۔ اس کے بعد نمازیوں نے چندہ اکٹھا کیا اور میرے لیے کپڑوں کا جوڑا خریدا جو مجھے پہنایا گیا۔ ایسی خوشی کبھی نہیں ہوئی جو اس دن نئے کپڑے ملنے پر مجھے ہوئی۔ (ابوداؤد ذیل الاوطار)

مسافر کی امامت اور مدت نماز قصر:

عمران بن حصین سے روایت ہے نبی ﷺ سفر میں دو دور کعتیں سوائے مغرب کے پڑھا کرتے تھے۔ واپسی مدینہ میں آنے تک فتح مکہ کے زمانہ میں آپ نے اٹھارہ دن قیام کیا۔ اس دوران آپ دو دور کعتیں ہی ادا کرتے رہے اور آپ فرماتے مکہ مکرمہ کے رہائشیوں تم کھڑے ہو کر دو کعتیں بقیہ ادا کر لو کیونکہ ہم مسافر ہیں ہم نے دو ہی پڑھنی ہیں۔

(وعن عمرانہ کان اذا قدم مکة صلی بہم رکعتین ثم قال یاہل مکة اتمروا صلواتکم فاتا قوم سفر) (الموطا' نیل الاوطار' مسند احمد)

مسافر کی مقیم کی اقتداء میں نماز:

موکی بن سلمہ کہتے ہیں:

(انا اذا کنا معکم صلینا اربعا واذا رجعنا صلینا رکعتین)

”جب ہم امام مقامی کے ساتھ نماز پڑھیں گے تو چار اور اگر اکیلے ادا کریں گے تو دو رکعت۔“

امام اور مقتدی کی نماز میں اختلاف:

(عن جابر بن عبد الله ان معاذاً كان يصلي مع النبي ﷺ عشاء الاخرة ثم يرجع الى قومه فيصلي بهم تلك الصلوة. متفق عليه، رواه الشافعي و دارقطنى وزاد هي انه تطوعَ وَهُمْ مَكْتُوبَةَ الْعُشَاءِ) (بحوالہ نیل الاوطار)

”حضرت جابر بن عبد الله فرماتے ہیں کہ معاذ بن عبد الله کی اقتدا میں نماز عشاء ادا کرنے اور پھر جا کر اپنی قوم میں اسی نماز کی امامت کرواتے وہ نماز لوگوں کی فرض ہوتی اور معاذ کی نقلی نماز ہوتی تھی۔“

امام متیم اور مقتدی متوضی:

ذات سلاسل کے زمانہ کی بات ہے کہ عبد اللہ بن عباس کے ہمراہیوں نے حضرت ابن عباس کو امامت کے لیے کہا کیونکہ نبی ﷺ کا عزیز تھا اور آپ ہی امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ایک دن نماز پڑھا کر مسکرا دیے اور کہا آج میں جنبی تھا ایک اپنی رومی لونڈی سے مباشرت کی تھی اور حالت جنبی میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے غسل نہیں بلکہ تیمم کیا ہے۔ (نیل الاوطار)

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

(انه احتلم في ليلة باردة فتيم ثم صلى باصحابه صلوة الصبح. فلما قدموا على النبي ﷺ ذكروا ذلك له. فقال يا عمرو و صليت باصحابك وانت جنب؟ فقال ذكرت قول الله ولا تقتلوا انفسكم فضحك رسول الله ﷺ ولم يقل شيئاً) (نیل الاوطار)

”دوران سفر شدت سرما کا موسم تھا کہ عظیم جرنیل کو احتلام ہو گیا آپ نے سردی سے نپنے کے لیے غسل نہ وضو کیا بلکہ تیمم کر لیا اور اپنے سپاہ کو نماز فجر کی امامت کروائی۔ واپسی پر آپ سے تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حالت جنبی میں تم نے اپنے فوج کی امامت کروادی۔ تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عرض کی فرمان رحمان ہے کہ خود کو قتل نہ کرو۔ آپ مسکرا کر چپ رہے اور کچھ نہ کہا۔ اس حدیث کو حدیث تقریر کہتے ہیں یہ بھی قابل حجت ہے۔“

امام ضامن ہے:

سبل بن سعد سے مروی ہے کہ آپ فرمایا:

(الْأَمَامُ ضَامِنٌ فَإِذَا أَحْسَنَ فَلَهُ وَلَهُمْ وَإِنْ أَسَأَ فَعَلَيْهِ يَعْنِي وَلَا

عَلَيْهِمْ) (ابن ماجہ، احمد، البخاری بحوالہ نیل الاوطار)

اگر نماز صحیح درست پڑھائے گا تو اسے بھی ثواب اور مقتدیوں کو بھی ہوگا اور غلط عقیدے اور نماز درست نہ پڑھائی تو اس کا وبال امام کو ہوگا بدوں مقتدیوں کے ابن عمر سے روایت ہے انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی حالانکہ وہ جنبی تھے مگر ان کو معلوم نہ تھا۔ علم ہونے کے بعد آپ نے نماز دہرائی اور مقتدیوں نے نماز نہ دہرائی۔

(إِنَّهُ صَلَّى بِالنَّاسِ وَهُوَ جُنُبٌ وَلَمْ يَعْلَمْ فَأَعَادَ وَلَمْ يَعِيدُوا)

(نیل الاوطار)

”معلوم ہونے پر امام تو اپنی نماز دہرائے گا مگر مقتدیوں کی نماز مکمل اور پوری ہوگی۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ التحیۃ والسلام نے فرمایا:

(يصلون بكم فان صابوا فلکم ولهم وان اخطوا فلکم وعليهم)

(رواد احمد و البخاری)

امام تمہیں نماز پر ہائے اگر نماز صحیح سنت اور وقت کے مطابق ادا کریں تمہیں بھی اور امام صاحبان کو بھی اجر ملے گا اور اگر امام غلطی کریں یا خلاف شریعت معمولات ادا کریں تو تمہیں تمہاری نماز کا اجر ملے گا مگر وہی نماز ان کے لیے وبال جان بن جائے گی۔

(بحوالہ نیل الاوطار)

(لا یزال الرجل علما ما طلب العلم فاذا ظن أنه قد علم فقد جهل)

(حدیث شریف)

”جب تک علم کی جستجو میں ہے وہ عالم ہے جب دل میں خیال آیا کہ میں عالم بن گیا ہوں تو وہ جاہل ہے۔“



رکوع کی رکعت

رکوع کی رکعت ہو جانے پر کچھ لوگ قائل و عامل ہیں اور کچھ مناظرانہ اذہان رکھنے والے حضرات رکعت رکوع کا انکار لا صلواة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب پڑھ کر اور سنا کر قیام فرض کہہ کر دیگر احادیث جن سے رکوع کی رکعت ہونے کے دلائل ہیں ضعیف و شاذ کہہ کر ٹھکرادیتے ہیں۔

حالانکہ فرضیت فاتحہ کا قیام میں کسی کو بھی کلام نہیں ہے مگر حالات قیام کے بعد امام رکوع میں چلا گیا۔ حالت تبدیل ہونے سے عمل بھی تبدیل ہو گیا حالت رکوع میں مقتدی شامل جماعت ہوا۔ اس وقت اس کی وہ رکعت ہوگی یا کہ نہیں؟

(عن ابی بکرۃ انه انتهى الى النبي ﷺ وهو راكع فركع قبل ان يصل الى الصف ثم مشى الى الصف وذكر للنبي ﷺ فقال اله النبي ﷺ زادك الله حرصا ولا تعد) (البخاری، ابوداؤد)

”ابوبکرؓ ایک دن دوڑ کر حالت رکوع میں ہی چلتے ہوئے صف میں ملے سلام کے بعد آپ نے فرمایا اللہ تیری حرص کو زیادہ کرے مت لانا نماز کو۔“

اس حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابوبکرؓ جو دوڑ کر حالت رکوع میں آئے ہیں ان کا یہ عمل اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ مدرک رکوع کو مدرک رکعت مانتے تھے اس لیے آئے وگرنہ نماز کے کسی حصہ میں بھی شریک ہو جانے کا ثواب تھا۔ بعد سلام کے جب یہ فرمایا کہ زادك الله حرصا وہاں فرماتے جیسے آپ کی عادت مبارک تھی کہ دوبارہ پڑھ تیری نماز نہیں۔ تین تین مرتبہ فرمایا جلدی جلدی پڑھنے والے کو پیچھے صف کے اکیلے ادا

کرنے والے کو بھی فرمایا تیری نماز نہیں تیری نماز نہیں۔ ابوبکرہ کے لیے تو آپ کی زیادتی کی دعا ہے۔

اور سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں میں دوڑ کر اس لیے ملا تھا تا کہ میری رکعت رکوع کی ہو جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رکعت رکوع کے قائل و عامل تھے ان کا عمل واضح آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔

معمول صحابہ کرام کے خلاف کسی دوسرے شخص کی توجیہ غلط اور نا انصافی ہوگی بعد ازاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان **وَلَا تُعَدُّ (بضم التا)** اس امر کو خوب واضح کر رہا ہے کہ آپ نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو اعادہ رکعت کا حکم نہیں دیا۔

چنانچہ علامہ حافظ محمد بن اسماعیل شارح بلوغ المرام فرماتے ہیں:

(وَلَا تُعَدُّ بِضْمِ الْمَثْنَةِ الْفَوْقِيَةِ مِنَ الْإِعَادَةِ أَيْ زَادَكَ اللَّهُ حِرْصًا

عَلَى طَلَبِ الْخَيْرِ وَلَا تُعَدُّ صَلَوَاتِكَ فَإِنَّهَا صَحِيحَةٌ)

یعنی لَا تُعَدُّ اعادہ سے ہے جس کا مطلب یہ کہ نماز کو نہ لوٹا کیونکہ وہ صحیح ہے اور آگے چل کر فرماتے ہیں کہ قریب تر بات یہ ہے کہ لَا تُعَدُّ (بفتح القاء) دوسرے ہے جس کا مطلب اس طرح ہوگا کہ دوڑ کر مت آئیں پھر فرماتے ہیں فانه ليس في الكلام ما يشعر بفساد صلواته اس حدیث مذکورہ سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ اس کی رکعت نہیں ہوئی تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد زَادَكَ اللَّهُ حِرْصًا وَلَا تُعَدُّ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اس کی رکعت ہو گئی تھی۔ (سبل السلام)

علامہ موصوف رضی اللہ عنہ کی اس تحریر سے یہ بات صاف عیاں ہو گئی ہے کہ رکوع میں شامل ہونے کی رکعت ہو جاتی ہے اس کے متعلق آپ کا ایک الگ رسالہ بھی ہے جس میں خوب وضاحت سے مسئلہ حل کیا گیا ہے۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے:

(عن ابى هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا جئتم الى الصلوة ونحن سجدوا فاسجدوا ولا تعدوه شيئا ومن ادرك الركعة فقد ادرك الصلوة) (رواه ابو داؤد والدارقطنى و البيهقى فى المعرفة وابن حزيمة فى صحيحه)

”ابو ہریرہ رضي الله عنه سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس وقت سجدہ کی حالت میں آ کر ملیں تو اس وقت رکعت کو شمار نہ کریں اور جو کوئی بھی حالت رکوع میں آ کر ملے تو اس کی نماز ہوگئی (یعنی رکعت مکمل ہوگئی)۔“

لفظ رکعت اکثر رکوع پر بولا جاتا ہے کما لا يخفى على الماهرين بالكتاب والسنة اگرچہ اس حدیث کو بوجہ روایان ضعیف کہا گیا ہے مگر امام ابو داؤد رضي الله عنه نے انہی راویوں سے حدیث کو اپنی کتاب میں لا کر پھر سکوت فرمایا اس بات کے لیے کافی دلیل ہے کہ یہ حدیث قابل حجت ہے متروک العمل نہیں۔

شرح ابوداؤد ابو الطیب شمس الحق العظیم آبادی رضي الله عنه ممتاز محدث ہیں انہوں نے عون المعبود میں سلف و خلف میں سے ایک بہت بڑی جماعت سے استدلال کیا ہے اور وہ اس بات کی طرف گئے ہے کہ رکوع میں ملنے والی رکعت ہو جاتی ہے۔ (۱) علی (۲) ابن مسعود (۳) زید (۴) ابن عمر (۵) معاذ (۶) ابوامامہ (۷) سہل بن حنیف (۸) ابوبکر الصديق رضي الله عنه تمام صحابہ کرام رکوع کی رکعت کو صحیح مانتے تھے۔

امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، اوزاعی، ابو ثور، امام احمد، اسحاق رضي الله عنه یہ تمام ائمہ محدثین رکوع کی رکعت ہو جانے کے قائل تھے باوجودیکہ امام شافعی و امام مالک رضي الله عنه کے نزدیک مقتدی امام و منفرد سب کے لیے یکساں نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔

علامہ ابن حجر رضي الله عنه نے تلخیص میں بیان فرمایا ہے کہ میرے مطالعہ ابن خزیمہ کے

دوران امام ابن خزمیہ نے اس حدیث کو اس باب کے تحت درج کیا ہے۔

(باب ذكر الوقت الذي يكون فيه المأموم مدر كالمركعة قبل اذا
رفع امامه)

(عن ابى هريرة ان رسول الله ﷺ قال من ادرك ركعة مع الامام
قبل ان يقيم صلبه فقد ادركها)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو کوئی امام کے رکوع سے
سراٹھانے کے پہلے رکوع میں آئے تو اس کی رکوع والی رکعت ہو گئی۔“

امام ابن ہمام نے فتح القدر میں اس حدیث کو بہت سے طرق ذکر کر کے اس حدیث
کو صحیح کہا ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔ اس بات کو جان لیجئے گا کہ جس وقت
کوئی آدمی نماز کے لیے آئے اور امام کو جس حالت میں پائے اسی حالت میں نماز میں امام
کے ساتھ مل جائے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

(انما جعل الامام ليؤتم به)

اگر کوئی آدمی امام کو رکوع کی حالت میں پائے اور وہ سورت فاتحہ پڑھنی شروع کر
دے تو وہ اس حدیث کا خلاف کر رہا ہے کیونکہ اس میں تو امام کی مطابقت لازمی قرار دی گئی
ہے۔ اگر کوئی آدمی رکوع میں آ کر طے اس کی رکعت ہو جائے گی کیونکہ یہ بات حدیث
سے ثابت ہو چکی ہے کہ جو کوئی رکوع میں امام کے سراٹھانے سے پہلے جماعت میں شامل
ہو اس کی رکعت ہو جائے گی۔ (نیل الاوطار)

پھر فرماتے ہیں:

(فعرفت بهذا ان مثل هذه الحالة مخصصة من عدم ايجاب قراة
الفاتحة في كل ركعة)

یعنی وجوب قرأۃ فاتحہ کے عموم سے یہ بات خاص ہے کہ اگر رکوع میں طے گا تو فرضیت سورۃ فاتحہ ختم ہوگی پھر ان المراد ادراك الکامل اس سے مراد ادراک کامل ہے یعنی اس نے مکمل رکعت پائی ہے اس میں کچھ کمی نہیں ہے۔ آگے فرماتے ہیں:

(فان ظاهره بل صریحه ان الموترم اذا وصل والامام راکع و کبر و رفع قبل ان یقیم الامام صلیبه فقد صار مدرک تلك الرکعة وان لم یقرأ حرفاً من حروف الفاتحه)

”حدیث مذکور سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ رکوع میں طے والا رکعت کا پانے والا ہے اگرچہ اس نے سورت فاتحہ کا ایک لفظ بھی نہ پڑھا ہو۔“ (نور العین و عون المعبود بحوالہ رکوع کی رکعت)

(عن ابی ہریرۃ من ادراك الرکوع من الرکعة الاخيرة فی صلواة الجمعة فلیضف الیه اخرى) (رواة الدارقطنی)

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس آدمی نے جمعہ کی نماز کی دوسری رکعت کا رکوع پالیا وہ ایک رکعت اور پڑھ لے اس کی نماز جمعہ مکمل ہوگی۔“

مولانا حمید اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصنف خطبات التوحید نے اس حدیث کو حجت قرار دیا ہے:

(اخرج ابن ابی شیبۃ والطحاوی من طریق سفین عن منصور عن زید بن وہب قال دخلت المسجد انا و ابن مسعود فادرکنا الامام وهو راکع فرکعنا ثم مشینا حتی استوینا بالصف فلما قضی الامام الصلواة قمت لأقضى فقال عبد الله بن مسعود قد ادركت الصلواة)

زید بن وہب فرماتے ہیں ایک دن میں اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کے لیے مسجد

میں گئے تو امام حالت رکوع میں تھے ہم بھی رکوع میں شامل ہو گئے جب امام نے نماز کا سلام پھیرا تو میں کھڑا ہونے لگا تاکہ نماز بقیہ جو رہ گئی ہے پوری کر لوں تو ابن مسعود نے میرا ہاتھ پکڑ کر بٹھالیا اور فرمایا تیری رکعت مکمل ہو گئی ہے۔

رحمۃ الہدایۃ میں ہے اخذ بیدی عبد اللہ فاجلنسی عبد اللہ بن مسعود نے میرا ہاتھ پکڑ کر بٹھالیا۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رکوع کی رکعت کو صحیح مانتے تھے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب معرفت میں یہ باب منعقد کیا ہے باب اذا ادرك الامام باب ہے اس وقت جب کوئی نمازی امام کو حالت رکوع میں پائے۔

(قال الشافعی باسنادہ ان عبد اللہ بن مسعود دخل المسجد والامام راكع فرکع ثم دبّ راكعا)

”عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور امام رکوع میں تھا آپ نے بھی رکوع کیا اور حالت رکوع میں ہی چلے اور اس رکعت کو شمار کر لیا۔“

(كما مر فی حدیث آخر قال الشافعی وھكذا نقول وقد فعل هذا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے کہ ہمارا بھی یہی مسلک ہے جو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تھا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ابوامامہ رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ مد رک رکوع مد رک رکعت ہے۔

(اخرج مالك في المؤطا انه بلغه ان ابن عمرو و زید بن ثابت كانا

يقولان من ادرك الركعة فقد ادرك السجده)

”امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں سیدنا عبد اللہ بن عمرو و زید بن ثابت رضی اللہ عنہما رکوع

ملنے سے رکعت شمار کرتے تھے۔“

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ تمام اہل علم کا یہی مذہب ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔ احادیث مبارکہ و آثار صحابہ و اسلاف امت سے یہ بات بخوبی ثابت ہو چکی ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔

قرأت فاتحہ فرض ہے قیام میں عموماً اور جب امام رکوع میں چلا گیا تو مخصوص ہو اور کوع اس میں فرضیت کا عموم ختم ہوا۔ جس طرح حضر میں مکمل چار رکعت ہیں ظہر، عصر و عشاء کی حالت سفر میں تخصیص ہو گئی سفر کی دو دو رکعتیں رہ گئیں۔ حضر اور سفر میں حالات کی تبدیلی سے نماز میں فرضوں کی بھی تبدیلی ہو گئی۔

۱ فتاویٰ کی صورت میں فتاویٰ ستاریہ میں جناب مولانا محمد داؤد راز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ رکوع کی رکعت مثبت ہو چکی ہے۔

۲ حضرت العلام خطیب الہند مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو ناگڑھی (اخباری محمدی دہلی یکم اکتوبر ۱۹۳۱ء، جلد ۹ ص ۱۸۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۰ھ)

۳ حضرت مولانا عبدالغفر محمد بن امام عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ مشکوٰۃ جلد اول ص ۳۳۶ باب ما علی الماموم۔ فصل ثانی عربی اردو۔ حدیث ابو ہریرہ جو پہلے درج ہو چکی ہے مدرک رکوع مدرک رکعت ہے اور یہی مذہب جمہور ہے۔

۴ مصنف بلاغ المبین مولانا محی الدین صاحب نو مسلم کا فتویٰ اور تفصیل سے ملاحظہ کریں۔ (بلاغ المبین جلد اول صفحہ ۲۳۳)

۵ شیخ الحدیث و التفسیر استاذ الاساتذہ مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار دہلوی۔ فتاویٰ ستاریہ جلد اول۔

۶ مفتی اعظم عودی عرب حضرت العلام شیخ عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ رکوع ملنے سے رکعت ہو جاتی ہے۔

مفتی اعظم سعودیہ عربیہ کافتوی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جناب سلامتہ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظ اللہ مفتی اعظم سعودیہ کافتوی
حسب ذیل ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعات ہو جاتی ہے۔

جب مقتدی آئے اور امام رکوع میں ہو تو آیا وہ تکبیر تحریمہ کہے یا تکبیر
کہہ کر رکوع میں چلا جائے؟

سوال: جب مقتدی نماز میں شامل ہونے لگے اور امام رکوع میں ہو تو کیا مقتدی تکبیر
تحریمہ کہے یا تکبیر کہہ کر رکوع میں شامل ہو جائے؟ (فہدع۔ ع۔ الریاض)

جواب: بہتر اور محتاط بات یہی ہے کہ وہ دونوں تکبیریں کہے۔ ایک تکبیر تحریمہ اور وہ رکن
ہے اور یہ کھڑا ہونے کی حالت میں ہی کہی جائے گی اور دوسری رکوع کی تکبیر جبکہ وہ رکوع
کے لیے جھکنے لگے۔ پھر اگر اسے رکعت فوت ہونے کا ڈر ہو تو علماء کے دو اقوال میں سے صحیح
تر قول کے مطابق تکبیر تحریمہ اسے کفایت کر جائے گی۔ کیونکہ دو عبادتیں ایک ہی وقت
اکٹھی ہو گئیں تو بڑی چھوٹی کو کفایت کر جائے گی اور اکثر علماء کے نزدیک یہ رکعت شمار ہو
جائے گی۔ جیسا کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابو بکرہ ثقفی سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی
ﷺ کے پاس آئے جبکہ وہ رکوع میں تھے تو ابو بکرہ نے نماز کی خاطر صف میں شامل
ہونے سے پہلے رکوع کیا۔ پھر اسی حالت میں صف میں شامل ہو گئے تو نبی ﷺ نے ان
سے فرمایا:

(زَادَكَ اللّٰهُ جِرْصًا، وَلَا تَعُدْ)

”اللہ تمہاری حرص زیادہ کرے، پھر ایسا نہ کرنا۔“

اور لا تعد کا معنی یہ ہے کہ صف میں شامل ہونے سے پیشتر رکوع نہ کرنا بلکہ داخل

ہونے والے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ نماز کی خاطر صف میں شامل ہونے سے بیشتر رکوع نہ کریں اور آپ ﷺ نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کو اس رکعت کی قضاء کا حکم نہیں دیا۔ جو اس رکعت کے شمار ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اس کے حق میں فاتحہ کا سقوط (نہ پڑھنا معاف ہے) اس لیے اس کا محل یعنی قیام فوت ہو گیا۔ اور یہ بات ان لوگوں کے ہاں بھی صحیح تر ہے جو مقتدی کے لیے فاتحہ پڑھنے کے دجوب کے قائل ہیں۔ (اردو فتاویٰ جلد اول صفحہ ۶۴)

نوٹ: اب اس مسئلے کو بڑے بڑے محققین نے تسلیم کیا ہے جس میں فضیلۃ الشیخ محمد صالح العثیمین و فضیلۃ الشیخ ناصر الدین البانی فضیلۃ الشیخ عثمان جمعہ ضمیر یہ ودیگر نے رکوع میں ملنے سے رکعت ہونا تسلیم کیا ہے۔ (بخاری شریف مترجم جلد اول صفحہ ۳۸۶ پارہ ۲ کتاب الازال)

باب ۵۰۴ اذا رکع دون الصف:

(حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ الْأَعْلَمِ فَهُوَ زِيَادٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ أَنْتَهَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ زَادَكَ اللَّهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدُّ)

”ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے انہوں نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ (نفع بن حارث صحابی) سے وہ آپ ﷺ کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ ﷺ رکوع میں تھے تو صف میں شامل ہونے سے پہلے انہوں نے رکوع کر لیا پھر آنحضرت ﷺ سے یہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا اللہ اس سے زیادہ تجھ کو (نیک کام کی) حرص دے لیکن پھر ایسا نہ کرنا۔“

نوٹ: حق اور سچ بات یہی ہے جیسا امام بخاری رضی اللہ عنہ نے باب باندھ کر ثابت کیا ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعت ہو جاتی ہے بڑے بڑے محققین نے اس مسئلے کی تائید کی ہے

جن کے نزدیک سورۃ فاتحہ فرض ہے انہوں نے بھی اس مسئلے کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ یعنی جس نبی ﷺ نے سورۃ فاتحہ فرض فرمائی نماز میں انہی نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعت شمار ہوگی۔ اس کی مثال اس طرح سمجھیں کہ جس طرح آپ ﷺ نے حضر میں ظہر و عصر میں چار چار فرض فرمائے ہیں، لیکن سفر میں دو دو فرض فرمائے اور دو دو معاف فرمائے۔

حضرت مولانا داؤد میواتی مدرسہ اشاعت الکتاب والسنۃ سکنہ سوکھپوری گوڑوگانوہ۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ۱ ص ۶۸)

زیادہ تفصیل سے مسئلہ مدرک رکوع مدرک رکعت کے بارے میں گرجانا چاہتے ہیں تو عون المعجود شرح ابوداؤد جلد اول عربی کا مطالعہ کریں اور بلاغ المبین مولانا محی الدین نو مسلم کی جلد اول کا مطالعہ کریں اور رکوع کی رکعت مکتبہ ایوبیہ کراچی محمدی مسجد سے منگوا کر پڑھیں جس میں مختلف علمائے کرام اور محدثین کے فتاویٰ بھی ہیں۔ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

پروردگار عالم پڑھنے، سننے اور غامطین کو بخش دے۔ (آمین یا اللہ العالمین)



آیات قرآنی کا جواب دینا

قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں مختلف آیات کا جواب جو اسوہ حسنہ سے مثبت ہے قاری اور سامع دونوں کو دینا چاہیے۔ آپ ﷺ کے قول و فعل امت کے لیے ہر وقت دستور العمل اور واجب تقلید ہیں تا وقتیکہ اس کی تخصیص آپ کے لیے نہ ہو۔ نبی ﷺ کا رفع یدین اور وضع الیدین علی الصدر اور رفع سبابة فی التمشد و دیگر عوائل نماز اور تہجیات و ادعیہ ماثورہ نبی ﷺ کا طریقہ اور مسنونیت میں کسی طرح سے شک نہیں ہو سکتا اور افراد امت کا ان پر عمل پیرا ہونا سنت کی ادائیگی ہے۔ اسی طرح منفرد ہو مقتدی یا امام تمام کو ان امور کی تعلیم دی جاتی ہے اور تعلیم فرمائی کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

تو تعلیم نبوی کے مطابق سامع و قاری دونوں ہی آیات مبارکہ کا جواب دیں گے جو مسنون العمل ہے۔ درج ذیل آیات کا تذکرہ مع سور کیا جا رہا ہے۔ جن کا جواب دینا اور وہ کیا جواب ہے؟ اور مختلف علمائے کرام سلف و خلف کے فتاویٰ بھی تائیدی ساتھ ہیں تاکہ ہم سب پڑھ کر آئندہ حیات مستعار میں سنت پر عامل بن سکیں۔

(اللہم وفقنا لما تحب وترضى) آمین ثم آمین

آیات کا جواب

سیدہ صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

(1) (عن عائشة قالت كنت اقوم مع رسول الله ﷺ ليلة التمام فكان

يقراء سورة البقرة وال عمران والنساء فلا يمر بآية فيها تخويف الا

دعا اللہ عزوجل استعاذۃ ولا یمر بایۃ فیہا استبشار الا دعا اللہ

عزوجل ورجب الیہ) (رواہ احمد بحوالہ نیل الاوطار، جلد اول)

”سیدہ عائشہ صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بیدار رہنے والی راتوں میں آپ ﷺ سورۃ بقرۃ، آل عمران اور سورۃ نساء کی تلاوت کرتے تو جب بھی رحمت والی آیات پر گزرتے دعا فرماتے اور عذاب والی آیت پر گزرنے تو دوزخ سے پناہ مانگتے۔“

(۲) (وعن موسیٰ بن ابی عائشۃ قال کان رجل یصلی فوق بیتہ وکان اذا اقراء ألیس ذالک بقادر علی ان یحیی الموتی۔ قال سبحانک فلی فسالوہ عن ذالک۔ فقال سمعته من رسول اللہ ﷺ) (رواہ ابو داؤد، بحوالہ نیل الاوطار)

”ابی عائشہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے مکان کی چھت پر نماز پڑھتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے ألیس ذالک بقادر علی (الی آخرھا) تو اس نے سبحانک فلی کہا۔ اس سے پوچھا گیا کہ یہ کیوں کہا؟ اس نے کہا میں نے نبی ﷺ سے یہ سنا ہے۔“

(۳) (عن عبدالرحمن بن ابی یعلی بن ابیہ قال سمعت النبی ﷺ یقراء فی صلوٰۃ لیست بفریضۃ فمر بذکر الجنۃ والنار فقال اعوذ باللہ من النار۔ ویل الاہل النار) (رواہ احمد و ابن ماجہ بمعناہ)

”عبداللہ بن ابی یعلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے آپ نماز میں پڑھتے وہ فرض نماز نہیں تھی جب بھی آپ جنت و دوزخ کا پڑھتے تو آپ اعوذ باللہ من النار پڑھتے اور اسئلک الجنۃ او کما قال رسول اللہ ﷺ۔“

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(۱) (عن جابر رضی اللہ عنہ قال خرج رسول الله ﷺ على اصحابه فقراء عليهم سورة الرحمن من اولها الى آخرها فسكتوا فقال لقد قرأتها على الجن ليلة الجن فكانوا أحسن مردودا منكم كنت كلما اتيت على قوله (فباى الا ربكما تكذبان) قالوا لا بشئى من نعمك ربنا نكذب فلك الحمد)

مذکورہ حدیث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

(عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول الله ﷺ قرا سورة الرحمن او قرأت عنده فقال ما لى اسمع الجن احسن جواب لربها منكم؟ قالوا وما ذاك يا رسول الله ﷺ قال ما اتيت على قول الله تعالى (فباى الا ربكما تكذبان) الا قالت الجن لا بشئى من نعم ربنا نكذب)

نبی ﷺ سفر طائف سے واپسی پر آپ وادی نخلہ میں نماز ادا کر رہے تھے کہ آسمان سے ستاروں کے ٹوٹنے کی اطلاع ابلیس کو اس کے کارندوں نے دی اس نے کہا کہ کوئی عجوبہ معاملہ ہو گیا ہے۔ بنا بریں آسمان سے ستارے گر رہے ہیں جو سچو کریں دیکھا تو آپ رات کی نماز ادا کر رہے ہیں۔ اس نے کہا یہ ہی ہوا ہے کہ ہمارا آسمان پر جانا آنا بند کر دیا گیا ہے۔

اسی رات ہی نصیبین رہائشی جنوں نے وہاں سے گزرتے ہوئے آپ سے تلاوت قرآن سنی اور آپ نے ساتھیوں کو واپسی پر بتلایا جس کا تذکرہ قرآن مجید سورہ جن اور الاحقاف میں باری تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اس بستی کے جنات جب مسلمان ہو گئے تو پھر ایک رات آپ کو اپنے ہاں تبلیغ و وعظ کے لیے لے گئے جس رات کو لیلۃ الجن کہا گیا ہے اس رات آپ نے سورہ رحمن کی تلاوت کی تھی۔ آپ کے ساتھ ایجانے والے سات یا نو

جن تھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ پندرہ تھے جن کا سردار یارمیس حضرت وردان تھا اور اس بستی کے افراد جن کی آبادی بارہ ہزار تھی۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مدرسہ نبوی الصفة کے تمام معلمین نے رات کا کھانا کھالیا میں اکیلا بھوکا رہ گیا جس کو عشاء کا کھانا نہ ملا۔ نبی علیہ التحیة والسلام نے فرمایا عبداللہ تمہیں کسی نے کھانا نہیں کھلایا؟ میں نے عرض کی اللہ کے رسول میں تنہا ہی رہ گیا ہوں اس وقت قریباً ساٹھ پینسٹھ طالب علم مدرسہ نبوی میں تعلیم اسلام حاصل کر رہے۔ جن کے خوردونوش کا انتظام مہاجرین و انصار کے گھروں میں تھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ کے گھر تک لے گئے آپ اندر گئے اور تھوڑی دیر کے بعد ایک بچی آئی اس نے آ کر کہا عبداللہ گھر میں رات کا کھانا نہیں ہے۔ آپ چلے جائیں میں واپس مسجد میں آ گیا اور مسجد کی چٹائیاں اکٹھی کر کے سر ہانا بنایا اور لیٹ گیا اور کپڑا اوڑھ کر لیٹا ہی تھا کہ اتنی دیر میں وہی لڑکی آئی اس نے آواز دی کہ آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلوایا ہے۔ مجھے امید ہو گئی کہ رات کا کھانا مل جائے گا اسی جگہ جب پہنچا جس جگہ تھوڑی دیر پہلے کھڑا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور آپ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی میرے سینے پر لگا کر فرمایا کیا میرے ساتھ چلے گا جہاں میں جاؤں گا؟

تین مرتبہ آپ نے فرمایا۔ ہر مرتبہ میں نے حامی بھری۔ پھر میں آپ کے ساتھ چلا حتیٰ کہ بیچ العزقہ میں پہنچ گئے۔ آپ نے اپنے عصا سے لیکر کھینچ کر فرمایا بیٹھ جاؤ ادھر ادھر نہ نکلنا جب تک میں نہ آؤں۔

آپ چلتے گئے حتیٰ کہ کھجوروں کے جھنڈوں میں چھپ گئے اور میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے میرے اور آپ کے درمیان سیاہ کپڑے کی طرح پردہ سا چھا گیا مجھے خدشہ محسوس ہوا کہ بنی ہوازن دھوکہ دہی کر کے آپ کو نقصان نہ پہنچائیں۔ میرا دل چاہا کہ

بھاگ کر دوسرے مسلمانوں کو امداد کے لیے آمادہ کرو۔ لیکن فرمانِ کریم تھا کہ اس جگہ سے ہلنا نہیں۔ اس لیے میں وہاں ہی رہا۔

تھوڑی دیر کے بعد آپ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا۔ عبد اللہ تم نے کچھ دیکھا؟ ہاں اللہ کے رسول! کچھ لوگ تھے جو سفید لباس میں ملبوس تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وفد نصیبین کی بستی کے جنوں کا تھا جو مختلف مسائل دریافت کرنے کے لیے آیا تھا۔ ان لوگوں کو آپ نے سورہ رحمن کی تلاوت کر کے درس دیا تھا۔

واقعہ جن صحابہ رضی اللہ عنہم کا:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دور حکومت ہے کہ زائرین بیت اللہ جا رہے ہیں ایک جگہ گزر رہے ہیں کہ سفید رنگ کا ایک سانپ راستہ سے گزرا اور اس کے جسم سے خوشبو آ رہی ہے۔ اہل قافلہ میں سے ایک آدمی اس کے پیچھے چل دیا۔ دیگر احباب سفر کو کہا کہ تم چلتے چلو میں آجاتا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ سانپ مر گیا اس شخص نے اس سانپ کو اپنی پگڑی کے کچھ حصہ میں دفن دیا اور وہاں سے اپنے قافلہ کی طرف چل دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مغرب کی طرف سے چار پیمیاں نظر آئیں ایک نے پوچھا عمر و کوس نے دفنایا ہے؟ ہم نے کہا کون عمر و؟ پھر ان میں سے ایک نے کہا اس سانپ کو کس نے دفن کیا ہے؟ میں نے کہا میں نے دفن کیا ہے۔ واللہ وہ بہت روزہ رکھنے والا اور قیام کرنے والا تھا اور کتاب اللہ و شریعت مطہرہ کا مبلغ تھا۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مبارکہ بعثت سے قبل چار سو (۴۰۰) سال آسمان سے سن رکھی تھیں۔ اس آدمی نے الحمد للہ کہا حج بیت اللہ کی واپس پر سیدنا ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور تمام واقعہ بیان کیا تو ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے سچ کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ مجھ پر چار سو سال پہلے قوم جنات میں سے کچھ ایمان لائے تھے۔ وفد نصیبین کے آنے والوں میں سے یہ آخری جن تھا جس کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

اسی طرح ایک واقعہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور کا ہے معاذ بن عبد اللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم خلیفہ وقت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا امیر المؤمنین میں ایک فلاں میدان میں تھا کہ دو سانپوں کو میں نے لڑتے ہوئے دیکھا۔ ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ میں وہاں آگے اس میدان میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں بہت سے سانپ مقتول (مرے) پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے خوشبو آ رہی ہے میں نے ایک ایک کو سونگھنا شروع کیا تو ایک میں سے بہت خوشبو آ رہی تھی اس کو میں نے اپنی پگڑی میں دفن کر دیا۔ وہاں سے میں جب چلا تو کسی نے آواز دی کہ تم نے جو لڑتے مرتے دیکھے ہیں وہ قبیلہ بنو قیس و بنو شیبان کے جن تھے۔ جو شہید ہوا ہے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی ہوتے ہوئے سنی تھی۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو نے سچ کہا ہے تو یہ عجیب واقعہ ہے اور اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو اس کا وبال تمہیں پر ہوگا۔ ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنوں کے وفد نے قرآن سنا تھا۔

سورہ رحمن کی تلاوت جب بھی آپ کی زبان مبارک سے یہ تلاوت ہوتی (فسای الاء ربکما تکذبان) تو جواباً جن کہتے (لا بشنی نعمک ربنا تکذب فلك الحمد) یہ سورت رحمن مدینہ طیبہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں تلاوت کی گئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموشی سے سنتے رہے اس وقت آپ نے فرمایا تم سے جن اچھے جواب دینے والے تھے۔ معلوم ہوا کہ سامع و قاری دونوں ہی آیات رحمت و آیات تحویف اور آیات تسبیح و تمجید کا مسنون جواب دینا چاہیے۔ عملاً ثابت کریں کہ ہمیں اسوۂ رسول و صحابہ سے کتنا پیار ہے۔



آیات کا جواب قاری اور سامع امام و مقتدی دونوں کو دینا چاہیے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمر و کہتا ہے کہ آیہ الیس اللہ باحکم الحکیمین اور سبح اسم ربک الاعلیٰ اور فبای حدیث بعدہ یؤمنون وغیرہ آیات کا جواب جس طرح سے قاری کو دینا چاہیے اسی طرح سے سامع کو بھی دینا چاہیے اور زید کہتا ہے کہ ان آیات کا جواب صرف قاری کو دینا چاہیے سامع کو نہیں دینا چاہیے پس ان دونوں میں سے کس کا قول حق و صواب ہے۔ بیوا تو جروا۔

الجواب: صورت مسئول عنہا میں عمر و کا قول اقرب الی الصواب ہے یعنی آیات مذکورہ کا جواب دینا جس طرح سے قاری کو دینا چاہیے اسی طرح سامع کو دینا چاہیے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا بوقت قرأت ان آیتوں کا جواب دینا ثابت ہے۔ اور آپ کا کل قول و فعل امت کے لیے ہر وقت دستور العمل ہے تا وقتیکہ اس کی تخصیص کسی وقت خالص یا حالت خاص کے ساتھ نہ ثابت ہو۔ مثلاً رفع الیدین اور وضع الیدین علی الصدر اور رفع سبابہ فی التشہد اور جلسہ استراحت اور تورک اور قبل افتتاح قرأت کے اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا یا فانی وجہت وجہی الذی فطر السموات والارض الخ یا اللہم باعد بنی و بین خطایا کما باعدت بین المشرق والمغرب الخ پڑھنا یا رکوع میں سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح اور سجدہ میں لک سجد و جہی و عظامی و حجی پڑھنا وغیر ذلک۔ یہ ایسے افعال ہیں جن کی مسنونیت میں کسی طرح شک نہیں ہو سکتا۔ اور امت محمدیہ میں سے ہر شخص کے لیے یہ افعال مسنون ہیں خواہ وہ شخص امام ہو یا مقتدی یا منفرد حالانکہ یہ کہیں

نہیں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مقتدیوں کو ان امور کی تعلیم فرمائی ہے یا عام طرح پر فرمایا ہے کہ جو شخص جب نماز پڑھے تو ایسا کر لے۔ پھر بھی یہ احکام ہر شخص کے لیے اسی وجہ سے عام رہے کہ قول و فعل پیغمبر ﷺ تمام افراد امت کے لیے دستور العمل ہوتا ہے جب تک حدیث مرفوعہ ہی سے تخصص نہ ثابت ہو۔

﴿ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الْآيَةَ ﴾

پس بنا بر تقرر یہاں آیات کا جواب دینا ہر شخص کو چاہیے عام ازیں کہ قاری ہو یا سماع۔ نماز میں ہو یا غیر نماز میں امام ہو یا مقتدی یا منفرد اتباعاً لفعل النبی ﷺ کما رواہ ابوداؤد :

(عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَرَأَ سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَرَوَى أَيْضًا عَنْ مُوسَى ابْنِ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُصَلِّيُ فَوْقَ بَيْتِهِ وَكَانَ إِذَا قَرَأَ الْآيَةَ ذَلِكَ بِقَدْرِ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى قَالَ سُبْحَانَكَ قَبْلِي فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الصُّبْحِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى فَقَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى الْحَدِيثُ وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قُمْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ فِقَامٍ فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ لَا يَمُرُّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ فَسَأَلَ وَلَا يَمُرُّ بِآيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ فَتَعَوَّذَ قَالَ ثُمَّ رَكَعَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعِظَمَةِ ثُمَّ سَجَدَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ ثُمَّ قَالَ فِي سُجُودِهِ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ بِآلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَرَأَ سُورَةَ الْحَدِيثِ وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ بِنَحْوِهِ مُخْتَصِرًا

وَمَطْوَلًا وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى
 أَصْحَابِهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُورَةَ الرَّحْمَنِ مِنْ أَوْلَاهَا إِلَى آخِرِهَا فَسَكَتُوا
 فَقَالَ لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوا أَحْسَنَ مَرْدُودًا مِنْكُمْ
 كُنْتُ كُلَّمَا آتَيْتُ عَلَى قَوْلِهِ فَبَاتِيَ الْإِيَّاءَ رَبِّكُمْا تُكْذِبِينَ ۝ قَالُوا لَا
 بِشَيْءٍ مِنْ تَعْمِكَ رَبَّنَا نَكْذِبُ فَلَكَ الْحَمْدُ) انتهى

اس حدیث ترمذی سے ایک امر یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قسم کی آیتوں کا جواب قاری یا
 مصلیٰ کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ اس کلام پاک کے معنی اور موقع کے لحاظ سے ہے جیسی تو
 آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سکوت پر اعتراض فرمایا اور جنات کے جواب دینے کو مدعیہ
 طور پر ذکر فرمایا۔ حالانکہ آپ ﷺ نے اس واقعہ سے قبل صحابہ کرام کو اس جواب کی تعلیم
 نہیں فرمائی تھی۔ پس معلوم ہوا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی جن آیتوں کا جواب دیا ہے وہ
 اس خصوصیت سے نہیں کہ آپ امام تھے یا قاری تھے بلکہ ان آیتوں کا معنی اور موقع ہی ایسا
 ہی ہے کہ جب وہ آیت پڑھی جائے تو پڑھنے والا اور سننے والا ہر شخص اس کا مناسب
 جواب جو احادیث سے ثابت ہو دے:

(قَالَ الْمَنَاوِيُّ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ كَانَ إِذَا قَرَأَ قَوْلَهُ تَعَالَى
 الْيَسَّ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى ۝ قَالَ بَلَىٰ وَإِذَا قَرَأَ الْيَسَّ
 اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَكَمِينَ ۝ قَالَ بَلَىٰ لِأَنَّ قَوْلَهُ بِمَنْزِلَةِ سُؤَالٍ فَيَعْتَا جُ إِلَى
 الْجَوَابِ وَمِنْ حَقِّ الْخَطَابِ أَنْ لَا يَتْرُكُ الْمُخَاطَبُ جَوَابَهُ فَيَكُونُ
 السَّمْعُ كَهَيْئَةِ الْغَافِلِ أَوْ كَمَنْ لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَبَدَاءً مِنَ النَّاعِقِ
 بِهِ صُمُّ بِكُمْ عُمَىٰ فَهَمْ لَا يَعْقِلُونَ فَهَلْذِهِ هَيْئَةٌ سَيِّئَةٌ وَمِنْ ثَمَّ نَدَبُوا
 لِمَنْ مَرَّ بِأَيَّةِ رَحْمَةٍ أَنْ يَسْأَلَ اللَّهَ الرَّحْمَةَ أَوْ عَذَابٍ أَنْ يَتَعَوَّذَ مِنَ
 النَّارِ أَوْ مَذْكَرِ الْجَنَّةِ بَانَ يَرْغَبُ إِلَى اللَّهِ فِيهَا أَوْ النَّارِ أَنْ يَسْتَعِيدَ بِهِ

مِنْهَا۔ انتہی۔ ثُمَّ قَالَ كَانَ إِذَا قَرَأَ سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝ قَالَ
 سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى كَمَا سَمِعْتَهُ فِيمَا قَبْلَهُ وَأُخِذَ مِنْ ذَلِكَ أَنَّ
 لِلْقَارِي أَوْ السَّامِعِ كُلَّمَا مَرَّ بِآيَةٍ تَتْرِيهِ أَنْ يُنْزِلَهُ اللَّهُ أَوْ تَحْمِيدِهِ أَنْ
 بِحَمْدِهِ أَوْ تَكْبِيرِهِ أَنْ يُكَبِّرَهُ وَقَسَّ عَلَيْهِ انتہی۔

اور شرح صحیح مسلم للنوی میں ہے:

(إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ
 تَعَوَّذَ فِيهِ اسْتِحْبَابٌ هَذِهِ الْأُمُورِ لِكُلِّ قَارِي فِي الصَّلَاةِ أَوْ غَيْرِهَا
 وَمَذْهَبُنَا اسْتِحْبَابُهُ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ وَالْمُنْفَرِدِ۔ انتہی۔ وَهَكَذَا فِي
 كِتَابِ الْأَذْكَارِ لِلنَّوَوِيِّ)

وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

حرره ابو عبد اللہ محمد ادریس عفی عنہ۔

سید محمد نذیر حسین

مسئلہ ہذا کے متعلق شیخ الشیوخ علامہ مولانا سید نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ کا فتویٰ مندرجہ
 بالا کافی وافی تھا مگر ناظرین کی ضیافت طبع وازدیاد بصیرت کے لیے ہم دیگر علمائے کرام
 کے فتاویٰ بھی ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین کرام اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو اس
 سنت متروکہ پر عمل کریں یا کم از کم اس سنت کے عالمین جماعت غرباء اہلحدیث کو نظر
 حقارت سے دیکھنا چھوڑ دیں۔

مولانا عبد الستار صاحب کلانوری رحمہ اللہ کا فتویٰ:

جیسے قاری کو جواب دینا جائز ہے اسی طرح سامع کو اور یہ اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما
 دیا۔ امام کا ہر فعل مقتدی کو کرنا چاہیے مگر وہ فعل جس کو شریعت نے منع کر دیا ہو جیسے قرأت
 ما سوا فاتحہ اور قاری اور مستندی کا جوادینا بعض روایت میں بالتصریح بھی آچکا۔ پھر کس

طرح اس کے جواز میں شبہ ہو سکتا ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ و امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بھی امام و ماموم ہر دو کے لیے استحباب کے قائل ہیں۔ (ملاحظہ ہو صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۶۴)

مفتی عبد الستار کلانوری نزیل دہلی

عالم نبیل مولانا عبدالجلیل صاحب سامرووی کا فتویٰ:

وَالَّتَيْنِ وَهَلْ آتَكَ وَ سُورَتِهٖ اَعْلٰی وَ مُرْسَلَتِ وَغَيْرِهٖ آيَاتِ مِیْنِ جِسْ طَرَحِ اِمَامِ
 کہے مقتدی بھی کہہ سکتا ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح نماز ادا فرمائی ہے
 امت کو بھی اسی طرح ادا کرنا چاہیے۔ لِحَدِيثِ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ وَغَيْرِهِ صَلُّوا
 كَمَا وَابْتُمُونِي اُصَلِّي وَ لِحَدِيثِ جَابِرِ مَرْفُوعًا اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُوْتَمَّ بِهٖ
 الْحَدِيثِ۔ شریعت نے مقتدیوں پر امام کی اقتدا فرض کی ہے یعنی جس طرح وہ کرے تم
 بھی کرو مگر واضح مخصوصی میں جو شریعت سے ثابت ہیں جیسے قرآت علاوہ فاتحہ و جہر باقی کل
 امور میں مقتدی امام کے تابع ہیں۔ جو ان عموماً سے کسی شئی کو خارج کرنا چاہیے اس پر
 لازم ہے کہ دلیل شرعی سے خاص کر کے منع کرے الا اس کی دلیل قابل سماع شرعاً نہ ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک یہ تھی کہ جب آپ سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی پڑھتے تو
 سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی فرماتے۔ اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَ ابُو داوُدَ وَغَيْرُهُمَا مِنْ حَدِيثِ
 اِبْنِ عَبَّاسٍ۔ مسلمانوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا ہر آن فرض ہے۔ كَمَا قَالَ تَعَالٰی لَقَدْ كَانَ
 لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اَسْوَةٌ حَسَنَةٌ مَّا لَاحَظَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ رحمن
 اصحاب کرام رضی اللہ عنہم پر پڑھی۔ اصحاب کے عدم جواب پر آپ نے جو ارشاد فرمایا کہ:

(اَخْرَجَ الْبَزَّازُ وَ اِبْنُ جَرِيْرٍ وَ اِبْنُ الْمُنْدَرِ وَ الدَّارُ قُطَيْبِيُّ فِي الْاَفْرَادِ
 وَ اِبْنُ مَرْدُوَيْهٖ وَ النَّخِيْبِيُّ فِي تَارِيْخِهِ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ
 رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَرَأَ سُورَةَ الرَّحْمٰنِ عَلٰی اَصْحَابِهِ فَسَكَتُوْا فَقَالَ
 مَا لِيْ اَسْمَعُ الْجَنَّ اَحْسَنَ جَوَابًا لَّهٗ بِهَا مِنْكُمْ وَ فِي رِوَايَةٍ عِنْدَ

الْتِرْمِذِيِّ وَغَيْرِهِ مَالِي أَرَأَيْتُمْ سَكُونًا آتَيْتُ عَلَى قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى فَبَيَّ
 آلاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ إِلَّا قَالُوا لَا بِشَيْءٍ مِّنَ الْآلِنِكَ وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ
 نَعْمِكَ رَبَّنَا نَكِذِبُ فَلَكَ الْحَمْدُ

فرمایا! کیا بات ہے کہ تم جواب نہیں دیتے جن تو تم سے اچھے رہے کہ وہ ہر آیت پر
 جواب دیتے تھے۔

مانعین کو اس تعیم کی ہی تخصیص پر دلیل صرف چاہیے اَلْعِبْرَةُ لِعُمُومِ اللَّفْظِ لَا
 لِخُصُوصِ السَّبَبِ بلا دلیل اگر سکوت کریں گے تو وہی مَالِي اَرَأَيْتُمْ سَكُونًا صَادِق
 آئے گا یا نہیں جب تک اس کا تخصیص نہ ہو سکوت پر مَالِي اَرَأَيْتُمْ سَكُونًا ہی رہے گا۔
 اسی طرح تمام سور پر تصور فرمائیں۔ بلکہ جن آیات میں عذاب و ثواب و وعید وغیرہ کا بیان
 ہے ان مواضع میں بھی امام و مقتدی دونوں سوال مغفرت و رحمت و عذاب و عتاب سے کلام
 کر سکتے ہیں۔

(لِحَدِيثِ مُسْلِمٍ وَغَيْرِهِ مِنْ طَرِيقِ خُدَيْفَةَ وَسَاقِ قِصَّةِ صَلَاةٍ مَعَ
 النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ وَفِيهَا إِذَا مَرَّ بِأَيَّةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ وَإِذَا مَرَّ
 بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوَّذٍ تَعَوَّذَ قَالَ الْإِمَامُ الشُّوْكَانِيُّ وَالظَّاهِرُ
 اسْتِحْبَابُ هَذَا الْأَمْرِ لِكُلِّ وَبَيْنَ الْإِمَامِ وَالْمُنْفَرِدِ وَالْمَأْمُومِ)

”حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک رات آپ ﷺ کے ساتھ نماز
 پڑھی آپ ﷺ نے سورہ بقرہ شروع کی میں نے خیال کیا شاید سو آیت پڑھ کر
 رکوع کریں گے۔ سو سے جب تجاوز کر گئے میں نے خیال کیا کہ سورت کے ختم
 پر رکوع کریں گے۔ جب ختم ہوئی تو میں نے خیال کیا کہ اب رکوع کریں گے
 مگر نہ کیا اور سورہ نساء شروع کر دی۔ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے تسبیح کی آیت پر
 سبحان اللہ کہتے طلب کی آیتوں پر خدا سے مانگتے۔ عذاب کی آیتوں پر خدا سے

پناہ مانگتے۔ امام شوکانیؒ فرماتے ہیں یہ امور مصلی غیر مصلی امام و منفرد و مقتدی سب کے لیے ہے۔“

(كذا ذكره في باب قراءة سورتين في كل ركعة وفي باب المصلی يدعو ويذكر الله و من كلام النووی في الاذكار في باب قراءة بعد التعوذ يستحب هذا التسييح والسؤال والاستعاذه للقرارى في الصلوة وغيره للامام والمأموم والمنفرد لانه دعاء استووا فيه كالتامين وزاد في الباب السادس من كتاب التسيان في اداب حملة القرآن بعد ما ذكر مثل كلامه في الاذكار وهذا الذى ذكرناه من استحباب السؤال والاستعاذه وهو ذهب الامام الشافعى وجماهير العلماء رحمهم الله تعالى قال الامام البيهقى في المعرفة في باب الوقف عند آية الرحم وآية العذاب على ما حكاه عند صاحب العون قال الشافعى في القديم احب للامام اذا قرأ آية الرحمة ان يقف فسأل وليسأل الناس واذا قرأ آية العذاب فيستعيذ ويستعيذ الناس)

”امام شافعیؒ فرماتے ہیں میں دوست رکھتا ہوں امام کے لیے کہ جب وہ آیت رحمت کو پڑھے تو ٹھہر جائے اور اللہ سے طلب کرے اور لوگ بھی طلب کریں اور جب آیت عذاب کو پڑھے تو ٹھہر جائے اور پناہ خود بھی چاہے اور مقتدی بھی چاہیں۔ ان چیزوں میں مقتدیوں کے شامل کرنے کی کی بڑی سے بڑی دلیل یہ ہے جو ہمارے درمیان رات دن دور کر رہی ہے وہ لفظ آمین کا ہے جب امام آمین کہتا ہے تو حکم ہوتا ہے کہ تم بھی اسی طرح طلب کرو۔ سو وہ بھی کہتا ہے اگر کوئی کہے کہ مقتدی بھی الحمد پڑھتا ہے۔ سو یاد رہے کہ الحمد تو اسی لیے پڑھتا ہے کہ اس کے بغیر تو نماز ہی نہیں ہوتی۔ آمین کو اگر امام ہی کہہ دیتا تو

بھی کفایت کر سکتی تھی۔ یہ وہ رکن نہیں کہ جس کے مقتدی کے ترک کر دینے سے ان کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے نہیں نہیں بلکہ ادعیات کے لیے تائین خلف الامام کی حدیث معیار ہے کہ اسی طرح مقتدی بھی امام کی شرکت کیا کریں۔“

اس کو دوسری طرح یوں سمجھیں کہ بسا اوقات قاری پر جواب لازم آجاتا ہے اگرچہ وہ خود اس کا موجب نہیں۔ جیسے سجدہ تلاوت ملاحظہ ہو باب سجدہ سجود والقاری صحیح بخاری میں اور احادیث سجود قرآن کو کتب احادیث میں اسی طرح یہاں بھی تصور فرمائیں کہ سح اسم وغیرہ میں تو قاری کو بوجہ قرأت کے کہنا پڑا اور مقتدیوں کو بالتبع سمع سے یہی معنی ہے اِنَّمَا جَعَلَ الْإِمَامَ لِبُؤْتَمَّ بِهِ وَغَيْرِهِ احادیث سابقہ کا۔

امام احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں يعجيني في الفريضة يدعو بما في القرآن كما في سنن ابى داؤد مجھ کو خوش لگتا ہے کہ فرضوں میں دعا کی جائے۔ ان جگہوں میں کہ جس جگہ قرآن مجید سے حضرت کا دعا مانگنا ثابت ہوا ہے۔ مثلاً آیات خوف و ثواب وغیرہ وغیرہ اس امر سے مراد امام و مقتدی دونوں کے دونوں ہی مستحق ہیں۔ خدا کی رحمت وغیرہ کی طلبی سے کون مستغنی ہے لَا غِنَىٰ بِيْ مَقُولِهِ نَبِيٍّ صَاحٍ سے یاد فرمائیں۔ هذا ماسح ببالى الفاتر والحمد لله اولاً و اخرأرب صلى و سلم على نبيك محمد و خاتم النبيين و على اله و صحبه المصطفين۔ امين

ابو عبد الكبير عبد الجليل السامري

حضرت مولانا عبد الجبار صاحب کھنڈیلوی کافتوی:

مقتدی بھی پڑھ سکتا ہے کیونکہ کسی حدیث شریف میں مقتدی کے نہ پڑھنے کی صراحت نہیں پائی گئی اور حدیث میں ہے کہ جس امر سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اختیار کیا معافی ہے۔ لہذا اگر کوئی پڑھے تو اس کو نہ روکا نہ منع کیا جائے کیونکہ جب آپ سے منع ثابت نہیں تو ہم منع کرنے والے کون ہیں؟ دیگر مقتدی کو اقتدا کا حکم ہے جو امام کرے ایسا

وہ بھی کرے مگر جس امام کی خصوصیت ہے وہاں وہ بازر ہے اور قاری کے لیے تو یہ جواب مسلم ہی ہے۔ باقی رہا مقتدی تو ایک لحاظ سے مقتدی بھی حکم میں قاری کے ہے کیونکہ اس کو حکم استماع قرآن کا ہے اور استماع من حیث الاستماع حکماً قرأت ہے۔ کمالاتی -

اور ایک روایت جابر رضی اللہ عنہ سے مقتدیوں کا جواب دینا صریح طور پر ثابت ہے:
 (عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُورَةَ الرَّحْمَنِ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا فَسَكَتُوا فَقَالَ لَقَدْ قَرَأْتُمْهَا عَلَى الْجِنِّ فَكَانُوا أَحْسَنَ مَرْدُودًا مِنْكُمْ كُنْتُ كُلَّمَا آتَيْتُ عَلَى قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى فَبِأَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمْ تَكْذِبُونَ ۝ إِلَّا قَالُوا لَا بَشِيءٌ مِنْ آلَانِكَ وَفِي رَوَايَةٍ عَنْ نِعْمِكَ رَبَّنَا نَكْذِبُ فَلَكَ الْحَمْدُ) (مشکوٰۃ ص ۱۵۸)

”ایک دفعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب پر سورہ رحمن پڑھی اول سے آخر تک۔ پس خاموش رہے صحابہ رضی اللہ عنہم۔ بعد میں آپ نے فرمایا کہ یہ سورہ رحمن میں نے جنوں پر پڑھی تھی وہ تم سے اچھے تھے جواب لوٹانے میں جب ان پر میں نے آیت آتیت علی قول اللہ تعالیٰ فبای آیہ ربکم تکذبون ۝ پڑھی تو وہ جواب میں کہتے ہیں لا بشیء من آلانک و فی روایۃ عن نعیمک ربنا نکذب فلک الحمد۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدی بھی جواب دیا کریں جہاں پر جواب دینا آیا ہے اس لیے آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ تم سے جن اچھے تھے کہ جواب لوٹاتے تھے۔ اگر کوئی کہے کہ اس حدیث میں اقتدا کا کہاں ذکر ہے تو جواباً عرض ہے کہ یہ حدیث عام ہے چاہے وقت اقتدا یا غیر اقتدا۔ غالباً یہ واقعہ اقتدا کا ہے اسی واسطے محدثین رحم اللہ کتاب الصلوة میں لاتے ہیں دیکھو مشکوٰۃ بحوالہ صفحہ مذکور۔ واللہ اعلم۔

کتبہ ابو محمد عبد الجبار

المدرس فی مدرسہ اشاعت القرآن والحديث کھنڈلیہ

(حال مدرسہ محمدیہ اوکاڑہ ضلع منگھری)

جناب مولانا احمد اللہ صاحب دہلویؒ کا فتویٰ:

رسول مقبول ﷺ سے جو قول و فعل ثابت ہو چکا اس میں اقتدا کرنا ہم پر لازم ہے۔
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ الْآيَةَ۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: لَقَدْ
 كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الْآيَةَ نمونہ رسول اللہ ﷺ پر چلنے کا ہمیں حکم
 ہوا۔ رسول مقبول ﷺ قرآن شریف پڑھتے تھے جب آیت عذاب کی آتی تھی یا غصہ کی
 پناہ مانگتے تھے۔ یہ جمع امت محمدیہ کے لیے درست و مستحب ہے اور باعتبار مضمون قرآن
 کے بھی اسی طرح سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى۔ وَالزَّيْتُونَ ۝
 میں الْيَسَّ اللَّهُ بِأَحْكُمْ الْحَكَمِينَ ۝ بَلَىٰ وَآنَا عَلَىٰ ذَٰلِكَ مِنَ
 الشَّاهِدِينَ و سورة القيمة میں الْيَسَّ ذَٰلِكَ بِقَدِيرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ۝
 سُبْحَانَكَ قَبْلَىٰ و غیر ذالک کسی مقام پر امر ہو کسی مقام پر استفہام ہے یہ ہر ایک کے
 لیے ہے۔ امام ہو یا مقتدی یا منفرد۔ مصلی ہو یا غیر مصلی۔ قاری ہو یا سامع سب کو جواب
 دینا درست ہے۔ علمائے مقتدین نے یہی فتویٰ دیا ہے ہر ایک علماء ماہرین سے صراحتاً یا
 دلالتاً اجازت ثابت ہے۔ شافعیہ کا یہی مذہب ہے۔ امام مقتدی منفرد کو جواب دینا ان
 آیات کے بعد مستحب رکھتے ہیں فی ماننا اگر کوئی اس امر کی مخالفت کرے تو اس کے عدم
 تحقیق پر مبنی ہے۔ واللہ اعلم۔

احمد اللہ سلمہ الصمد

سابق مدرس مدرسہ حاجی علی جان دہلی

جناب مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

جو جوابات الفاظ قرآن روایات صحیحہ سے وارد ہیں ان کو نماز میں بھی کہنا جائز ہے اور
 خارج از نماز بھی۔

ابوسعید محمد حسین بٹالوی

جناب مولانا عنایت اللہ صاحب وزیر آبادی کا فتویٰ:
واتین وسج اسم الخ بل اتاک وغیرہ کا جواب دینا جائز ہے۔

ابو عمران عنایت اللہ وزیر آبادی

حضرت الامام العالم الربانی ابی محمد عبدالوہاب کا فتویٰ:

الجواب صحیح

ابو محمد عبدالوہاب ملتانی امام جماعت غربا بلخدیث

اشی الفاضل ابوالخلیل عبدالخلیل کا فتویٰ:

مسنون طریقہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے قاری وسامع آیت عذاب پر
اور پناہ اور آیت رحمت پر رحمت مانگے اور آیات استفہامیہ کے ختم پر مناسب جواب دے۔
ابوالخلیل عبدالخلیل دہلوی عفی عنہ

جو کچھ مذکورہ صاحبان نے لکھا ہے حق اور سچ ہے۔

وَالْحَقُّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ۔

احقر عبدالحکیم شاہ بقلم خود

الجواب صحیح۔

ابو محمد عبدالغفار سلفی نائب مفتی مدرسہ دارالسلام کراچی

امام ومقتدی قاری وسامع ہر ایک کو قرآن کریم کی استفہامیہ آیات کا شرعی جواب

دینا درست و صحیح ہے۔ فقط

عبدالحکیم کرم الجلیلی عفی عنہ مدرسہ دارالسلام کراچی

الجواب صحیح۔

ابو احمد محمد یونس غفرلہ دہلوی

سکرٹری شعبہ تبلیغ جماعت غرباء اہلحدیث

الجواب صحیح۔

عبدالرحمن السلفی عفی عنہ

مدرس مدرسہ دارالسلام کراچی

مذکورہ علمائے کرام نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بلاشک و شبہ صحیح ہے۔

عبدالجبار شاہد سلفی کان اللہ

منتظم صحیفہ اہلحدیث کراچی

جناب مولانا عبدالقادر صاحب ملتانی کا فتویٰ:

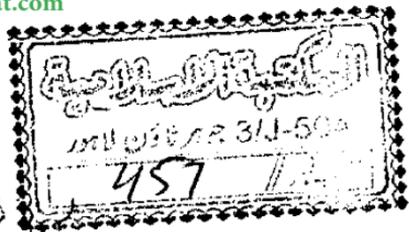
حدیث شریف میں آیا ہے 'کان النبی ﷺ لا یمیر بایۃ رحمۃ الا وقف عند ہا و سال ولا بایۃ عذاب الا وقف عند ہا و تعوذ۔ یعنی آنحضرت ﷺ قرآن پڑھتے وقت جب کبھی ایسی آیت پر آتے جس میں رحمت کا ذکر ہوتا تو ٹھہر جاتے اور خدائے پاک سے رحمت مانگے اور جو ایسی آیت پر آتے کہ جس میں عذاب کا ذکر ہوتا تو ٹھہر جاتے اور اس عذاب سے پناہ چاہتے۔ چنانچہ حدیث شریف ہذا کے مدلول کے مطابق قرآن کریم کے چند خاص مقامات پر چند دعاؤں کا خاص لفظوں کے ساتھ پڑھنا آپا ہے جن کو مع بیان اختلاف روایات بمع ترجمہ و بحوالہ کتاب اس جگہ لکھا جاتا ہے۔

کیا پڑھے	کس لفظ کے بعد	کس سورہ میں
امین (ابوداؤد وغیرہ) امین (طبرانی) یہ دعا قبول فرما۔ ۳ بار رَبِّ اغْفِرْ لِيْ اَمِيْن۔ (بیہقی) اے میرے پروردگار مجھ کو بخش دے۔ یہ دعا قبول فرما	وَلَا الضَّالِّينَ ۝	سورۃ فاتحہ

کیا پڑھے	کس لفظ کے بعد	
امین (ابوعبید) امین رَبِّ اغْفِرْ لِي۔	الْقَوْمِ الْكُفْرَيْنِ ۝	اختتام سورہ بقرہ رکوع ۴۰
اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔ (سات مرتبہ) اے اللہ! اے ہمارے رب تجھی کو سب خوبی (ابن السنی عن حذیفہ)	الْقَوْمِ الْكُفْرَيْنِ ۝	اختتام سورہ بقرہ رکوع ۴۰
وَ اَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ اِي رَبِّ اور میں گواہی دیتا ہوں یہ کہ تو (اسطرح) ہی میرے پروردگار وَ اَنَا اَشْهَدُ بِه (ابن السنی) اور میں گواہی دیتا ہوں اس کی	الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝	سورہ ال عمران رکوع ۲
اللَّهُ اَكْبَرُ (ابن السنی) اللہ سب سے بڑا ہے	تَكْبِيرًا ۝	بنی اسرائیل رکوع ۱۲
لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نَّعْمِكَ رَبَّنَا اے ہمارے پروردگار ہم تیری کسی نعمت کو	تَكْذِبَانِ ۝	سورہ رحمن۔ آخر تک
نُكِدِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ نہیں جھٹلاتے سو تیری ہی ہیں سب خوبیاں (ترمذی اور حاکم عن جابر)	=	=
بَلْ اَنْتَ يَارِبِّ بلکہ تو ہی ہے اے میرے پروردگار (ایک ایک بار پڑھے)	نَحْنُ الْخَالِقُونَ۔ نَحْنُ الزَّارِعُونَ۔ نَحْنُ الْمَنْزِلُونَ۔	سورہ واقعہ رکوع ۲

کیا پڑھے	کس لفظ کے بعد	کس سورہ میں
	نَحْنُ الْمُنشُونَ۔	
سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ۝ بلندی شان کی بیان کرتا ہوں پروردگار اپنے کی جو بڑی شان کا ہے۔ (ایک ایک بار)	الْعَظِيمِ ۝	اختتام سورہ واقعہ ۲ رکوع
اللَّهُ يَا تَيْنَا بِهِ وَهُوَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ اللہ ہی لائے گا ہم کو وہ اور وہی ہے پروردگار عالموں کا۔ اللَّهُ رَبَّنَا وَرَبُّ الْعَالَمِينَ اللہ ہی ہمارا پروردگار اور پروردگار عالموں کا۔ (جامع البیان)	مَعِينٍ ۝	اختتام سورہ ملک ۲ رکوع
سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ۝	الْعَظِيمِ ۝	اختتام سورہ حاقہ
بَلِي سُبْحَانَكَ بَلِي جی ہاں زندہ کریگا تیری شان ہے لہذا جی ہاں زندہ کریگا	الْمَوْتَى ۝	اختتام سورہ القیمۃ
بَلِي وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنْ جی ہاں زندہ کرے گا اور میں اس پر الشَّاهِدِينَ آمَنَّا بِاللَّهِ گواہ ہوں ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں بَلِي إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ جی ہاں زندہ کریگا بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے	=	=

کیا پڑھے	کس لفظ کے بعد	کس سورہ میں
<p>اٰمَنَّا بِاللّٰهِ (ابوداؤد۔ ابن السنی)</p> <p>ایمان لائے ہم اللہ پر</p> <p>اٰمَنَّا بِاللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ</p> <p>ایمان لائے ہم اللہ پر جو پروردگار ہے عالموں کا</p>	يُؤْمِنُوْنَ ۝	اختتام سورہ مرسلات
<p>سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى</p> <p>میرا رب بلند پاک ہے۔ (احمد ابوداؤد)</p>	رَبِّكَ الْاَعْلٰى	سورہ اعلیٰ
<p>اَللّٰهُمَّ حَاسِبِنِيْ حَسَابًا يَّسِيْرًا ۝</p> <p>اے اللہ حساب لینا مجھ سے حساب آسان</p>	حِسَابَ هُمْ ۝	سورہ غاشیہ
<p>اَللّٰهُمَّ اَنْتَ نَفْسِيْ تَقْوٰلِهَا</p> <p>اے اللہ اے میری جان کو بچاؤ (کی قوت) اے اکی</p> <p>وَزَكَّيْهَا اَنْتَ خَيْرٌ مِّنْ زَكَّيْهَا</p> <p>اور پاک کرا سکو تو ہی ہے بہت اچھا پاک کرنیوال</p> <p>اَنْتَ وَاٰلِهَا وَمَوْلٰيْهَا</p> <p>تو ہی ہے کار ساز اس کا اور مالک اس کا</p> <p>(طبرانی، صحیح مسلم جامع البیان)</p>	تَقْوٰلِهَا ۝	سورہ ایشس
<p>بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝</p> <p>جی ہاں اللہ ہی احکم الحاکمین ہے اور میں اس</p> <p>پر گواہ ہوں۔ (ابن السنی ابوداؤد ترمذی)</p>	اَلْحٰكِمِيْنَ ۝	اختتام سورہ والتین
<p>اَللّٰهُ اَكْبَرُ</p> <p>ابن کثیر</p>	<p>ہر سورہ کے آخری</p> <p>لفظ کے بعد</p>	<p>سورہ الفتحی سے لیکر</p> <p>ہر سورہ کے اختتام پر</p>



مولانا محمد سرور الشفیق

کی لیگنر کتب

○ خطبات جمعات (زیر طبع)

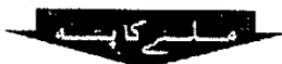
○ ازواج مطہرات

○ تعلیم العربیہ

○ اہل حدیث آئینہ تارخ میں

○ روزہ آئینہ تارخ میں

○ عورت آئینہ تارخ میں



پبلسیشنز انڈیا

دہلی • تحصیل و ضلع : نارووال

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد سرور الشفیق

کی دیگر کتب

خطبات جمعات (زیر طبع)

ازواجِ مطہرات

تعلیم العربیہ

اہل حدیث آئینہ تاریخ میں

روزہ آئینہ تاریخ میں

عورت آئینہ تاریخ میں

ملنے کا پتہ

محمدی اکیڈمی

دیپو کے تحصیل ضلع : نارووال

0300-6111311